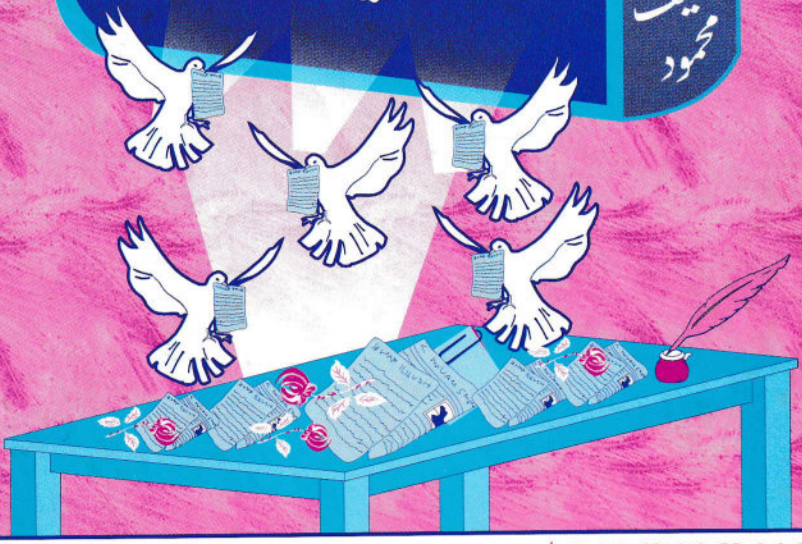
کچھ کلیاں کچھ پھول

(مجموعہ مضامین)

حنیف محمود

کچھ کلیاں کچھ پھول
(مجموعہ مضامین)
حنیف محمود



لجنہ اماء اللہ، اسلام آباد

(صرف احمدی احباب وخواتین کے لئے)

کُچھ کلیاں کُچھ پھول

(مجموعہ مضامین)

(حصہ اول)

حنیف احمد محمود

لجنہ اماء اللہ اسلام آباد

اظہار تشکر

اس کتاب کے تمام اخراجات مکرم چوہدری فاروق احمد صاحب مظہر آف اسلام آباد نے اپنے والد محترم چوہدری سراج الدین صاحب مرحوم کی طرف سے برداشت کئے ہیں جو اپنی تمام زندگی سنت نبویہؐ کے پابند اور احکامات خداوندی کی بجا آوری میں کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور محترم چوہدری فاروق احمد صاحب کو اس کار خیر کی نیک جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

نام کتاب: کُچھ کلیاں کُچھ پھول (حصہ اول)

مصنف: حنیف احمد محمود

ناشر: لجنہ اماء اللہ اسلام آباد

طبع اول: رمضان المبارک نومبر 2002ء

طبع ثانی: رمضان المبارک اکتوبر 2003ء

مطبع: سٹار پبلشرز اسلام آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

٦١٠ء کا کیا ہی مبارک نومبر کا مہینہ تھا، رمضان المبارک کے آخری دن تھے جب سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر غار حرا میں پہلی وحی ان الفاظ میں نازل ہوئی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ

١٤٠٠ سال بعد امسال بھی نومبر میں رمضان المبارک کا بابرکت اور مقدس مہینہ اپنی تمام تر برکات وحسنات اور رحمتوں ونعمتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہونے والا ہے۔ رمضان المبارک کی آمد کے موقع پر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا یہ طریق مبارک تھا کہ وہ اپنی کمر ہمت غیر معمولی طور پر کس لیا کرتے تھے۔ عبادت میں اضافہ فرما دیتے اور رمضان المبارک کی برکات وفیوض کا ذکر اپنی مجالس میں فرماتے۔ اسی طرح کی ایک گفتگو آپؐ نے ایک دفعہ شعبان کے آخری دنوں میں صحابہؓ سے مخاطب ہوکر یوں فرمائی۔

''اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی وغمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے

آزاد کیا جاتا ہے اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

اپنے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی اقتداء میں ہی رمضان المبارک کی اہمیت، فرضیت اور برکات وحسنات سے آپ احباب جماعت بالخصوص خواتین کو آگاہ کرنے اور اس کی برکات سے کماحقہٗ مستفیض ہونے کے لئے اس کتاب میں وہ مضامین (Handbills) پیش کئے جارہے ہیں جو ہمارے مربی ضلع مکرم حنیف احمد محمود گاہے بگاہے ہمیں دیتے رہے۔ ممبرات لجنہ نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان سے بھرپور فائدہ اُٹھایا۔ اور اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت کے لئے انہیں گھروں میں محفوظ کرلیا۔ اور مختلف مواقع کی مناسبت سے لکھے گئے ان Handbills سے مستفید ہوتے رہے۔ لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کے اصرار اور فائدہ کے لئے انہیں یکجا کر کے آپ سب کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے۔ اس میں اُن Handbills کو بھی شامل کردیا گیا ہے جو رمضان المبارک کے علاوہ دیگر تعلیمی وتربیتی مضامین پر تھے۔

امید ہے کہ ان مضامین کا یکجائی شکل میں پیش کیا جانا بہتوں کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ اور ہم سب اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کی اقتداء میں قرآنی حکم 'اِقْـرَاْ' پر عمل کرتے ہوئے قرآن کریم کو اس رمضان میں نہ صرف خود صحت تلفظ اور تدبّر سے پڑھیں گے بلکہ ارشاد رسولؐ '' عَلِّمْـهُ '' کی تعمیل میں دوسروں کو بھی پڑھائیں گے اور اس کارِخیر کو تسلسل اور دوام بخشیں گے۔ اور یہ مجموعہ مضامین جو کچھ خوبصورت کلیوں اور پھولوں پر مشتمل ہے لازماً قرآن کریم کو سمجھنے میں ممد ثابت ہوگا اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے اور لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کی اس کاوش کو بھی قبول فرمائے۔ آمین۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔

سیدہ ذاکرہ ناصر

صدر لجنہ اماء اللہ اسلام آباد

(۲۴۔شعبان ۱۴۲۳ھ بمطابق یکم نومبر ۲۰۰۲ء)

انتساب

سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام

جن کی مقدس تعلیمات سے ہم نے زندگی کے آداب

اور

قرینے سیکھے

بھیج درود اُس محسن پر تُو دن میں سو سو بار
پاک محمد مصطفیٰؐ نبیوں کا سردار

صَلِّ عَلٰی نَبِیِّنَا
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجھے کُچھ کہنا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل اور اُس کی دی ہوئی توفیق اور نصرت کے ساتھ دوران تعلیم اور تعلیم سے فراغت کے بعد خاکسار احباب جماعت کی تعلیم و تربیت اور دعوت الی اللہ و عقائدِ جماعت پر مختلف مضامین لکھنے کی توفیق پاتا رہا۔ اور اب تک بفضلہٖ تعالیٰ ۱۲۰ کے قریب مضامین لکھے جا چکے ہیں۔

اوائل میں تو اِن مضامین کا دائرہ روزنامہ ''الفضل'' اور جماعتی رسائل تک محدود رہا۔ جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ۱۹۷۸ء سے احباب جماعت کی تعلیم وتربیت کے لئے Handbills کا سلسلہ جاری کیا اور بہت سے اہم تعلیمی وتربیتی پہلوؤں پر قلم اُٹھانے کی توفیق ملی۔ جن میں زیادہ کا تعلق رمضان المبارک سے ہے۔ سیرالیون قیام کے دوران یہ سلسلہ انگریزی زبان میں جاری رہا۔ لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں اپنے مفوّضہ فرائض کی انجام دہی کے ساتھ ان مضامین کی تعداد ۶۰ سے تجاوز کر گئی۔ الحمدُ للہ۔

لاہور قیام کے دوران محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمتِ درویشان (سابق ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ) کی خصوصی توجہ اور تعاون سے قومی اخبارات، رسائل اور دیگر میگزینز میں مضامین اور خطوط لکھنے کا سلسلہ شروع کیا۔ جس میں توہین رسالت، ارتداد اور دفاعِ وطن جیسے اہم موضوعات پر اسلامی تعلیمات بیان کرنے کے علاوہ جماعت احمدیہ کے دفاع اور موقف میں لکھے گئے مضامین اور خطوط شامل ہیں۔ خطوط کی تعداد تو اب سینکڑوں میں ہے۔

اس کتاب میں سردست اُن ہینڈ بلز اور مضامین کو شامل کیا جارہا ہے جن کا تعلق احباب جماعت کی تعلیم وتربیت سے ہے۔ جبکہ باقی ماندہ مضامین کو حصہ دوم کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ اور وہ بھی کمپوزنگ کے مراحل طے کر چکے ہیں اور بعد منظوری اللہ تعالیٰ کی توفیق سے منصّہ شہود پر لائے جائیں گے۔

کچھ مضامین مختلف جگہوں میں، مختلف لوگوں کے جواب میں مناسب تبدیلی اور بعض اضافوں کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ تکرار سے پرہیز کی خاطر اُن کا اعادہ نہیں کیا گیا۔ تاہم اضافہ شدہ حصہ "نوٹ" کے تحت شامل مضمون کر دیا گیا ہے۔

تعلیم وتربیت کی خاطر لکھے گئے مضامین کو قریباً اُن تمام مقامات پر پذیرائی ملی، جہاں مجھے خدمات کی توفیق ملی۔ بالخصوص لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں احبابِ جماعت وخواتین نے اس سلسلہ کو بہت پسند فرمایا اور وقتاً فوقتاً اِسے سراہتے رہے۔ بعض دوستوں نے تو اِن ہینڈ بلز کی فائلیں تیار کر لیں اور گاہے بہ گاہے ان سے استفادہ کرتے رہے۔ رمضان سے متعلقہ مضامین کو از خود فوٹو کاپی کروا کر رمضان میں تقسیم کرنے کا بھی سلسلہ جاری رکھا تا زیادہ سے زیادہ احباب اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔ انہی دوستوں کے پُر زور اصرار پر ان مضامین کو کتابی شکل دی جارہی ہے۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ

ان مضامین کی ترتیب وتزئین میں مکرم ومحترم راجہ نصیر احمد صاحب ناظر اصلاح ارشاد مرکزیہ اور مکرم ومحترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد برائے دعوت الی اللہ کا تعاون اور راہنمائی بھی مجھے حاصل رہی۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

نیز اس کتاب کی تیاری، پروف ریڈنگ اور تدوین میں درجِ ذیل دوست احباب نے تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام کو نیک اور احسن جزاء عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۔ عزیزم عامر محمود صاحب
۲۔ عزیزم فضل اللہ منصور احمد صاحب
۳۔ عزیزم مکرم انتصار احمد ازکی صاحب
۴۔ محترمہ زکیہ فردوس صاحبہ (اہلیہ)
۵۔ عزیزہ بقعۃ النور صاحبہ
۶۔ عزیزم مکرم عبدالمعظم خان صاحب
۷۔ مکرم داؤد احمد منصور صاحب (مربی سلسلہ)
۸۔ مکرم چوہدری شاہد احمد صاحب

آخر میں لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کا شکر گزار ہوں۔ جوان مضامین کی اشاعت کے ساتھ ایک دفعہ پھر افادہ عام کا موجب بن رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِسے مقاصدِ دینیہ میں کامیاب و کامران کرے اور اس کتاب کو احباب جماعت کے فائدے کا موجب بنائے۔ آمین۔

حنیف احمد محمود
(شاہد۔ فاضل عربی)
مربی جماعت احمدیہ ضلع اسلام آباد
۱۵ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۲؍ اکتوبر ۲۰۰۲ء

مندرجات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
ا۔	پیش لفظ	
ب۔	انتساب	
ج۔	مجھے کُچھ کہنا ہے	
د۔	مندرجات	
۱۔	مسابقت فی الخیرات اور رمضان المبارک کی تیاری	1
۲۔	شعبان کا رمضان سے تعلق اور رمضان کی تیاری	4
۳۔	رمضان المبارک کے بارے میں رسول اللہؐ کی ایک جامع تقریر	8
۴۔	رمضان اصلاح نفس کا ایک مہینہ	11
۵۔	برکات ماہ رمضان کی محرومی سے بچنے کی دُعا	14
۶۔	رمضان کے بارہ میں سیّدنا حضرت المصلح الموعودؓ کی ایک درد انگیز دعا	15
۷۔	حضور نماز کیلئے دعا	18
۸۔	رمضان المبارک کا تحفہ	19
۹۔	چند اہم دعائیں	20
۱۰۔	رمضان المبارک، تلاوت قرآن اور دعاؤں کا مہینہ	22
۱۱۔	رمضان المبارک اور قرآن کریم	25
۱۲۔	دعا سجدۃ القرآن	27
۱۳۔	قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے	28

۱۴۔	تلاوت قرآن پاک اور بعض مسنون کلمات	33
۱۵۔	ہر احمدی کو وہ آیات قرآنی یاد کرنے کی تحریک جو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نمازوں میں تلاوت فرماتے ہیں	38
۱۶۔	رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ رمضان المبارک	40
۱۷۔	رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں	48
۱۸۔	خود احتسابی اور رمضان	54
۱۹۔	عید ہمیں کیا سبق دیتی ہے	60
۲۰۔	نماز عید کے مسائل	63
۲۱۔	عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور قربانی کے مسائل	65
۲۲۔	حج اور اس کا فلسفہ	69
۲۳۔	درود شریف۔ایک وسیلہ لقائے باری تعالیٰ	76
۲۴۔	پیارے امام ایدہ اللہ کی دعاؤں کی تحریکات	81
۲۵۔	حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں کے بارہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تازہ تحریک	83
۲۶۔	دعائیہ تحریک	88
۲۷۔	تحریک دُعا	89
۲۸۔	اپنی دعاؤں سے پیارے امام کا بھرپور ساتھ دیں	90
۲۹۔	اولاد کے حق میں بعض اہم دعائیں	95
۳۰۔	ہم دُعا میں کیا مانگیں	100
۳۱۔	مشکلات کے وقت کی چند دعائیں	106
۳۲۔	ذہن کو تیز کرنے کی دعائیں	109

۳۳۔	قیام نماز، احمدیت کے روشن مستقبل کی ضمانت	111
۳۴۔	باجماعت نماز کی اہمیت اور ہمارا فرض	114
۳۵۔	نماز کی حفاظت کریں نماز آپکی حفاظت کریگی	116
۳۶۔	ٹوپی نہ پہننا ایک غلط عادت ہے	119
۳۷۔	اصلاحِ نفس اور بچوں کی تعلیم وتربیت کے معیار کو بلند کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات	121
۳۸۔	جھوٹ۔ایک گناہ کبیرہ	128
۳۹۔	اسلام کا ایک تاکیدی حکم........السلام علیکم کا افشاء	132
۴۰۔	شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات	136
۴۱۔	اعمال کا دارومدار نیّتوں پر ہے	140
۴۲۔	خدمتِ دین	143
۴۳۔	خدمت خلق کو اپنا شعار بنائیں	148
۴۴۔	بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جماعت کو ضروری نصائح	152
۴۵۔	عبادالرحمٰن کی علامات	156
۴۶۔	خوب یادرکھو کہ اطاعت، اطاعت، اطاعت خلاصہ ہے دین کا	159
۴۷۔	خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدّہ اللہ تعالیٰ (۲۸ مئی ۱۹۹۳ء بمقام جرمنی)	162
۴۸۔	حضرت مسیح موعودؑ بحیثیت داعی الی اللہ	167
۴۹۔	خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت المصلح الموعود "بسلسلہ دعوت الی اللہ" (فرمودہ ۱۸۔اگست ۱۹۵۸ء)	168

۵۰۔	ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ	
	بابت دعوت الی اللہ	171
۵۱۔	دعوت الی اللہ کا کم سے کم ٹارگٹ	174
۵۲۔	داعی الی اللہ اور بعض اہم دعائیں	177
۵۳۔	ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کریں	181
۵۴۔	''اپریل فول'' کی گندی رسم سے اجتناب	186
۵۵۔	تحریک وقفِ نو کا مستقبل	189
۵۶۔	یومِ تحریکِ جدید اور ہماری ذمہ داریاں	192
۵۷۔	تحریکِ جدید اور ذیلی تنظیموں کی ذمہ داریاں	197
۵۸۔	مطالباتِ تحریکِ جدید	198
۵۹۔	خدام بھائیوں کے نام ایک خط	200
۶۰۔	نکاح کی ضرورت اور اہمیت	202

﴿۱﴾

مسابقت فی الخیرات اور رمضان المبارک کی تیاری

دنیا کے تمام مذاہب، تہذیبوں اور معاشروں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے اور سبقت لے جانے کی تعلیم ملتی ہے۔ اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کو نیکی اور بھلائی کے میدان میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی تلقین ان الفاظ میں کی ہے۔

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

اسلام کے ابتدائی دور میں آنحضرت ﷺ کی تعلیم و تربیت کے پیش نظر صحابہ کرامؓ میں ایک دوسرے سے نیکی میں آگے بڑھنے کی دوڑ لگی رہتی تھی۔۔۔۔۔اس سلسلہ میں تاریخ اسلام نے بے شمار واقعات ریکارڈ کئے ہیں۔ چند ایک درج کئے جاتے ہیں۔

۱۔ آنحضورؐ نے پہلی صف میں بیٹھنے کے ثواب سے صحابہؓ کو آگاہ فرمایا تو ہر صحابیؓ کی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ وہ پہلی صف میں آ کر بیٹھے۔ آنحضرت ﷺ نے ثواب کی خاطر صحابہؓ کے اس رُجحان کو دیکھ کر فرمایا کہ شاید مجھے صحابہؓ میں پہلی صف میں بٹھانے کی خاطر قرعہ اندازی کروانی پڑے۔

۲۔ غریب اور مفلس صحابہؓ کا گروہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ یارسول اللہؐ! امیر صحابہؓ مالی استطاعت رکھنے کی وجہ سے مالی قربانی کرتے ہیں جو ہم نہیں کر سکتے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اگر تم ہر نماز کے بعد ۳۳۔۳۳ دفعہ سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو تو تمہیں بھی ان امیر صحابہؓ کے برابر ثواب ملے گا۔

کچھ دنوں کے بعد ان غریب مہاجر صحابہؓ نے دوبارہ دربار نبویؐ میں حاضر ہو کر شکایت کی کہ ہمارے دولتمند بھائیوں کو بھی اس بات کا علم ہو گیا ہے اور انہوں نے بھی اس ورد کو شروع کر

دیا ہے۔اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا ''یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے (میں اس فضل کو کیسے روک سکتا ہوں)۔'' (مسلم)

۳۔ سیدنا حضرت ابوبکرؓ اور سیدنا حضرت عمرؓ میں مسابقت فی الخیرات کی دوڑ ہر میدان میں نظر آتی دکھائی دیتی ہے۔ایک دفعہ حضرت عمرؓ اشاعت اسلام کے لئے گھر کا نصف مال اس نیت سے لائے کہ آج میں ہر صورت اپنے بھائی ابوبکر سے آگے رہوں گا۔دربار رسالتؐ میں پہنچنے پر علم ہوا کہ ابوبکرؓ تو گھر کا سارا مال لے آئے ہیں اور آنحضورؐ سے کہہ رہے ہیں کہ میں اللہ اور اس رسولؐ گھر چھوڑ آیا ہوں۔ (ابوداؤد کتاب الذکوۃ)

۴۔ ایک دفعہ نبیوں کے سردار حضرت محمدؐ نے فرمایا کہ ہر عبادت کا ایک دروازہ ہے۔ نمازی کے لئے الگ، روزہ دار کے لئے الگ، جہاد کرنے والوں کے لئے الگ، اور ہر مومن اپنے متعلقہ دروازہ کے ذریعہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابوبکرؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! کوئی ہے جو ان تمام دروازوں سے گزرے۔تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ آپ اُن میں سے ہونگے۔

(بخاری کتاب الصّوم)

۵۔ ایک دفعہ آنحضورؐ نے حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب ہو کر جنت کی بشارت دی۔حضرت عمرؓ جو قریب ہی بیٹھے تھے نے لمبی سانس لی اور کہا وائے جنت۔کہ اے جنت تو مجھ سے دور ہے۔۔۔آنحضورؐ نے فرمایا۔اللہ عمر پر رحم کرے۔جب وہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ابوبکر اس سے سبقت لے جاتا ہے۔

مسابقت فی الخیرات کی دوڑ کا یہ روح پرور نظارہ صحابہؓ کے بعد ہر دور میں نظر آتا ہے۔اور پیشگوئیوں کے مطابق صحابہؓ کی اتباع میں یہ نظارہ اور یہ جلوہ آج کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے پروانوں میں دیکھا جاسکتا ہے۔جہاں نجی طور پر ایک احمدی دوسرے احمدی سے آگے بڑھنے کی دوڑ میں مصروف ہے۔وہاں ذیلی تنظیمیں اپنی سطح پر دوسری ذیلی تنظیموں سے اور

جماعتیں دوسری جماعتوں سے ہر میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش میں رہتی ہیں۔

اسلام میں مسابقت فی الخیرات کا ایک بہترین موقعہ رمضان کا مہینہ ہے جو ''سیّد الشھور'' کہلاتا ہے جس کی ایک رات ہزار راتوں کے برابر ہے۔ اور نیکیوں کا بازار گرم ہوتا ہے۔

ایک مومن نمازوں میں، نوافل میں، نماز تہجد میں، نماز تراویح میں، ذکر الٰہی میں، تلاوت قرآن کریم میں، درس القرآن میں، ایم ٹی اے سے استفادہ میں، مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ میں، دعوت الی اللہ میں، افطار میں، اور دعاؤں وغیرہ میں سعی کر کے دوسرے مومن سے آگے گزر کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔

اس لئے اب جبکہ ہم شعبان کے مہینہ سے گزر رہے ہیں جو تیاری رمضان کا مہینہ ہے۔ آسمان پر رمضان کی آمد کی تیاریاں ہو رہی ہیں تو زمین پر بھی تیاریاں ہونی چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ نے شعبان کے مہینے کو بادل قرار دیا ہے جو رمضان میں جا کر برستا ہے۔۔۔۔ اور ہمارے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کا طریق ہوتا تھا کہ وہ شعبان میں ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے۔ راتوں کو پہلے سے زیادہ اُٹھتے اور رمضان کے استقبال کے لئے تیاری کرتے۔

پس اپنے پیارے نبی ﷺ کی اقتداء میں ہم سب رمضان المبارک کے لئے بھرپور طور پر تیاری کا آغاز کر دیں۔ بدی سے نیکی کی طرف سفر اختیار کرنے کی تیاری کا آغاز کریں۔ اور نیکی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کا پختہ عزم لے کر رمضان میں داخل ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اتنی سعی کریں کہ رمضان کے آخیر میں ایک نومولود معصوم بچے کی طرح صاف ستھرے ہو کر رمضان کو الوداع کہنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو آنے والے رمضان المبارک کی برکات سے کما حقہ فائدہ اُٹھانے کی توفیق سے نوازے۔ آمین۔

﴿۲﴾

شعبان کا رمضان سے تعلق اور رمضان کی تیاری

اسلامی مہینوں میں شعبان کا مہینہ اہمیت کا حامل ہے۔خصوصی طور پر اس کی ۱۵ تاریخ کو ایک مقام حاصل ہے۔اس ماہ کی ۱۵ کی رات ''شب برأت'' کے نام سے موسوم ہے۔ احادیث میں اس مہینے اور شب برأت کی کئی رنگ میں فضلیت بیان ہوئی ہے۔اس رات کے بارہ میں بعض مفروضے اور فرضی قصے بھی مشہور ہیں گو ان قصوں کا شب برات سے کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا جیسے مشہور ہے کہ جنگ اُحد میں آنحضور ﷺ اپنے دندان مبارک شہید ہونے کے بعد آج کے روز سخت غذا کھانے کے قابل ہوئے تھے۔اس خوشی میں مٹھائیاں اور حلوے تیار کر کے تقسیم کئے جاتے ہیں ۔۔۔۔۔۔شیعہ حضرات اس روز کو امام غائب کی پیدائش کا دن تصور کرتے ہیں ۔۔۔۔۔بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جس طرح زمین پر انسانوں کے لئے دوخوشیاں یعنی عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ مقرر ہیں اسی طرح آسمان پر فرشتوں کی دوعیدیں یعنی شب برات اور شب قدر ہیں۔

جہاں تک روایات میں اس رات کی بیان شدہ فضیلتوں کا تعلق ہے وہ مختلف زاویوں سے مختلف بیان ہوئی ہیں۔مثلاً

☆ اس رات انسانوں کا رزق مقرر کیا جاتا ہے۔
☆ انسان کی تقدیر لکھی جاتی ہے۔
☆ اس رات کی عبادت سے سال بھر کے گناہ بخشے جاتے ہیں۔
☆ اس رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں (یہ قبیلہ بکریاں پالا کرتا تھا) کے بالوں سے بھی زیادہ بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔
☆ اس رات انسانوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کئے جاتے ہیں۔

☆ اس رات اللہ تعالیٰ مختلف حاجات کا نام لے لے کر بلاتا ہے کہ کوئی ہے مجھ سے سوال کرنے والا یا کچھ مانگنے والا۔ میں اسکی مرادیں پوری کرونگا۔ مثلاً کوئی مجھ سے بخشش طلب کرنے والا ہے اسے بخش دوں۔۔۔۔۔۔کوئی مجھ سے رزق مانگنے والا ہے اسے میں رزق دوں۔ کوئی ہے جو مصیبت سے نجات مانگے میں اسے نجات دوں۔

☆ اس رات آئندہ سال پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کی فہرست تیار ہوتی ہے۔

☆ ایک روایت یہ ملتی ہے جو ترمذی میں درج ہے اور حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضورؐ میرے ہاں مقیم تھے کہ رات کی تاریکی میں مَیں نے آپؐ کو نہ پایا میں گھبرا کر اٹھی اور تلاش بسیار کے بعد میں نے آپ کو جنت البقیع میں تنہا عبادت کرتے پایا۔ مجھے دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تمہیں اس بات کا ڈر تھا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ایسی تو کوئی بات نہ تھی دل میں خیال گزرا کہ شاید آپؐ ازواج مطہرات میں سے کسی کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔ (ترمذی کتاب الصّوم)

شب برات کے بارہ میں احادیث کی صحت اور ضعف پر تو یہاں تبصرہ کرنا مقصود نہیں تاہم یہ بات مسلّم ہے کہ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس رات خصوصی عبادت فرمایا کرتے تھے۔ جیسا کہ آپؐ جنت البقیع میں عبادت کرتے پائے گئے مگر اس سے یہ نتیجہ نکالنا (جیسا کہ آج کل کے بعض مسلمان اس پر کار بند ہیں) کہ اس ایک رات کی عبادت سے ہر اس شخص کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو سال بھر تو عبادت نہ کرے اور مختلف بدیوں میں ملوث رہے۔ اسلام کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جو بالغ ہونے سے تاوفات تسلسل کے ساتھ بلا ناغہ انسان پر فرض ہے یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں بیٹھ کر، لیٹ کر یا پھر شدید بیماری کی حالت میں اشاروں کے ساتھ ادا کرنے کا حکم ہے۔۔۔۔۔۔لیکن افسوس ہے کہ آجکل بعض مسلمانوں کے ذہنوں میں علماء نے یہ چیز ڈال دی ہے کہ آج کی رات مسجد میں آؤ اور تمام رات عبادت میں گزارو تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ جبکہ

اسلام کی تعلیمات میں خصوصی طور پر عبادات میں مستقل مزاجی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جب تک کوئی کام استقامت اور مداومت کے ساتھ نہ کیا جائے اس میں حسن پیدا نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اس لئے سال بھر عبادت کرنے والا اگر اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی اقتداء میں اس رات خصوصی عبادت بجالاتا ہے تو لازماً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلہ پائے گا۔ اور اجر عظیم سے نوازا جائیگا۔

شعبان کا رمضان سے گہرا تعلق:

آنحضرت ﷺ نے شعبان کے متعلق فرمایا ہے کہ ''شعبان بادل کی مانند ہے اور رمضان بارش کی طرح''۔۔۔۔جس طرح آسمان پر ایک معمولی سی بدلی ظاہر ہوتی ہے جو بڑھتے بڑھتے گھٹا ٹوپ بادلوں میں تبدیل ہوتی اور موسلا دھار بارش برساتی ہے۔ اسی طرح شعبان خداتعالیٰ کی رحمتوں کے برسنے کے لئے ایک بدلی کی طرح ہے جو دراصل تیاری ہے رمضان کی اور رحمتوں کے نزول کی۔ یہ بدلی بادل بن کر آنے والے مہینہ رمضان میں خوب برستی ہے۔

اسلامی عبادات کا فلسفہ یہ ہرگز نہیں کہ عبادت کا وقت ہوا اور بوجھ سمجھ کر ادا کر دی یا ٹرخادی بلکہ اس کے لئے باقاعدہ تیاری کی جاتی ہے۔ اور عبادت کر چکنے کے بعد بھی نوافل کا نظام رکھا گیا ہے تا کہ عبادت اس کے مغز اور روح کو سمجھ کر بجالائی جائے۔ جیسے نماز ہے اس کے لئے تیاری کا حکم ہے۔ جو ''وضو'' کی صورت میں بسا اوقات غسل کرنے کی صورت میں ہوتی ہے اور پھر فرض عبادت سے پہلے اور بعد میں سنتیں اور نوافل ادا کرنے کا حکم ہے۔۔۔۔۔اسی طرح حج عبادت کے لئے لمبی تیاری درکار ہے۔ کپڑے سلانا۔ احرام کی حالت میں ہونا اور طواف کرنا سب تیاری ہے اور الوداعی طواف، حج عبادت کا تتمہ ہے جو اسلامی عبادات کے فلسفے کو مدنظر رکھ کر رکھا گیا ہے۔ رمضان کے روزے بھی ایک اسلامی عبادت ہیں اور اس کے لئے بھی تیاری کرنے کا حکم ہے۔ برأت کی رات روزے کی عبادات بجالانے کے لئے دراصل تیاری کی رات

ہے، ایک الارم ہے رمضان کی آمد کا۔ اس روز سے انسان پہلے سے زیادہ عبادات بجالا کر رمضان کو خوش آمدید کہتا ہے۔اُدھر اللہ تعالیٰ انسان کی طرف پہلے سے زیادہ بڑھ کر اس کی مناجات کو سنتا اور جواب دیتا ہے گویا دونوں اطراف سے رمضان کی تیاری کا آغاز ہوتا ہے۔اور رمضان میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں سمیٹنے کے بعد بھی بیٹھ جانے کا حکم نہیں بلکہ اسلامی فلسفہ کو مدنظر رکھ کر شوال کے روزے بطور نوافل رکھنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

شعبان کا لفظ بھی اسی مفہوم کو اُجاگر کر رہا ہے۔اگر یہ ''شعب'' سے مشتق لیا جائے جس کے معنی گھاٹی کے ہیں یعنی پہاڑ کو جانے کا راستہ۔ جو ایک کھٹن مرحلہ ہوتا ہے۔رمضان کی عبادات بھی عام عبادات سے زیادہ کھٹن ہوتی ہیں اس لئے شعبان ان عبادات تک پہنچنے کا راستہ ہے جیسا کہ آنحضورؐ کے متعلق آتا ہے کہ رمضان کی آمد پر (جو شب برات ہی بنتی ہے) آپؐ اپنی کمر کس لیا کرتے تھے۔ پہلے سے زیادہ عبادات بجالاتے۔ایک دن چھوڑ کر روزہ رکھتے تا روزے کی عادت ہو جائے۔۔۔۔۔اور اگر شعبان ''شعبہ'' سے مشتق لیا جائے جس کے معنی شاخ کے ہیں تو تب بھی رمضان کی تیاری کا مفہوم نمایاں ہوتا ہے۔جس طرح فصلِ بہار میں شاخیں نکلتی اور پھر بالآخر پھلوں اور پھولوں سے ثمر آور ہوتی ہیں۔اسی طرح نیکیاں شعبان میں درخت کی شاخوں کی طرح بڑھتی اور پھیلتی ہیں اور رمضان کے مہینہ میں پھل لگتے اور ساتھ کے ساتھ پکتے ہیں اور مومن اپنی استعدادوں کے مطابق اپنی جھولیاں ان ثمرات سے بھرتا ہے۔

آئیں! اس اسلامی نقطہ نظر سے رمضان کے مبارک مہینہ کی تیاری کریں تا رمضان میں نازل ہونے والے اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے پوری طرح فیضیاب ہوں۔ آمین۔

(ہفت روزہ ''فرق'' اور ''مہارت'' کے لئے تیار کیا)

﴿۳﴾

رمضان المبارک کے بارے میں
رسول اللہؐ کی ایک جامع تقریر

حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو ہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

''اے لوگو! تم پر ایک بڑی عظمت والا مہینہ سایہ کرنے والا ہے۔ ہاں! ایک برکتوں والا مہینہ جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بھی بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کئے ہیں اور اس کی رات کی عبادت کو نفل ٹھہرایا ہے۔ اس مہینہ میں جو شخص کسی نفلی عبادت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے اس نفل کا ثواب عام دنوں میں فرض ادا کرنے کے برابر ملے گا۔ اور جس نے اس مہینہ میں ایک فرض ادا کیا اسے عام دنوں کے ستر فرض کے برابر ثواب ملے گا۔ اور یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ ہمدردی و غمخواری کا مہینہ ہے اور ایسا مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں روزہ دار کی افطاری کرواتا ہے تو یہ عمل اس کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بن جاتا ہے اور اسے آگ سے آزاد کیا جاتا ہے اور اسے روزہ دار کے اجر کے برابر ثواب ملتا ہے بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر میں کچھ کمی ہو۔ صحابہؓ نے آنحضور ﷺ سے سوال کیا۔ ہم میں سے ہر ایک کی اتنی توفیق نہیں کہ روزہ دار کی افطاری کا انتظام کر سکے تو آپؐ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ افطاری کا یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا کرتا ہے جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ میں پانی ملا کر دودھ کی کچی لسی یا کھجور سے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی روزہ کھلوا دیتا ہے اور جو روزہ دار کو سیر کر کے پیٹ بھر کے کھانا کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے میرے حوض کوثر سے ایسا شربت پلائے گا کہ اسے

کبھی پیاس نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اور یہ ایسا مہینہ ہے جس کی ابتداء نزول رحمت ہے اور جس کا وسط مغفرت کا وقت ہے اور جس کا آخر کامل اجر پانے یعنی آگ سے آزادی کا زمانہ ہے اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مزدور یا خادم سے اس کے کام کا بوجھ ہلکا کرتا ہے اور کم خدمت لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھی بخش دے گا اور اسے آگ سے آزاد کر دے گا۔" (مشکوٰۃ، کتاب الصوم)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

ا۔ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۵۶۱، نیا ایڈیشن)

۲۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۳۶، نیا ایڈیشن)

۳۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینہ میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا تعالیٰ اسے محروم نہیں رکھتا۔

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۵۶۳، نیا ایڈیشن)

۴۔ وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آ گیا اور میں اس کا منتظر تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور وہ بوجہ بیماری کے روزہ نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزے سے محروم نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد۲ صفحہ ۵۶۴، نیا ایڈیشن)

۵۔ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ (بدر ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء)

۶۔ رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے دعاؤں کا مہینہ ہے۔ (الحکم ۲۴۔ جنوری ۱۹۰۱ء)

۷۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اُس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ (الحکم ۲۹۔ فروری ۱۹۰۸ء)

۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں بہت عبادت کرتے تھے۔ ان ایام میں کھانے پینے کے خیالات سے فارغ ہو کر اور ان ضرورتوں سے انقطاع کر کے تبتل الی اللہ حاصل کرنا چاہئے۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

۹۔ روزہ دار کو خیال رکھنا چاہئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہئے۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

۱۰۔ کم کھانا اور بھوک برداشت کرنا بھی تزکیہ نفس کے واسطے ضروری ہے اور اس سے کشفی طاقت بڑھتی ہے۔ (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

(یہ پمفلٹ لاہور قیام کے دوران شائع ہوا)

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکرگزاری کے طور پر آپؐ پر درود بھیجیں"۔

(اخبار الحکم، جلد ۷، نمبر ۱۵، صفحہ ۲)

﴿۴﴾

رمضان۔اصلاح نفس کا ایک مہینہ

رمضان المبارک بہت برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے یہ مومنوں کے لئے ریفریشر کورس اور اجتماعی ٹریننگ کا مہینہ ہے۔اس میں اصلاح نفس اور وصال الٰہی نصیب ہوتا ہے جہاں روزہ تجلی قلب کرتا ہے وہاں انسان کے جسمانی،اخلاقی اور معاشرتی فوائد کا بھی موجب ہوتا ہے اور اس سے کشفی حالت بڑھتی اور ترقی پذیر ہوتی ہے۔جس طرح جسمانی روٹی سے جسم کو قوت ملتی ہے اور ایسا ہی روحانی روٹی (روزہ) روح کو قائم رکھتی ہے۔اس سے روحانی قویٰ تیز تر ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''اگر تم روزہ رکھ لیا کرو تو اس میں تمہارے لئے خیر ہے''۔قرآن کریم نے روزہ رکھنے کو متقی بننے کا ایک مجرب نسخہ بتایا ہے روزہ ہر مسلمان عاقل و بالغ پر فرض ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ''شرعی رخصت اور بیماری کے بغیر چھوڑے گئے ایک روزہ کا کفارہ ساری عمر میں روزے رکھ کر بھی ادا نہیں ہوسکتا''۔ (مشکوٰۃ،کتاب الصوم)

ذیل میں رمضان المبارک کی چند برکات وفضائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ اس ماہ میں آخری شریعت قرآن پاک نازل ہوئی گویا کہ رمضان قرآن کریم کے نزول کی سالگرہ ہے۔

۲۔ حضرت جبرائیلؑ ہر سال رمضان میں آنحضور ﷺ کے ساتھ قرآن کریم کا دَور کیا کرتے تھے۔آپؐ کی مبارک زندگی کے آخری رمضان میں یہ دَور دو دفعہ ہوا۔

۳۔ روزہ اور قرآن قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور بندے کے حق میں سفارش کریں گے اور ان دونوں کی سفارش قبول کی جائیگی۔ (بخاری،کتاب بدءالوحی)

۴۔ رمضان کے آغاز پر جہنم کے دروازے بند کر کے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ (بیہقی،فی شعب الایمان)

۵۔ رمضان کی ہر رات فرشتہ یہ آواز دیتا ہے۔
یَابَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ یَابَاغِیَ الشَّرِ اَقْصِرْ کہ اے نیکی کرنے والے نیکی کر گزر تیری نیکی قبول کی جائے گی اور اے بدی کا ارادہ کرنے والے بدی سے رک جا۔
(ترمذی، کتاب الصوم)

۶۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔
(بخاری، کتاب الصوم)

۷۔ رمضان کو صحیح صحت کی حالت میں پاکر خدا سے اپنے گناہ نہ بخشوانے والا بدقسمت ہے۔
(الحکم، ۲۹۔ فروری ۱۹۰۸ء)

۸۔ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ ہی اس کی جزاء دے گا۔
(بخاری، کتاب الصوم)

۹۔ روزہ ڈھال ہے۔ یعنی روزہ برائیوں سے بچنے کا ذریعہ ہے۔
(بخاری، کتاب الصوم)

۱۰۔ ایمان سے لبریز ہو کر رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے جو شخص رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور روزہ رکھتا ہے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔
(نسائی، کتاب الصیام)

۱۱۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کرتے وقت اور ایک جب روزے کی وجہ سے اسے اللہ تعالیٰ سے ملاقات نصیب ہوگی۔ (بخاری، کتاب الصوم)

۱۲۔ روزہ افطار کرانے والے کو روزے دار جتنا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی، کتاب الصوم)

۱۳۔ آنحضور ﷺ رمضان میں صدقہ و خیرات اور نیکی کی ادائیگی میں تیز آندھی سے بہت بڑھ کر عمل کرتے تھے۔ (بخاری، کتاب بدء الوحی)

۱۴۔ روزہ دار، لڑائی جھگڑا کرنے والے سے کہہ دے کہ بھائی میں روزے سے ہوں،

لزومت۔ (بخاری، کتاب الصوم)

۱۵۔ جھوٹ بولنے یا فحش گوئی بکنے والے شخص کے روزہ رکھنے کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں۔ (بخاری، کتاب الصوم)

۱۶۔ روزہ رکھنے سے وقتی طور پر اللہ اور اس کے فرشتوں سے مماثلث ہو جاتی ہے۔

۱۷۔ آنحضور ﷺ خصوصی طور پر رمضان کے آخری دس دن اپنی کمر کس لیتے۔ راتوں کو بیدار ہوتے اور اہل وعیال کو جگاتے۔ (بخاری، کتاب الصوم)

۱۸۔ آخری دس دن حضور ﷺ ہر سال اعتکاف بیٹھتے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپؐ کی اتباع میں ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

(بخاری، کتاب الاعتکاف)

۱۹۔ لیلۃ القدر (جو آخری عشرہ میں طاق راتوں میں سے ایک رات ہے) ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

۲۰۔ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیلؑ فرشتوں کے جُھنڈ میں زمین پر نزول فرما کر ہر عبادت گزار کے حق میں دعا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، باب لیلۃ القدر)

۲۱۔ لیلۃ القدر کی دُعا درج ذیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ تو بخشنے والا ہے۔ بخشش کو پسند کرتا ہے پس مجھے بخش دے۔

(ترمذی، کتاب الدعوات)

۲۲۔ صدقۃ الفطر ہر مسلمان، غلام وآزاد، مرد وعورت اور بالغ ونابالغ پر فرض ہے۔

(ابنِ ماجہ، کتاب الزکوٰۃ)

۲۳۔ صدقۃ الفطر روزوں کی پاکیزگی کا باعث اور مساکین کے لئے غذا اور خوراک ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الذکوٰۃ)

۲۴۔ صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے بغیر روزہ کی قبولیت نہیں ہوتی۔ (الحدیث)

۲۵۔ صدقۃ الفطر کے بغیر روزے زمین و آسمان کے درمیان لٹکے رہتے ہیں۔

(کنز العمال، باب الصوم)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو رمضان کی تمام برکات وافضال اور رحمتوں سے وافر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(یہ پمفلٹ لاہور، پشاور اور پھر اسلام آباد میں رمضان کے دنوں میں شائع ہوتا رہا۔)

﴿۵﴾

برکاتِ ماہ رمضان کی محرومی سے بچنے کی دعا

حضرت مسیح موعودؑ روزے کی توفیق چاہنے کے لئے دعا کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہر شے خدا ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزہ کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ انسان دعا کرے۔ ''الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ۔ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے۔ تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا طاقت بخش دے گا''۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۵۶۳، نیا ایڈیشن)

(اسلام آباد میں تقسیم ہُوا)

﴿۶﴾

رمضان کے بارہ میں سیّدنا حضرت المصلح الموعود کی ایک دردانگیز دُعا

میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے اپنی میز میں سے ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ ملا جو میری ایک دعا تھی۔ جو میں نے پچھلے رمضان میں کی تھی مجھے اس دعا کے پڑھنے سے زور سے تحریک ہوئی کہ اپنے احباب کو بھی اس طرف متوجہ کروں۔ نہ معلوم کس کی دعا سنی جائے اور خدا کا فضل کس وقت ہماری جماعت پر ایک خاص رنگ میں نازل ہو۔ میں اپنا درددل ظاہر کرنے کے لئے اس دعا کو یہاں نقل بھی کر دیتا ہوں کہ شاید کسی سعید الفطرت کے دل میں جوش پیدا ہو اور وہ اپنے رب کے حضور میں اپنے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جائے جو کہ میری اصل غرض ہے۔ وہ دعا یہ ہے:

''اے میرے مالک میرے قادر خدا میرے پیارے میرے مولیٰ میرے رہنما' اے خالق ارض وسما، اے متصرف آب وہوا، اے خدا جس نے آدمؑ سے لیکر حضرت عیسیٰؑ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اے وہ علی وکبیر جس نے آنحضرت ﷺ جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا۔ اے وہ رحمان جس نے مسیح سا رہنما، آنحضرت ﷺ کے غلاموں میں پیدا کیا۔ اے نور کے پیدا کرنیوالے' اے ظلمات کے مٹانے والے تیرے حضور ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں۔ میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا۔ میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا۔ میرے پرورش کرنے کے لئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبر گیری کے لئے انسان کو پیدا کیا جب میں

اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کرسکتا تھا تو نے مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے۔ پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔اے میری جان تو نے آدمؑ کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور میں عزت سے دیکھا جاتا تھا اس لئے مقرر کیا کہ وہ مجھ سے بے سمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے۔ میں گنہگار تھا تو نے ستاری سے کام لیا۔ میں خطا کار تھا تو نے غفاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تُو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا تُو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ باوجود میری شرارتوں کے تُو نے چشم پوشی کی اور باوجود میرے دور جانے کے تُو میرے قریب ہوا۔ میں تیرے نام سے غافل تھا مگر تُو نے مجھے یاد رکھا۔ ان موقعوں پر جہاں والدین اور عزیز واقرباء اور دوست وغمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں۔تُو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی۔ میں غمگین ہوا تو تُو نے مجھے خوش کیا۔ میں افسردہ دل ہوا تو تُو نے مجھے شگفتہ کیا۔ میں رویا تو تُو نے مجھے ہنسایا۔ کوئی ہوگا جو فراق میں تڑپتا ہو مجھے تو تُو نے خود ہی چہرہ دکھایا۔ تُو نے مجھ سے وعدے کئے اور پورے کئے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کے پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہو۔ میں نے بھی تجھ سے وعدے کئے اور توڑے مگر تُو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا۔ میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تُو کسی اور گنہگار پر بھی ہو۔ تیرے جیسا شفیق وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ جب میں تیرے حضور میں گڑگڑایا اور زاری کی تُو نے میری آواز سنی اور قبول کی اور میں نہیں جانتا تُو نے کبھی میری اضطرار کی دعا ردّ کی ہو۔

پس اے میرے خدا! میں نہایت درد دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ۔ اے میرے قدوس خدا میری قوم ہلاک ہورہی ہے اسے ہلاکت سے بچا۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے ان سے کیا تعلق جب تک ان کے دل اور سینے نہ صاف ہوں اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں مجھے ان

سے کیا غرض۔ سوائے رب میرے! اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو جوش میں لا اور ان کو پا ل کر دے۔ صحابہؓ کا جوش وخروش ان میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں۔ ان کے اعمال ان کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں۔ وہ تیرے پیارے چہرے پر قربان ہوں اور نبی کریم ﷺ پر فدا۔ تیرے مسیح کی دعائیں ان کے حق میں قبول ہوں اور اس کی پاک اور سچی تعلیم ان کے دلوں میں گھر کر جائے۔ اے میرے خدا! میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے انہیں محفوظ رکھ۔ ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر۔ یہ ایک قوم ہو جائیں جو تُو نے پسند کر لی ہو اور یہ ایک گروہ ہو جس کو تُو ..... اپنے لئے مخصوص کرے۔ شیطان کے تسلط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا رہے۔ اس قوم کو دین و دنیا مبارک کر، مبارک کر۔ آمین ثم آمین، یارب العالمین۔

اس کے بعد میں اپنے لئے، اپنے بھائیوں کے لئے، اپنی والدہ کے لئے، اپنی ہمشیرہ کے لئے، اپنے دوستوں کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کے نام نیچے لکھتا ہوں، دعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ہم کو دین و دنیا میں مبارک کر، نیک کر، اپنے لئے چن لے، ہدایت کا پھیلانے والا بنا، اسلام کا خادم بنا، اور صحت و پاک امر عطا فرما۔ ہم اسلام پر مریں اور تو ہماری وفات پر ہم پر خوش ہو جا۔ ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو۔ پھر میں خاص طور پر خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے رب! ان کے علم و فضل میں ترقی دے، ان کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دکھوں سے بچا۔ ان کی تدابیر میں برکت ڈال اور ان راہوں پر چلا جو اسلام کی ہوں۔

میری اس دعا کو اس جگہ نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ شاید کوئی نیک روح فائدہ اٹھائے اور اس مبارک مہینے میں خاص طور سے جماعت احمدیہ اور اسلام کی ترقی کے لئے دعا میں لگ جائے۔ میں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو۔ رات کو خدا کے حضور چلاؤ اور دن کو صدقہ کرو۔ یہ ایک ایسی سچی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک

جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے تو خدا اپنے پاک کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے پس کون بد بخت ہے جس کو خدا کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو' خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمت کے دن دور ہو کر اسلام کا نورانی چہرہ پھر دنیا پر ظاہر ہو۔ آمین یارب العالمین۔ (الحکم جلد ۲۰ صفحہ ۱۷۔ جولائی ۱۹۱۸ء)

(طبع شدہ لاہور، پشاور، اسلام آباد)

﴿۷﴾

حضورِ نماز کیلئے دُعا

حضرت مسیح موعودؑ نے مولوی نظیر حسین سخا دہلوی صاحب کو لکھا کہ پنج وقت نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دعا کریں۔

''اے خدا قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ وریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقّت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھادے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میں میسر آوے''۔ (فتاوی مسیح موعودؑ صفحہ ۳۷، مرتبہ فخر الدین ملتانی)

(اسلام آباد میں شائع ہوا)

آؤ نا کریں اُس کے لئے بھیگی دُعائیں
جو شخص ہمارے لئے سرتا پا دُعا ہو

﴿۸﴾ رمضان المبارک کا تحفہ

مورخہ ۳۱۔دسمبر ۱۹۹۸ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درس القرآن میں ساری دنیا کے احباب جماعت کو اس جاری رمضان المبارک میں کثرت سے استغفار کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور فرمایا کہ یہ استغفار کا مہینہ ہے اور بہت سے لوگ اس مبارک مہینہ میں حاجت روائی کے لئے خدا کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ جس کے لئے استغفار بہت ضروری ہے اس طرح ان کی حاجت بھرائی ہوگی اور ان کے رزق میں برکت دی جائے گی۔

فرمایا۔ بخاری کتاب الدعوات میں مندرج درج ذیل استغفار جو سید الاستغفار کہلاتا ہے خاص طور پر اس رمضان میں تحفے کے طور پر ساری جماعت کے سامنے پیش نظر رہے اور باقی رمضان میں اپنی توجہ اس کی طرف مرکوز رکھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَاعَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ وَاَبُوْءُ لَکَ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ اِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

ترجمہ: اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں حسب توفیق تیرے عہد اور وعدے پر قائم ہوں، میں اپنے عمل کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری نعمتوں اور احسانوں کا اعتراف کرتا ہوں اور تیرے سامنے اپنے گناہوں کا بھی اعتراف کرتا ہوں۔ پس تُو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخشنے والا نہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دلی یقین اور توجہ کے ساتھ صبح یا شام یہ دُعا پڑھے اور پھر اس دن یا رات کو وفات پا جائے تو جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ پس یہ دن اور رات کی بڑی عظیم اور گہری دعا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لیں اور رمضان میں اس استغفار کا سہارا لیں جو رسول کریمؐ کا استغفار تھا۔

(پشاور، اسلام آباد میں شائع ہوا)

﴿۹﴾

چند اہم دعائیں

بعض اہم دعائیں جن کا ورد رمضان المبارک کے مہینہ میں لازماً فائدہ مند ثابت ہوگا، درج کی جاتی ہیں۔

۱. اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے پس مجھے معاف کردے۔

۲. اَللّٰهُمَّ اَجِرْ نِیْ مِنَ النَّارِ

اے اللہ مجھے آگ سے بچا۔

۳. اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَ شُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

اے اللہ اپنا ذکر کرنے اور اپنا شکر بجالانے اور اپنی احسن رنگ میں عبادت بجالانے پر میری مدد فرما۔

۴. اَللّٰهُمَّ ارْ زُقْنِیْ جَلِیْساً صَالِحاً

اے اللہ مجھے صالح ساتھی عطا کر۔

۵. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِی نُوْرًا عَلٰی نُوْرٍ

اے اللہ مجھے نور ہی نور کردے۔

۶. اَللّٰهُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ

اے اللہ مجھ کو بچا اپنے حرام سے اپنے حلال کے ساتھ۔

۷. اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْکِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر تکلیف کی بلاء سے۔ بدبختی کے آنے سے اور بُرے فیصلوں اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔

۸. اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَ لِسَانِیْ مِنَ الْکَذِبِ وَعَیْنِیْ مِنَ الْخِیَانَۃِ

اے اللہ میرے دل کو نفاق سے پاک کردے۔ میرے عمل کو ریاء سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور میری آنکھ کو خیانت سے۔

۹. رَبِّ اَذْھِبْ عَنِّیْ الرِّجْسَ وَطَھِّرْنِیْ

اے میرے رب مجھ سے ناپاکی کو دور رکھ اور مجھے پاک کردے۔

۱۰. رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُبَارَکاً حَیْثُ مَا کُنْتُ

اے میرے رب مجھے ایسا مبارک کردے کہ جہاں بھی رہوں تیری برکت میرے ساتھ ہو۔

۱۱. رَبِّ لَا تُضَیِّعْ عُمُرِیْ وَعُمَرَھَا

اے میرے رب میری اور میرے ساتھی کی عمر کو ضائع نہ کریو۔

۱۲. رَبِّ زِدْ فِیْ عُمُرِیْ وَ فِیْ عُمُرِزَوْجِیْ زِیَادَۃً خَارِقَ الْعَادَۃِ

اے میرے رب میری عمر میں اور میرے ساتھی کی عمر میں خارق عادت زیادتی فرما۔

۱۳. رَبِّ اجْزِہٖ جَزَاءً اَوْفٰی

اے میرے رب مجھے پوری پوری جزاء دے۔

۱۴. رَبِّ لَاتُبْقِ لِیْ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا

اے میرے رب میرے لئے رسوا کرنے والی چیزوں میں سے کوئی باقی نہ رکھیو۔

۱۵. اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِیْ الْاَرْضِ اَبَدًا

اے اللہ اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کردیا تو پھر اس زمین پر تیری پرستش کبھی نہ ہوگی

(لاہور، پشاور، اسلام آباد میں متعدد بار شائع ہوا)

﴿۱۰﴾

رمضان المبارک، تلاوت قرآن اور دعاؤں کا مہینہ

فرمودات حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

۱۔ ''سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی پڑھو' بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی''۔
(الحکم، ۱۷۔اکتوبر ۱۹۰۰ء)

۲۔ ''تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو۔ ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو کیونکہ جیسا کہ خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے اَلْخَیْرُ کُلُّهٗ فِی الْقُرْآنِ کہ تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں''۔
(کشتی نوح، صفحہ ۲۶۔۲۷)

۳۔ ''خوش الحانی سے قرآن کریم پڑھنا بھی عبادت ہے۔ (الحکم، ۲۴۔مارچ ۱۹۰۴ء)

۴۔ انسان کو چاہئے کہ قرآن شریف کثرت سے پڑھے جب اس میں دعا کا مقام آوے تو دعا کرے اور خود بھی خدا سے وہی چاہے جو اس دعا میں چاہا گیا ہے''۔
(الحکم، ۳۱۔جنوری ۱۹۰۴ء)

فرمودات خلفاء سلسلہ احمدیہ

۴۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں۔
''غلطی پر ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ لوگ قرآن کے احکام سے بڑھ کر۔۔۔۔ اپنی رسوم پر عمل کرتے ہیں۔ اسلام نے تو شادی کو ایجاب و قبول اور غمی کو

جنازہ اور انا اللہ پر ختم کر دیا ہے اور لوگوں کو ان دونوں امور پر جو کچھ کرنا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ کہتے ہیں شریعت پر عمل مشکل ہے اور شادیوں پر تو اپنی زمینوں تک رہن کر دینے سے نہیں جھجکتے۔ کیا خدا کے نام کچھ دینے کا حکم نا قابل برداشت کہا جا سکتا ہے''۔ (حقائق الفرقان جلد۲ صفحہ ۲۰۴)

۵۔ حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:

''میں نے بار ہا توجہ دلائی ہے کہ جب تک قرآن کریم سے ہر چھوٹے بڑے کو واقف نہیں کیا جاتا اُس وقت تک ہمیں کامیابی کی کوئی اُمید نہیں رکھنی چاہئے۔۔۔۔۔اور نوجوانوں کو خصوصیت سے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ انہیں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے میں جلدی کرنی چاہئے''۔
(مشعلِ راہ، صفحہ۔۴۴۲)

۶۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

''میں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت اور ہر احمدی بچہ اور ہر احمدی نوجوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نُورِ قرآن سے منور کرے، قرآن سیکھے، قرآن پڑھے، قرآن کے معارف سے اپنا سینہ و دل بھر لے اور معمور کر لے، ایک نور مجسم بن جائے، قرآنِ کریم میں ایسا محو ہو جائے قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآن کریم ہی کا نور نظر آئے اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوار قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵۔ اگست ۱۹۶۶ء)

۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی ایک دعا:

''اے زمین و آسمان کے نور تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی، دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نور قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۵۔ اگست ۱۹۶۶ء)

۸۔ تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے معانی سمجھنے اور ترجمہ کے ساتھ

قرآن کریم پڑھنے کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''ہر گھر والے کا فرض ہے کہ وہ قرآن کریم کی طرف توجہ دے۔ایک بھی آپ کے گھر کا فرد ایسا نہ ہو جو روزانہ قرآن کریم پڑھنے کی عادت نہ رکھتا ہو۔اور قرآن کریم کو پھر مضامین سمجھ کر پڑھے اور جو بھی ترجمہ میسر ہے اسکے ساتھ ملا کر پڑھے پس قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھنے کی طرف ساری جماعت کو متوجہ ہونا چاہئے۔کوئی بھی ایسا نہ ہو جس کے پاس سوائے اس کے کہ شرعی عذر ہو جو روزانہ قرآن کریم کی تلاوت سے محروم رہے تمام بچوں کو اس کی عادت ڈالیں''۔

درج بالا فرمودات کو پیش نظر رکھیے اور عشق قرآن کی راہ میں آگے سے آگے بڑھیے اور اپنی آئندہ نسلوں کو بھی قرآن کریم کو دل جمعی و درستگی سے پڑھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے مقصد زندگی کی طرف سرگرمی کے ساتھ گامزن کیجئے تا دونوں جہان کی حسنات سے آپ اور آپ کی نسلیں بہرہ ور ہوں۔اس ضمن میں جو بھی پروگرام آپ کے سامنے رکھے جائیں ان سے بھرپور استفادہ کریں۔

(اسلام آباد کے قیام کے دوران شعبہ تعلیم القرآن کی طرف سے ۱۹۹۹ء میں شائع ہوا)

جمال و حُسنِ قرآن نُورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

﴿۱۱﴾

رمضانُ المبارک اور قرآنِ کریم

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ رمضان کے مہینہ میں عام معمول سے زیادہ سب سے بڑھ کر سخاوت فرماتے تھے۔ اور حضرت جبریلؑ رمضان میں ہر رات آپؐ سے آ کر ملاقات کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کو قرآن سناتے تھے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ جبریلؑ تمام قرآن کا آپ کے ساتھ مل کر دَور کیا کرتے تھے۔ ان دنوں رسول کریم ﷺ بارش لانے والی ہوا سے بھی اپنے جُود وکرم میں بڑھ جاتے تھے۔ (بخاری کتاب الصوم)

رمضان کا مہینہ ان مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا نزول ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں۔ رمضان کے مہینے میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔ چنانچہ احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے۔ لیکن محدثین عام طور پر ۲۴ تاریخ کی روایت کو مقدم بتاتے ہیں چنانچہ علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اور علامہ زرقانیؒ نے اسی روایت کو ترجیح دی ہے کہ قرآن ۲۴ رمضان کو اُترنا شروع ہوا۔ (زرقانی شرح المواھب اللدنیہ جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۰)

دوسرے معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ رمضان میں پورا قرآن اتارا گیا۔ جیسے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مرض الموت میں حضرت فاطمہؓ سے فرمایا کہ جبریلؑ ہر سال رمضان کے مہینہ میں تمام قرآن کریم کا میرے ساتھ دَور کیا کرتے تھے مگر اس سال انہوں نے دو دفعہ دَور کیا ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے۔ (زرقانی جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۵۰)

پس بے شک رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی قرآن نازل ہوا ہے مگر رمضان المبارک کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں جس حد تک قرآن کریم نازل ہو چکا ہوتا تھا حضرت جبریلؑ اس کا رسول کریم ﷺ کے ساتھ مل کر دَور کیا کرتے تھے۔ گویا دوسرے الفاظ میں دوبارہ تمام قرآن کریم آپؐ پر نازل کیا جاتا۔ پس اس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ سارا قرآن کریم ہی رمضان میں نازل ہوا۔

تیسرے معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ رمضان کے بارے میں قرآن کریم نازل ہوا یعنی رمضان کی اہمیت، فرضیت، فضیلت اور برکات کا تذکرہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

ان تینوں معنوں کے لحاظ سے رمضان کا قرآن کریم سے تعلق صاف ظاہر ہے اور اس سے رمضان المبارک کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے۔ پس خدا کے اس مقدس کلام کے شایان شان سالگرہ منانی چاہیے۔ اور قرآن عظیم کی سالگرہ یہی ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے۔ اس کے معنی کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق پائی جائے۔ چاہئیے کہ ہر رمضان میں کم از کم ایک مرتبہ تو قرآن کریم کا دَور مکمل کر لیا جائے۔ بلکہ حضور ﷺ کی جبریلؑ کے ساتھ دَور کرنے کی آخری سنت تو دو مرتبہ ختم قرآن کی ہے۔ اس پر عمل کرنا اور زیادہ باعث ثواب ہے۔

آنحضرت ﷺ جبریلؑ کے ساتھ دَور کرنے کے علاوہ بھی بہت قرآن پڑھتے تھے۔ عام حالات میں آنحضرت ﷺ نے ایک دن یا رات میں قرآن کریم ختم کرنے سے منع کیا ہے۔ اور کم از کم تین دن اور بعض روایات میں سات دن مقرر فرمائے ہیں کہ ان میں قرآن کریم ختم کیا جائے۔ (بخاری)

رمضان میں قرآن کریم کی تلاوت کا خدا کے ہاں بہت بڑا اجر ہے۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے (یعنی خدا تعالیٰ سے سفارش کریں گے)۔ روزہ کہے گا اے میرے رب میں

نے اس شخص کو (رمضان میں) دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا (یہ رک گیا تھا) پس میری سفارش اس کے بارہ میں قبول فرما۔ اور قرآن کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روکے رکھا۔ (یہ راتوں کو اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس ان دونوں کی یہ سفارش قبول کی جائے گی۔ (اور اس شخص کو بخش دیا جائے گا)۔ (بیہقی)

سیّدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں۔

''پس رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔ اور اسی وجہ سے ہم اس مہینہ میں درس قرآن کا انتظام کرتے ہیں۔ دوستوں کو چاہئے کہ اس مہینہ میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کیا کریں اور قرآن کریم کے معانی پر غور کیا کریں۔ تا کہ ان کے اندر قربانی کی روح پیدا ہو جس کے بغیر کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی'' (تفسیر کبیر سورۃ البقرہ صفحہ ۳۹۳)

(لاہور میں شائع ہوا)

﴿۱۲﴾

دعا سجدۃ القرآن

قرآن کریم کی تلاوت کے دوران سجدہ میں درج ذیل دعا پڑھنا مسنون ہے۔

سَجَدَ لَکَ رُوْحِیْ وَجَسَدِیْ وَجَنَانِیْ

اے اللہ تبارک وتعالیٰ! تیری خاطر میری روح، میرے جسم اور میرے دل نے سجدہ کیا۔

﴿۱۳﴾

قمر ہے چاند اوروں کا، ہمارا چاند قرآن ہے

☆ جس شخص کے دل میں قرآن میں سے کچھ بھی نہ ہو وہ دل یا وہ شخص ویران گھر کی طرح ہے۔ (ترمذی، فضائل قرآن باب قرءحرفاً)

☆ جس نے قرآن کریم کا ایک حرف پڑھا اس نے ایک نیکی کی اور ہر نیکی کا اجر دس گنا ہے۔ (ترمذی، فضائل قرآن)

قرآن کریم ہماری بہت ہی پیاری کتاب ہے. جس کی تعلیم فطرتی ہے اتنا سحر انگیز کلام ہے کہ بڑے سے بڑا دشمن بھی اسے سن کر اس پر نثار ہو بیٹھتا ہے۔ اتنی جاذبیت اپنے اندر لئے ہوئے ہے کہ ابو جہل، عتبہ اور شیبہ جیسے شدید معاند اسلام بھی اسے ایک دفعہ سن کر بے اختیار کہہ اٹھے کہ معلوم نہیں محمدؐ کی زبان میں کون سا جادو ہے۔

یہ دل و دماغ کی کایا پلٹ دینے والا کلام ہے۔ اپنے اندر ایسی مقناطیسی قوت رکھتا ہے جس کی طرف ہر آدمی وجد میں آ کر بڑھنے لگتا ہے اور اسکے نور سے اپنے آپ کو منور کرتا اور اپنے اندر ایک نئے انسان کو جنم دیتا ہے۔

حضرت عمرؓ جیسے بہادر اور شجاع انسان پر قرآن کریم کی تلاوت نے ہی جادو جیسا اثر کیا تھا اور کلام الٰہی کو سُن کر ہی آستانہ نبوت پر جا گرے تھے۔

حضرت طفیل دَوسیؓ جو شدت عناد سے کانوں میں روئی ٹھونسے مکہ کی گلیوں میں پھرا کرتے تھے مبادا کہ اسلام کے بارہ میں کوئی بات کانوں میں نہ پڑ جائے مگر کلام الٰہی کے ایک تیر ہی نے کام کر دکھایا اور کانوں کی کھڑکیاں کیا دل کے دریچے بھی کُھل گئے۔ خود کہا کرتے تھے کہ ''خدا کی قسم اس سے بہتر آج تک کوئی کلام میرے کانوں نے نہیں سنا''۔

حضرت ولید بن مغیرہؓ کا دل بھی جب کلام اللہ سے منور ہوا تو بے ساختہ کہہ دیا کہ ''یہ

انسانی کلام نہیں اس کی بات خوبصورت اور اس کا انداز دل نشین ہے''۔

آزاد کیا غلاموں پر بھی آیات قرآنیہ کا جادو چلا تھا اور حضرت خبابؓ ، حضرت بلالؓ اور حضرت صہیبؓ بھی اپنے اشکوں کا نذرانہ لئے آنحضور ﷺ کے قدموں میں حاضر ہوئے۔ وہ یہ جانتے تھے۔

بہار جاوداں پیدا ہے اس کی ہر عبارت میں
نہ وہ خوبی چمن میں ہے نہ اس سا کوئی بستان ہے

صحابہؓ کے دلوں میں یہ قرآن نہ صرف گھر کر گیا بلکہ انہوں نے اسکے پیغام کو اپنوں اور غیروں میں پہنچانا اپنی اولین ذمہ داری سمجھا۔ وہ جہاں بھی بیٹھتے قرآن کی باتیں ہوتیں اور ایک دوسرے کو قرآن پاک سنایا کرتے تھے۔ انہوں نے آنحضرت ﷺ کے اس مبارک ارشاد کو حرز جان بنالیا تھا۔ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرآنَ و عَلَّمَه'۔ (بخاری)

کہ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن خود بھی سیکھے اور اوروں کو سکھائے اور یہ کہ قرآن کریم پڑھاؤ اس لئے کہ قیامت کے دن قرآن پڑھنے والے یا پڑھانے والے کے لئے یہ شفیع بن کر آئے گا۔ (مسلم)

آنحضرت ﷺ خود خوبصورت اور دل کو اچھی لگنے والی آواز میں تلاوت فرمایا کرتے تھے اور دلکش اور دلربا آواز رکھنے والے صحابہؓ سے قرآن سنا کرتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے قرآن پڑھنے کا فرمایا تو حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں کیسے آپ کے سامنے پڑھوں جبکہ قرآن آپؐ پر نازل ہوا تو آپؐ نے فرمایا مجھے سن کر مزہ آتا ہے۔

آج کے دور میں قرآن پاک کی حکومت قائم کرنے کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر ڈالی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر قرآن کریم نہ ہوتا تو میری زندگی کا کوئی مزہ نہ ہوتا۔ میں نے

سکے حسن کو ہزاروں یوسفوں سے زیادہ دیکھا ہے ....اس نے مجھے اس طرح پرورش کیا ہے
جیسے رحم میں بچہ کی پرورش کی جاتی ہے۔" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۴۵۔۵۴۶)

پھر فرماتے ہیں "قرآن تمہارا محتاج نہیں تم محتاج ہو کر قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو
جبکہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی
ضرورت کیوں نہیں"۔ (الحکم، ۱۰۔ اگست ۱۹۰۷ء)

اقتباسات خلفاء

حضرت خلیفۃ المسیح الاول:

"خدا تعالیٰ جو مجھے بہشت میں اور حشر میں نعمتیں دے تو میں سب سے پہلے قرآن
شریف مانگوں اور طلب کروں تا کہ حشر کے میدان میں بھی اور بہشت میں بھی قرآن شریف
پڑھوں، پڑھاؤں، سناؤں۔" (تذکرۃ المہدی)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی:

"انسان روزانہ پڑھنے کے لئے قرآن کریم کا ایک حصہ مقرر کر لے کہ اتنا ہر روز
پڑھا کروں گا اس کو روزانہ پڑھا جائے۔" (ذکر الٰہی صفحہ ۱۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ:

"صرف احمدی کہلانا یا بیعت کر لینا کافی نہیں بلکہ آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم کی
اور دین محمدؐ کی دنیا میں عزت قائم کریں اور آنحضرت ﷺ کے نام کو بلند کرنے والے ہوں
لیکن یہ کام ہرگز نہ ہو سکے گا جب تک کہ دل میں قرآن کی محبت نہ ہو جب تک قرآن پاک کا علم
آپ کو حاصل نہ ہو جب تک آپ اس کو کما حقہٗ سمجھنے والے نہ ہوں اور جب تک کہ ہمیشہ اس کے
متعلق غور و فکر کرنے والے نہ ہوں۔" (انوار قرآنی صفحہ ۲۰)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ:

''قرآن کریم پڑھانا کوئی معمولی سی بات نہیں۔قرآن کریم کو سمجھنا پہلے اس کی تلاوت کرنا پھر اُسے سمجھ کر اس پیغام کو دنیا بھر تک پہنچانا ایک احمدی کی زندگی کا مقصد ہے۔پس یہ میری آرزو ہے بلکہ شاید آرزو کا لفظ اس سلسلہ میں درست نہ ہو۔ یہ صرف آرزو نہیں ہے بلکہ میرا مطمح نظر یہ ہے کہ اس طرح ہونا چاہئے کہ تمام احمدیوں سے یہ خدا تعالیٰ کا کم از کم مطالبہ ہے چنانچہ ایک احمدی سے خدا تعالیٰ کے کم از کم مطالبہ کے میرے تصور کے مطابق ہر احمدی کو قرآن کریم کی عربی زبان میں تلاوت کرنے اور اس سے برکت حاصل کرنے کے قابل ہونا چاہئے''۔

(ہدایات فرمودہ انٹرنیشنل شوریٰ لندن جولائی ۱۹۹۱ء)

ان اقتباسات کی روشنی میں ہم احمدی احباب وخواتین کا فرض ہے کہ ہم اس خدا کے خط کو خود بھی پڑھیں اور دنیا کو بھی پڑھانے، سمجھانے اور سنانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیں۔

آنحضرت ﷺ کی پیشن گوئی کے مطابق آخری زمانہ میں لوگوں کے دلوں سے قرآن کریم کی معدوم تعلیم کو دوبارہ دلوں میں راسخ کرنے کی ذمہ داری فرزندان مسیح موعودؑ کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ ہر گھر سے قرآن کریم پڑھنے کی آوازیں بلند ہونی چاہئیں تا کہ ہر احمدی گھرانہ فرشتوں کے نزول کی آماجگاہ بن جائے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ صبح کے وقت کا پڑھا ہوا قرآن آخری روز آپ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔لہٰذا

☆ گھروں میں فیملی قرآن کلاسز جاری کریں اور Dinning Table پر تفسیر کبیر کا کچھ حصہ پڑھا جائے۔

☆ ایم ٹی اے پر ہر بدھ اور جمعرات کو حضور پر نور کے درس میں اہل خانہ کے ساتھ شمولیت اختیار کی جائے۔

☆ صحت کے ساتھ قرآن کریم پڑھنے کے لئے ایم ٹی اے پر محترم قاری محمد عاشق صاحب کی کلاسز لینے کا اہتمام کیا جائے یا پھران کی آواز میں آڈیو یا ویڈیو کیسٹس سے مدد لی جائے۔

☆ موصی حضرات وخواتین کم سے کم دو بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کا انتظام کریں۔

میں آخر میں ایک دفعہ پھر جماعت کے بزرگ مردوں اور عورتوں سے مؤدبانہ درخواست کرتا ہوں کہ قرآن کریم ہاتھ میں لیکر نکلیں۔یہی ہمارا رہنما ہے،یہی ہماری روح ہے، یہی ہماری جان ہے۔دنیا کو فتح کرنے کا راز صرف اور صرف قرآن کریم کی اشاعت میں ہے مگر ضرورت اس امر کی ہے کہ پہلے ہم اپنی اولادوں کو اس تعلیم سے آراستہ کریں۔آنحضرت ﷺ اُمّت کو مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ اپنی اولادوں کو تین طور پر ادب سکھلاؤ۔

۱۔ اپنے نبی کی محبت پیدا کرتے ہوئے۔

۲۔ اہل بیت محمدؐ سے محبت پیدا کرتے ہوئے۔

۳۔ اور قرآن کریم کی تلاوت کرنی سکھلاؤ۔کیونکہ آخری روز قرآن کو اٹھانے والے انبیاء اور اصفیاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سائے کے نیچے ہوں گے اُس کے سائے کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم ذمہ داری کو نبھانے کی توفیق سے نوازتا چلا جائے۔آمین۔

(طبع شدہ لاہور،پشاور،اسلام آباد)

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

﴿۱۴﴾

تلاوت قرآن پاک اور بعض مسنون کلمات

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے، احباب جماعت اپنی اپنی استعداد کے مطابق قرآن کریم کا دور مکمل کریں گے۔ آپکی سہولت کے لئے یہاں قرآن کریم کے ایسے مقامات کی نشاندہی کی جارہی ہے جن کے بعد کچھ کلمات پڑھنا مسنون ہے۔

آیات	مسنون کلمات
ا. غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (فاتحہ:۷)	آمین۔ اے اللہ میری دعا قبول فرما۔

(قرآن کریم میں جہاں کہیں دعائیہ کلمات آئیں وہاں ''آمین'' کہنا چاہئے)

آیات	مسنون کلمات
۲۔ فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ (البقرہ:۱۹)	رَبِّ اغْفِرْلِیْ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ۔ اے میرے رب میرے گناہ معاف فرما۔ اے اللہ جو ہمارا رب ہے تمام حمد تیرے لئے ہے۔
۳. شَهِدَاللّٰهُ اَنَّهٗ لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ......هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (ال عمران:۱۹)	وَ اَنَااَشْهَدُاَنَّکَ اَیْ رَبِّ وَاَنَا اَشْهَدُبِه اور میں گواہی دیتاہوں کہ تُو میرا رب ہے
۴ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا (بنی اسرائیل:۱۱۲)	اَللّٰهُ اَكْبَرُ يا تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ (تفسیر ابن کثیر عربی جلد۳ صفحہ ۷۰)

	میں اس ذات پر جو زندہ ہے جس پر موت وارد نہیں ہوتی توکل کرتا ہوں۔

(جہاں کہیں اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور تکبیر کا ذکر ہو وہاں اللہ اکبر کہنا چاہئے)

۵. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (الفتح:۳۰)	صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اللہ تبارک وتعالیٰ کی سلامتی ہو محمدؐ پر اور اس کی آل پر۔
۶. فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (الرحمٰن)	لَا بِشَئٍ مِّنْ نِعْمَتِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ (ترمذی ابواب التفسیر سورۃ الرحمٰن) اے ہمارے رب ہم تیری نعمتوں میں سے کسی چیز کی بھی تکذیب نہیں کرتے تمام حمد تیرے لئے ہے۔
۷. اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ (الواقعہ:۶۰)	
۸. اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ (الواقعہ:۶۵)	بَلْ اَنْتَ يَارَبِّ
۹. اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ (الواقعہ:۷۰)	یقیناً اے میرے رب۔
۱۰. اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُوْنَ (الواقعہ:۷۳)	
۱۱. فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ (الواقعہ:۹۷)	سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (تفسیر ابن کثیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۱) پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا۔

(جہاں کہیں تسبیح باری تعالیٰ ہو تو تسبیح کرنا مسنون ہے)۔

۱۲. فَمَنْ یَّاْتِیْکُمْ بِمَآءٍ مَّعِیْنٍ (الملک:۳۱)	اَللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ (تفسیر جلالین جلد۳ صفحہ ۴۶۶ مطبع نظامی دہلی) اللہ سب جہانوں کو پالنے والا ہے۔
۱۳۔ وَاسْتَغْفِرُ واللّٰہَ ط (المزمّل:۲۱)	اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اور میں اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔

(جہاں کہیں بھی استغفار کا ذکر ہو اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کہنا چاہئے)

۱۴. اَلَیْسَ ذٰلِکَ بِقٰدِرٍ عَلیٰ اَنْ یُّحْیِ یَ الْمَوْتیٰ (القیمۃ:۴۱)	اَللّٰھُمَّ بَلیٰ (تفسیر ابن کثیر جلد۴ صفحہ ۴۵۲ عربی مصر) ہاں اے اللہ یقیناً
۱۵. فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہ، یُؤْ مِنُوْنَ (المرسلات:۵۱)	اٰمَنَّا بِاللّٰہِ (الاتقان جلد اول عربی صفحہ ۱۰۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور) ہم اللہ پر ایمان لائے۔
۱۶. یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرَابًا (النبا۴۱)	اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔
۱۷. سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ (الاعلیٰ:۲)	سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ (جواہر الاحسان تفسیر سورۃ اعلیٰ) پاک ہے میرا رب جو بلند شان والا ہے
۱۸. ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَھُمْ (الغاشیہ:۲۷)	اَللّٰھُمَّ حَاسِبْنِیْ حِسَا بًایَّسِیْرًا (تفسیر کبیر جلد ۸ صفحہ ۴۷۸ نیا ایڈیشن)

اے اللہ! میرا حساب آسان کر دے۔

۱۹. فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَ تَقْوٰهَا
(الشمس:۹)

اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرٌ مَنْ زَكّٰهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَ اَنْتَ مَوْلٰهَا

اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما، اسے پاکیزگی عطا فرما، تو سب سے بہتر پاکیزگی عطا کرنے والا ہے، تو ہی ولی ہے اور تو ہی مولیٰ ہے۔

۲۰. اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحَاكِمِيْنَ
(التین:۹)

بَلٰى وَ اَنَا عَلٰى ذٰلِكَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ

(جواہر الاحسان تفسیر سورۃ التین)

ہاں، اور میں اس بات پر گواہوں میں سے ہوں۔

۲۱۔ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط
(النصر:۳)

سُبْحٰنَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ النصر)

اے ہمارے رب تو پاک ہے اور سب تعریف تیرے ہی لئے ہے تو ہمیں بخش دے۔

۲۲۔ تلاوت کے دوران جہاں جہاں عذاب کا ذکر ہو۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْنَا

اے اللہ ہمیں عذاب میں مبتلا نہ کرنا۔

۲۳۔ جہاں جہاں جنت کا ذکر ہو۔	اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنَا فِیْ رَحْمَتِکَ (الاتقان جلد اصفحہ ۱۰۶) اے اللہ ہم کو اپنی رحمت میں داخل فرما
۲۴۔ جہاں سجدہ تلاوت ہو وہاں سجدہ کرنا اور یہ دعا پڑھنی مسنون ہے۔	سَجَدَلَکَ رُوْحِیْ وَجَسَدِیْ وَجَنَانِیْ (ترمذی مایقول فی سجود القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۸۰) اے اللہ! سجدہ کیا تیرے لئے میری روح نے اور میرے جسم نے اور میرے دل نے۔
یہ دُعا بھی پڑھی جاتی ہے	اَللّٰھُمَّ سَجَدَلَکَ سَوَادِیْ وَاٰمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ اے اللہ! میرا جسم تجھے سجدہ کرتا ہے اور میرا دل تجھ پر ایمان لاتا ہے۔

۲۵۔ قرآن کریم کے اختتام پر ''دعائے ختم القرآن'' پڑھنی مسنون ہے یہ دعا قرآن کریم کے آخر میں درج ہوتی ہے۔

(اسلام آباد میں شعبہ تعلیم القرآن کے تحت شائع ہوا)

﴿۱۵﴾

ہر احمدی کو وہ آیات قرآنی یاد کرنے کی تحریک

جو حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ نمازوں میں تلاوت فرماتے ہیں

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے جرمنی میں ایک محفل کے دوران ایک اہم تحریک کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا۔

''بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں جن کی نمازوں میں مَیں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر مَیں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ آیتیں جو میں نے چنی ہیں کسی مقصد کے لئے چُنی ہیں۔ اگر ان کا ترجمہ آتا ہو تو اس کا دل پر اثر پڑے گا، اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں''۔

(الفضل انٹرنیشنل ۷ جون۔۱۹۹۶ء جلد۳ شمارہ ۲۳)

اس ارشاد کی روشنی میں ان آیات کی نشاندہی کی جا رہی ہے جو حضرت صاحب بالعموم نمازوں میں تلاوت فرماتے ہیں۔ احباب و خواتین اس مبارک تحریک کے مطابق ان آیات کو حفظ کریں، ترجمہ یاد کریں اور نمازوں میں پڑھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔

۱۔ البقرۃ ۱ تا ۱۷
۲۔ البقرۃ ۲۵۶ تا ۲۵۸
۳۔ البقرۃ ۲۸۵ تا ۲۸۷
۴۔ اٰل عمران ۲۶ تا ۲۸
۵۔ اٰل عمران ۱۹۱ تا ۱۹۵
۶۔ الانعام ۹۶ تا ۱۰۱
۷۔ الانعام ۱۰۲ تا ۱۰۹
۸۔ الرعد ۹ تا ۱۴
۹۔ النحل ۶۷ تا ۷۱
۱۰۔ بنی اسرائیل ۷۹ تا ۸۵
۱۱۔ الکھف ۱ تا ۱۱
۱۲۔ الکھف ۱۰۳ تا ۱۱۱

۱۳۔	الاحزاب	۷۰تا۷۴	۲۸۔	القدر	۱تا۶
۱۴۔	حٰم السجدہ	۳۱تا۳۳	۲۹۔	الزلزال	۱تا۹
۱۵۔	حٰم السجدہ	۳۴تا۳۶	۳۰۔	القارعہ	۱تا۱۲
۱۶۔	الحشر	۱۹تا۲۵	۳۱۔	التکاثر	۱تا۹
۱۷۔	الصّف	۱تا۱۵	۳۲۔	العصر	۱تا۴
۱۸۔	الجمعہ	۱تا۱۲	۳۳۔	الھمزہ	۱تا۱۰
۱۹۔	المنافقون	۱تا۱۲	۳۴۔	الفیل	۱تا۶
۲۰۔	الملک	۱تا۵	۳۵۔	القریش	۱تا۵
۲۱۔	البروج	۱تا۲۳	۳۶۔	الماعون	۱تا۸
۲۲۔	الطارق	۱تا۱۸	۳۷۔	الکافرون	۱تا۷
۲۳۔	الاعلیٰ	۱تا۲۰	۳۸۔	النصر	۱تا۴
۲۴۔	الغاشیہ	۱تا۲۷	۳۹۔	اللھب	۱تا۶
۲۵۔	الضحیٰ	۱تا۱۲	۴۰۔	الاخلاص	۱تا۵
۲۶۔	الانشراح	۱تا۹	۴۱۔	الفلق	۱تا۶
۲۷۔	التین	۱تا۹	۴۲۔	الناس	۱تا۷

(لاہور قیام کے دوران احباب جماعت کے سامنے ایک پمفلٹ کی صورت میں یہ تحریک رکھی تھی۔ بعد میں لجنہ لاہور نے اسے ''آیات الکتاب'' کے نام سے کتابی شکل میں شائع کروایا۔ پشاور اور اسلام آباد میں بھی اسے تقسیم کیا گیا)

﴿۱۶﴾

رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ رمضان المبارک

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے

صبر اور سچائی کی تلقین کرنیوالے کبھی گھاٹے میں نہیں رہتے:

ہم آجکل رمضان کے مبارک مہینے سے گزر رہے ہیں یہ مہینہ تمام مہینوں کا سردار ہے اس مہینہ کے تمام دن ہی بہت مبارک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرشتے راتوں کو عرش سے فرش پر آکر منادی کرتے ہیں کہ ہے کوئی بخشش طلب کرنے والا۔ اس کی بخشش قبول کی گئی۔ ہے کوئی اپنی مشکل پیش کرنے والا۔ اس کی مشکل دور کی گئی۔ اور یہ عمل سارا رمضان ہی جاری رہتا ہے مگر رمضان کے آخری دنوں میں جب ایک مومن کی عبادت اپنے عروج کو پہنچتی ہے خدا کی عنایات اور انعامات بھی اپنی رفعتوں کو چھونے لگتی ہے۔ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رمضان کو تین عشروں میں تقسیم فرمایا ہے اور آخری عشرہ کو آگ سے نجات کا عشرہ قرار دیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے متعلق آتا ہے۔ اِذَا دَخَلَ الْعَشَرَ شَدَّ مِئْزَرَہ، وَ اَحْیَا لَیْلَہ، وَ اَیْقَظَ اَھْلَہ، کہ آنحضور ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ راتوں کو بیدار رہوتے اور اہل وعیال کو بھی بیدار کرتے۔ (بخاری، کتاب الصوم)

ایک اور موقعہ پر آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ آپؐ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کے لئے وہ مجاہدہ کرتے جو دوسرے دنوں میں نہ کرتے الغرض آخری عشرہ رمضان کی کوہان یعنی اسے بلند ترین چوٹی قرار دیا گیا ہے اس لئے مسلمان سنت نبوی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے ساری دنیا میں ان دس دنوں میں خصوصی عبادت بجالاتے ہیں۔ دراصل فرزندان اسلام یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب رمضان قریب الاختتام ہے، ہم سے رخصت ہونے کو ہے اور جس طرح انسان رخصتی

کے وقت دلہن کو سجاتا ہے اسی طرح رمضان کو ہر کوئی اپنی اپنی استعداد کے مطابق عروسی کپڑے پہنا کر سجانے کی کوشش کرتا ہے تا اگر کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی ہے تو اس کا ازالہ ہو جائے۔

اعتکاف کی عبادت:

آخری عشرہ کی ایک عبادت اعتکاف کے نام سے موسوم ہے یعنی روزہ کی حالت میں مسجد میں قیام کر کے عبادت بجالانے کا نام اعتکاف ہے۔ حضرت عائشہؓ کی زبانی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور ﷺ ہر سال آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔ آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہراتؓ بھی اس سنت کی پیروی کرتی رہیں۔ اعتکاف کے لئے ۲۰ رمضان کو فجر کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا ضروری ہے اور یہی آنحضور ﷺ کا دستور تھا۔ آنحضور ﷺ نے معتکف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ایک دن کے اعتکاف بیٹھنے سے اللہ تعالیٰ معتکف اور جہنم کے درمیان تین ایسی خندقیں بنا دیتا ہے جن کے درمیان مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ فاصلہ ہوتا ہے۔ (درمنثور و مشکوۃ صفحہ ۴۴۶)

ایک اور موقع پر فرمایا۔ معتکف اعتکاف کی وجہ سے جملہ گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اسے اعتکاف سے پہلے بجالائی ہوئی نیکیوں کا اجر اسی طرح ملتا رہتا ہے جیسا کہ وہ اب بھی بجالا رہا ہے۔ اعتکاف کے لئے بحالت روزہ ہونا ضروری ہے اور جامع مسجد میں بیٹھنا بہتر ہے۔ عورت بھی مسجد میں اعتکاف بیٹھ سکتی ہے تاہم گھر کے کسی گوشہ میں اس کا اعتکاف بیٹھنا بہتر ہے معتکف کے لئے حوائج ضروریہ کے علاوہ کسی اور وجہ سے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ معتکف ذکر الٰہی اور عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے، فضول باتوں سے پرہیز کرے اور اپنے وقت کو تلاوت قرآن، درود شریف اور تسبیح و تحمید میں گزارے تاہم اپنے منہ کے اوپر کپڑا چڑھا لینا اور لوگوں کے سامنے نہ آنے کی کوئی روایت اسلام میں نہیں ملتی۔

قرآن کریم کی سالگرہ:

آخری عشرہ اس لحاظ سے بھی مبارک عشرہ ہے کہ اس میں قرآن کریم کی سالگرہ آتی ہے احادیث سے ثابت ہے کہ قرآن کریم کے نزول کا آغاز ۲۴ رمضان کو ہوا۔ اس لحاظ سے ہر رمضان کی چوبیسویں تاریخ ہمیں قرآن کریم کے نزول کی یاد دلاتی ہے۔ سورۃ القدر بھی اس طرف اشارہ کرتی ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرائیلؑ آنحضور ﷺ کے ساتھ نازل شدہ قرآن کا دَور کرتے اور آخری سال یہ دَور دو دفعہ مکمل کیا۔

(بخاری کتاب التفسیر)

قرآن کا رمضان کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں سورۃ البقرہ میں اور سورۃ القدر میں اس امر کا تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ آنحضور ﷺ نے بھی ایک موقعہ پر فرمایا ہے۔ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے یعنی خدا تعالیٰ سے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رمضان میں دن کے وقت کھانے پینے اور شہوات نفسانی سے روکا تھا اور یہ رک گیا تھا اس لئے اس کے بارے میں میری سفارش قبول کر اور قرآن کہے گا کہ اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روکے رکھا اور یہ راتوں کو اٹھ کر قرآن پڑھتا رہا بس اسکے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ سو ان دونوں کی سفارش اس بندے کے حق میں قبول کی جائے گی اور اس شخص کو بخش دیا جائیگا۔

اس نکتہ کو اکابرِ امت نے خوب سمجھا ہے اور رمضان میں تلاوت قرآن پر اس قدر زور دیا ہے اور اس قدر انہوں نے پڑھا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ حضرت الاسودؒ کے متعلق آتا ہے کہ رمضان میں وہ دو راتوں میں قرآن کریم ختم کر لیتے تھے حضرت قتادہؒ رمضان کے پہلے بیس

دنوں میں ہر تین دن بعد میں اور آخری عشرہ میں ہر روز قرآن ختم کرتے۔ حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام ابو حنیفہؒ ایک رمضان میں ساٹھ دور مکمل کرتے۔ پس ان کا ذرہ ذرہ بے اختیار ہو کر پکار اٹھتا تھا۔

دل میں یہی ہے ہردم تیرا صحیفہ چوموں
قرآن کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے۔

لیلۃ القدر:

آخری دس دنوں کی اہمیت اس لحاظ سے بھی ہے کہ ان کی راتوں میں ایک رات یا ایک رات سے زائد راتوں میں لیلۃ القدر آتی ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں اسے تلاش کرو۔ (بخاری، کتاب الصوم)

اس رات کے نام پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایک سورۃ اتاری ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات ہزار ماہ سے بھی بہتر ہے۔ اس میں فرشتوں اور روح القدوس کا نزول ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں حضرت جبرائیلؑ ملائکہ کے جمگھٹے میں نزول فرماتے ہیں اور ہر اس شخص کے حق میں دعا کرتے ہیں جو کھڑا یا بیٹھا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ، باب لیلۃ القدر)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ لیلۃ القدر ہزار رات سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور اس کی خیر و برکت سے کوئی بدقسمت ہی محروم رہ سکتا ہے (مشکوٰۃ)

آنحضرت ﷺ نے اس رات کا کوئی تعین نہیں فرمایا۔ زیادہ گمان یہی کیا جاتا ہے کہ یہ ۲۷ کی رات ہے۔ مگر یہ مختلف بھی ہوسکتی ہے اس میں یہ حکمت مضمر ہے کہ انسان زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو ایک خواب کے ذریعہ اس کی تاریخ بتلا دی تھی مگر آنحضورؐ جب صحابہؓ کو بتلانے

کے لئے آئے تو دو دوستوں کو آپس میں جھگڑتے پایا۔ اور صُلح صفائی میں مصروف ہو گئے۔ فارغ ہو کر آنحضورؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ آج رات مجھے لیلۃ القدر کی معیّن تاریخ اللہ تعالیٰ نے بتلا دی تھی مگر ان کو جھگڑتا دیکھ کر میں تاریخ بھول گیا تاہم اتنا یاد ہے کہ میں اس رات پانی اور کیچڑ میں سجدہ کر رہا ہوں۔ سواسے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کیا کرو۔

(بخاری، کتاب الصوم)

اس میں یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ظاہراً بھی بارش نازل فرماتا ہے تا مادی اور روحانی بارش ہو اور ہر طرف اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں اور فضلوں کا نزول ہو رہا ہو۔ فضا کا ذرہ ذرہ یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ:

؎ چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

اور مومن ان دِنوں میں خدا کے فضل کو جذب کرتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ خدا کا حلول مجازی رنگ میں ان کی شخصیت کے اندر ہوا ہے اور ان کی جھولیاں فضلوں سے لبریز ہو جاتی ہیں۔

؎ جتنے درخت زندہ تھے وہ سب ہوئے ہرے
پھل اس قدر پڑا کہ وہ میووں سے لد گئے

نمازِ عید:

عید عربی زبان کا لفظ ہے جو ''عود'' سے نکلا ہے جس سے مراد ایسی خوشی ہے جو عود کر کے یعنی بار بار آئے۔ اسلام میں فقہی لحاظ سے تین عیدوں کا ذکر ملتا ہے ان میں سے ایک عید تو جمعۃ المبارک کی عید ہے جو ہر ہفتہ آتی ہے آنحضور ﷺ نے اس عید کو باقی دو عیدوں سے زیادہ اہم قرار دیا ہے مگر مسلمان اس کے بار بار آنے کی وجہ سے اس کی اہمیت کھو بیٹھے ہیں جبکہ باقی دو

عیدوں میں بڑی کوشش کر کے شمولیت کی جاتی ہے۔ دوسری عید ''عیدالفطر'' کے نام سے موسوم ہے ہمارے ملک میں عرف عام میں اسے ''چھوٹی عید'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ رمضان المبارک کے ختم ہونے پر یکم شوال کو منائی جاتی ہے اور تیسری عید ''عیدالاضحیٰ'' کہلاتی ہے یعنی قربانیوں کی عید۔ جسے عام لوگ حتیٰ کہ پڑھے لکھے بھی عیدالضُحیٰ یعنی چاشت کی عید کہہ دیتے ہیں ہمارے ملک میں اسے ''بڑی عید'' کہا جاتا ہے۔ یہ عیدالفطر کے عین دو ماہ دس دن بعد ۱۰۔ ذی الحجہ کو منائی جاتی ہے۔ اسلام کا ہر حکم حکمت اور فلسفہ سے پر ہے مسلمانوں کو پنج وقتہ نماز کے لئے مسجد میں جمع ہونے کا حکم جو دیا گیا اس میں یہ حکمت ہے کہ ایک علاقہ یا محلّہ کے لوگ جمع ہو کر اپنے دکھ درد وغیرہ میں شریک ہوں۔ آپ کا بھائی چارہ بڑھے اور ایک دوسرے سے اظہار ہمدردی کیا جائے۔ اس کے بعد ہفتہ میں ایک دفعہ جمعہ کے روز اخوت اور بھائی چارہ کا یہ دائرہ محلّہ سے پھیل کر قصبہ یا شہر یا شہر کے اکثر حصہ تک پھیل جاتا ہے پھر سال میں دو دفعہ عیدین کے موقعہ یہ دائرہ شہر سے تجاوز کر کے کئی ایک قصبات اور شہروں تک پھیل جاتا ہے اور مختلف جگہوں سے آئے ہوئے لوگ ایک دوسرے سے ملتے، اظہار ہمدردی کرتے اور اپنے دکھ سکھ بانٹتے ہیں۔ پھر یہ دائرہ شہروں سے نکل کر ملکوں میں تبدیل ہو جاتا ہے جب تمام دنیا کے مسلمان مکہ مکرمہ میں حج کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اس طرح اسلامی اخوت اور بھائی چارہ کا دائرہ پھیل کر ساری دنیا پر محیط ہو جاتا ہے اور ساری دنیا کے مسلمان اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کے تحت بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ نماز عید سنت مؤکدہ ہے۔ یہ اجتماع ایک رنگ میں مسلمانوں کی ثقافت اور دینی عظمت کا مظہر ہوتا ہے اس لئے اسمیں مرد عورت اور بچے بھی شامل ہوتے ہیں چنانچہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ عید کے لئے عام لوگوں کے علاوہ عورتیں اور بچے بھی آئیں حتیٰ کہ حائضہ عورتوں کو عیدگاہ میں پہنچ کر تکبیر وتحمید کرنے کا حکم ہے اور وہ نماز میں شامل نہ ہوں گی۔ ایک عورت نے آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ ہم میں بعضوں کے پاس سر ڈھانپنے کے لئے چادر وغیرہ نہیں ہے تو ہم کیا کریں تو آنحضورؐ نے فرمایا اپنی بہنوں سے عاریتاً مانگ کر نماز عید میں شمولیت اختیار کرو۔ یہ نماز

باجماعت ادا کی جاتی ہے' اکیلے شخص کی نماز نہیں ہوتی۔ نماز میں لیٹ آنے والے قضا بھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے وقت سے پہلے عید گاہ پہنچ جانا چاہئے یہ نماز کھلے میدان میں ادا کرنا سنت رسولؐ ہے تا زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شامل ہو سکیں تاہم کسی مجبوری کی حالت میں مسجد میں ادا کرنا بھی جائز ہے۔ اس نماز کی دو رکعات ہیں جو عام نماز سے قدرے مختلف ادا کی جاتیں ہیں پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد ۷ زائد تکبیریں (اللہ اکبر) اور دوسری رکعت میں نماز کی اصل تکبیر کے بعد ۵ زائد تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ ہر تکبیر کے دوران ہاتھ کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور آخری تکبیر پر ہاتھ باندھ کر سورۃ فاتحہ اور قرآن کا کوئی حصہ پڑھا جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ سے سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ یا سورۃ ق اور القمر پڑھنا مروی ہے۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور زائد تکبیرات کے درمیان ثناء پڑھ لینا بہتر ہے۔ اگر امام تکبیریں بھول جائے تو نماز ہو جاتی ہے مگر آخر میں سجدہ سہو ضروری ہے۔ نماز عید کی ادائیگی کے بعد امام موقعہ و محل کے مطابق خطبہ دیتا ہے جس میں امت مسلمہ کو بعض نصائح کی جاتی ہیں خطبہ سننا بھی عبادت میں شامل ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص خطبہ میں بول رہا ہو تو اس کو اشاروں کے ساتھ خاموش کرانا چاہئے۔

عید کے دن مسواک کرنا' نہا دھو کر عمدہ صاف کپڑے پہننا' خوشبو اگر میسر ہو لگانا' اچھا کھانا کھانا سنت رسولؐ ہے۔ خصوصی طور پر عید الفطر پر جانے سے قبل کچھ کھانا ضروری ہے۔ آنحضورؐ کے متعلق آتا ہے کہ اگر کوئی چیز میسر نہ ہوتی تو کھجور کھالیا کرتے تھے۔ اس دن روزہ رکھنا شیطان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ نماز عید کے لئے جاتے اور آتے راستہ بدلنا بھی سنت نبویؐ ہے تا غرباء کو اپنی خوشی میں شامل کیا جا سکے۔ نماز عید کا وقت ایک نیزہ کے برابر سورج نکل آنے سے لیکر زوال تک ہوتا ہے۔

صدقۃ الفطر:

نماز عید سے قبل اس کی ادائیگی ضروری ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر نماز عید سے قبل کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو اس کی طرف سے بھی والد ضرور ادا کرے۔ یہ صدقہ ہر بالغ، نابالغ مرد اور عورت ہر غلام اور ہر آزاد کی طرف سے ادا ہونا ضروری ہے۔ دراصل یہ روزہ دار کی غلطیوں اور لغزشوں کا کفارہ اور اس کی تلافی کے لئے ایک ذریعہ ہے جو مساکین کی مالی خدمت و اعانت ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں طُھرَۃٌ لِلصِّیَامِ وَ طُعمَۃُ لِلْمَسَاکِیْن کہ صدقۃ الفطر روزوں کی پاکیزگی کا باعث اور مساکین کے لئے غذا و خوراک ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ صدقۃ الفطر کے بغیر روزہ کی قبولیت نہیں ہوتی گویا کہ روزے کی عبادات زمین اور عرش کے درمیان لٹکی رہتی ہیں اور عرش الٰہی تک درجہ قبولیت نہیں پاتیں جب تک اس کی ادائیگی نہ ہو۔

اس صدقہ کا پیمانہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہے جو اڑھائی کلو کے برابر بنتا ہے اسکے برابر قیمت رائج الوقت سکہ میں بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان کی برکات سے مالا مال کرے۔ پکے اور سچے اور اعلیٰ مومن بنائے اور ہم رمضان کے مقاصد کو پانے والے ہوں۔

(یہ مضمون ہفت روزہ ''مہارت'' لاہور میں دانش روحانی کے تحت جلد ۴ شمارہ نمبر ۴ ۲۴ فروری تا ۲ مارچ ۱۹۹۴ء کے صفحہ ۲۴۔۲۵ پر شائع ہوا)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں، دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

﴿۱۷﴾

رمضان المبارک اور ہماری ذمہ داریاں

اگر تم نے رمضان میں نیکی نہیں کمائی تو تمہارا فخر فضول ہے

آنحضرت ﷺ تو سارا رمضان کیا سارا سال ہی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے مگر رمضان کے آخری دس دنوں کے متعلق احادیث میں آتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے، اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے، اس کا قرب پہلے سے زیادہ چاہنے کے لئے کمر کس لیتے تھے اور ان میں خود بھی عبادت کا خاص اہتمام فرماتے۔ راتوں کو بیدار کرتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی بیدار کرتے تھے اور روایت میں آتا ہے کہ آپ آخری عشرہ میں عبادت کے لئے وہ مجاہدہ کرتے جو دوسرے دنوں میں نہ کرتے تھے۔

ہم پر اپنے پیارے رسول کی اتباع لازم ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا پیار اور قرب تب ہی نصیب ہوگا جب تم میرے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کے تمام احکامات پر عمل کرو گے اور اس کے اسوہ پر چلو گے۔ سو ان دنوں میں ہم سب کو اپنی عبادات میں اضافہ کرنا چاہئے' اپنی عاجزی انکساری اور مفلسی کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش کے طالب ہوں۔ اور اس وقت تک چین سے نہ بیٹھیں اور آستانہ الٰہی نہ چھوڑیں جب تک خدا تعالیٰ کو ہم منا نہ لیں۔ جب تک واضح طور پر خدا کی طرف سے گناہوں اور آگ سے نجات کی ضمانت نہیں مل جاتی تب تک سارے گھر والوں کو خدا کی عبادت میں لگا دیں تاکہ آپ کا گھر خدا کے فرشتوں کی آماجگاہ بن جائے اور خدا سے آپ کا ایک تعلق قائم ہو جائے کیونکہ خدا سے تعلق قائم کرنے کے لئے یہ دن بہت اہم ہیں۔ رمضان ہی کے آخری عشرہ میں رحمت الٰہی اور مغفرت کے حصول کے بعد جہنم سے آزادی ملتی ہے۔ خدا تعالیٰ غیر معمولی طور پر دعائیں قبول کرتا ہے ان ایام میں خدا

تعالیٰ کی عبادت کی دوسرے ایام کی نسبت زیادہ توفیق ملتی ہے کیونکہ فرزندان اسلام یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب رمضان قریب الاختتام ہے۔اگر کوئی کمی یا کوتاہی رہ گئی ہے تو اس کا ازالہ کیا جا سکے۔اس لئے غیر معمولی بشاشت کے ساتھ عبادات میں مشغول رہتا ہے۔یہی وہ مبارک ایام ہیں جس میں دنیا کی آخری کتاب قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا۔لہٰذا یہ دن قرآن کریم کے نزول کی سالگرہ منانے کے دن ہیں۔انسان جس طرح عام سالگرہ منانے کے لئے اہتمام کررہا ہوتا ہے اس سالگرہ کے لئے بدرجہ اولیٰ اہتمام کرتا ہے اور اپنی عبادات کو قرآن کریم کی تلاوت سے سجا کر اللہ تعالیٰ کے حضور بطور تحفہ پیش کرتا ہے۔

اعتکاف:

ان ایام کی عبادات میں سے ایک اہم عبادت اعتکاف کی عبادت ہے۔جس میں انسان اپنا گھر بار چھوڑ کر مسجد میں ڈیرہ لگاتا ہے۔دن رات عبادت میں مصروف صائم النہار اور قائم اللیل کی تصویر بن جاتا ہے۔آنحضرت ﷺ ہر سال مسجد میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے۔آخری رمضان میں آپ نے اس عبادت کو بیس دن تک پھیلایا۔آپؐ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات مسجد میں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔آنحضرت ﷺ اس عبادت کا اجر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس عبادت کے بجالانے سے پہلے کے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ایک اور روایت کے مطابق معتکف اور جہنم کے درمیان اللہ تعالیٰ تین خندقیں بنا دیتا ہے جن کے درمیان مشرق و مغرب کے مابین فاصلہ سے بھی بڑا فاصلہ ہوتا ہے۔اعتکاف کی عبادت سنت رسولؐ کے مطابق ۲۰۔رمضان کو صبح فجر کی نماز کے بعد شروع ہوتی ہے اور رمضان کے اختتام تک جاری رہتی ہے گو اس سے کم بھی اعتکاف بیٹھا جا سکتا ہے۔معتکف کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "لَا اِعْتِکَافَ اِلَّا بِصَوْمٍ"

لیلۃ القدر:

اس آخری عشرہ میں ایک بہت مبارک رات آتی ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم میں آتا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ یعنی ایک ساری زندگی سے بہتر ہے کیونکہ ہزار مہینے ۸۳ سال بنتے ہیں جس کو یہ رات نصیب ہو جائے اس کے مقدر بدل جاتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا جو شخص اس رات سے محروم رہا وہ تمام نیکیوں سے محروم رہا اور یاد رکھو اس کی خیر و برکت سے کوئی بدقسمت ہی محروم رہ سکتا ہے۔

یہ رات دس راتوں میں سے کوئی بھی ہو سکتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس کا کوئی تعین نہیں فرمایا۔

ہاں اتنا فرمایا کہ اسے طاق راتوں میں تلاش کرو۔ جس کو یہ رات نصیب ہو جائے اس کے بھاگ جاگ جاتے ہیں آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر کو حضرت جبرائیلؑ فرشتوں کے جمگھٹے میں نازل ہوتے ہیں اور ہر اس بندے اور بندی پر جو کھڑا یا بیٹھا اللہ کا ذکر کر رہا ہوں صلوٰات بھیجتے ہیں۔ لیلۃ القدر میں یہ دعا کرنے کی تاکید ملتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ

اے میرے اللہ! تو ہی بخشنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے بخش اور میرے گناہ معاف فرما۔

پس یہ عشرہ کئی لحاظ سے بہتر اور مبارک ہے۔ اگر اس کو رمضان کی کوہان یعنی بلند ترین چوٹی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ان دنوں کو ضائع نہیں کرنا چاہئے ذکرِ الٰہی، تسبیح و تحمید اور درود شریف کے ورد اور قرآن کریم کی تلاوت میں اضافہ کرنا چاہئے اور اپنے ماحول کو درد بھری دعاؤں سے بھر دینا چاہئے یوں محسوس ہو کہ ہر طرف نور مُترشح ہے۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی

جو دعا کیجئے قبول ہے آج

آخری عشرہ میں برکات سمیٹنے کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''جوں جوں رمضان آگے بڑھتا ہے بھیگنا شروع ہوتا ہے۔ جب اختتام اور عید کے قریب پہنچنے لگتا ہے تو آنسوؤں سے بھیگتا ہے۔ جتنا زیادہ آپ رمضان میں آگے بڑھتے ہیں اتنا زیادہ یہ قریب ہوتا چلا جاتا ہے۔۔۔۔۔بھیگتا چلا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت میں ایک خاص چمک پیدا ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک گہرا تعلق انسان محسوس کرنے لگتا ہے کہ بعض دفعہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہی میری زندگی کا آخری دن ہوتا تو بہتر تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اسے خاص رحمت و پیار کے جلوے نصیب ہوتے ہیں اور یہ جو رحمت کا چھینٹا ہے یہ عام ہے۔ کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے اور ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اسے خوش نصیب بنا دیں۔ اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان المبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دنوں کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی۔ چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے اور پہلے سے اور بھی زیادہ دنیا کی زنجیروں میں جکڑے گئے کیونکہ جو رمضان کی پابندیاں برداشت نہیں کر سکتا اس کی عادتیں دنیا سے مغلوب ہو جاتی ہیں اور وہ در حقیقت اپنے آپ کو مادہ پرستی کے بندھنوں میں خود جکڑنے کا موجب بن جایا کرتا ہے۔

یہ لوگ دن بدن ادنیٰ زندگی کے غلام ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد اگر چاہیں بھی تو پھر ان بندھنوں کو توڑ کر ان سے آزاد نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہ بہت ضروری فیصلہ ہے کہ رمضان کی چند دن کی پابندیاں بشاشت اور ذوق شوق سے قبول کی جائیں۔۔۔۔۔تم یہ پابندیاں

اختیار کر کے دیکھو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کے فائدے لامتناہی ہیں۔ چند دن کی سختیاں بہت وسیع فائدے ایسے چھوڑ جائیں گی کہ سارا سال تم ان چند دنوں کی کمائیاں کھاؤ گے''۔

(خطبہ جمعہ ۱۵۔اپریل ۱۹۹۸ء)

پھر آپ فرماتے ہیں۔''رمضان یا دوسری عبادتوں کے بعد ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہمارا فرض ختم ہوگیا۔ اگر ہم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو ہمارے لئے فخر کی کون سی بات ہے اور اگر کمایا ہے تو پھر اس خزانہ کی حفاظت زیادہ ضروری ہے۔ جو حاصل کیا ہے تا چور نہ لے جائیں۔ یاد رکھو چور ہمیشہ وہیں پڑتا ہے جہاں کچھ ہو۔ جب تم نے کوئی نیکی کی ہے اور خزانہ جمع کیا ہے تو کیا سمجھتے ہو شیطان اب تم پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ پس اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے۔ اور اگر کمایا ہے تو یاد رکھو کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان ضرور چرانے کی کوشش کرے گا۔ اب وقت ہے کہ زیادہ فکر کے ساتھ ہم اپنے خزائن کی حفاظت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ خدایا ہم پہلے بالکل فقیر تھے چور اور ڈاکوؤں کی ہم پر نظر نہ پڑتی تھی مگر اب تو نے اپنے فضل سے ہمیں ایک خزانہ بخشا ہے کیونکہ تو نے ہمیں روزوں کی توفیق دی ہے۔ یہ خزانہ بھی (جو ہم نے رمضان میں کمایا ہے) نظر نہیں آتا اور اس کو چُرانے والا بھی نظر نہیں آسکتا۔ اس لئے اے ہمارے خدا تو ہی اس خزانہ کی حفاظت فرما۔ تو نے ہی ہمیں یہ بخشا ہے اور تو ہی اس کی حفاظت فرما۔ تا کہ ہم پھر خالی ہاتھ تیرے پاس نہ آئیں''۔

(خطبہ جمعہ ۴۔جولائی ۱۹۸۴ء)

اس مضمون کے آخر میں عید کے مسائل درج ہیں جو آئندہ بیان ہو رہے ہیں۔ لہذا یہاں تکرار نہیں کیا جارہا۔

(خاکسار کا یہ مضمون رسالہ ہفت روزہ ''مہارت'' لاہور کے شمارہ ۲ جلد ۶
۲۷ جنوری تا ۲ فروری ۱۹۹۶ء میں صفحہ ۲۵۔۳۰ پر شائع ہوا)
یہی مضمون ''رمضان کا آخری مبارک عشرہ ہم کیسے منائیں'' کے عنوان کے تحت

احباب جماعت کے استفادہ کے لئے ۔لاہور، پشاور اور اب اسلام آباد میں پیش کیا گیا۔ جو تکرار سے اجتناب کے پیش نظر نہیں دیا جا رہا۔ تاہم اس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کا یہ اقتباس ان الفاظ میں زائد ہے۔

''اس رمضان میں اپنے گھروں میں قادیان کا سا ماحول پیدا کر دیں۔ قادیان میں والدین چھوٹے بچوں کو رمضان میں نماز تہجد کے لئے اٹھایا کرتے تھے اگر تہجد میں دیر ہو جاتی تو سحری کا وقت کاٹ کر تہجد کو دیا کرتے تھے نہ کہ تہجد کا وقت سحری کو۔ ایسا کرنے سے ہر احمدی گھر قادیان کا ایک نشان بن جائے گا۔ ہر احمدی کا گھر ایک چھوٹا قادیان بن جائے گا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۲۔اپریل ۱۹۸۸ء)

''ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانہ تک مجھے بہت استغراق رہا۔ کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں۔ وہ بجز وسیلہ نبی کریمؐ کے مِل نہیں سکتیں۔ جیسا کہ خدا بھی فرماتا ہے۔ وَابْتَغُوْآ اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ۔ تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں مَیں نے دیکھا کہ دو سقّے یعنی ماشکی آئے۔ اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے ہیں۔ اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں۔ اور کہتے ہیں:

''هٰذَا بِمَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، جلد ۲۲ صفحہ ۱۳۱ حاشیہ)

﴿۱۸﴾

خود احتسابی اور رمضان

يَآ يُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّ مَتْ لِغَدٍ ۚ وَاتَّقُو اللّٰهَ ۗ

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ٥ (الحشر:۱۹)

اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَ ادَ كُلُّ اُوْلٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلاً ٥

(بنی اسرائیل:۳۷)

ہر انسان چاہتا ہے کہ زندگی کے ہر میدان میں اُسے ترقی ملے۔ اس کی ذہنی، علمی، اخلاقی اور رُوحانی قویٰ کی نشوونما ہو۔ اس کا آنے والا ہر دن گذرے ہوئے دن سے بہتر ہو۔ اُس کا مستقبل، ماضی کی تلخیوں کو بُھلا دینے والا ہو۔ ہر صبح اُسے نئی منزل کی طرف لے جائے اور ہر شام اس کی کامیابیوں پر منتج ہو۔

ایسے اعلیٰ نتائج کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک طریق ہمیں بتلایا ہے اور وہ اپنے نفوس کے احتساب کا طریق ہے۔ یعنی مصروف اوقات کے بعد جب تنہائیوں کی گود میں ہم جائیں تو گذرے ہوئے لمحات کو یاد کریں۔ ان پر غور کریں اپنے نفس کو ٹٹولیں کہ کون کون سی ذمہ داریوں کو ہم نے ادا کیا اور کن کن میں کوتاہی ہوئی۔ یعنی کہ کون سے کام کرنے والے تھے جو نہیں کئے۔۔۔۔۔ اور کون سے کام کر بیٹھے جو نہیں کرنے تھے۔ گویا بیتے ہوئے لمحات کا جائزہ لینا، انہیں پرکھنا اور جانچنا بہت ضروری ہے۔

ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کا بھی یہی طریق تھا آپؐ ہر رات بستر پر جانے سے قبل اپنا خود محاسبہ فرمایا کرتے تھے۔

احتساب کے سلسلہ میں آپؐ کا ارشاد ہے۔

''عقل مند وہ ہے جس نے اپنے نفس کا احتساب کیا اور موت کے بعد پیش آنے والے امور کے لئے تیاری کی۔''

آپؑ کی اقتداء میں صحابہؓ نے بھی خود احتسابی کے عمل کو اپنایا اور اپنے نفس کا خاموش احتساب کرتے ہوئے زندگی کے سفر کو بہتر سے بہتر منزل کی طرف جاری رکھا۔

حضرت عمرؓ کا مشہور قول ہے۔

''اپنا احتساب کرلو قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے۔ اپنے اعمال کا وزن کرلو قبل اس کے کہ تمہارا وزن کیا جائے اور تمہارا حساب کل آسان ہو جائے گا اگر آج تم اپنا احتساب کرلو گے۔'' (سنن ترمذی کتاب صفة القیامة)

احتساب عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی حساب لینے اور کرنے کے ہیں یعنی اپنے آپ پر حساب کو چسپاں کر کے اپنا تنقیدی جائزہ لینا۔

اسلام میں احتساب کے مختلف دائرے ہیں۔ جن کا آغاز اپنے نفس کے احتساب سے ہوتا ہے۔ جس میں دل اہم کردار ادا کرتا ہے اور وہی سب سے بڑا محتسب ہے۔ انسان کا سب سے بڑا مصلح ہے جو انسان میں موجود اندر کے انسان کو جگائے رکھتا ہے اور بیدار رکھتا ہے۔ اگر دل سو جائے تو انسان بھی سو جاتا ہے۔ اسے آنحضورؐ نے انسان کا مفتی بھی قرار دیا ہے۔ اور کسی صحابیؓ کے ایک سوال کے جواب میں فرمایا اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ کہ اس بارے اپنے دل سے فتویٰ طلب کر

نیکی اور بدی کی تعریف میں کہا جاتا ہے۔

نیکی وہ جس سے دل اور جی مطمئن ہو اور بدی وہ جو دل میں کھٹکے گو لوگ اس کے جواز کا فتویٰ ہی دیں اور اسے درست کہیں۔

آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ہر انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہا تو سارا جسم درست رہا۔ اگر وہ خراب ہوا تو سارا جسم خراب ہوا اور وہ دل ہے۔

ہم روز مرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ بدی کرنے والا اپنے فعل سے مطمئن نہیں ہوتا۔ اس کا دل اسے اس کے بدفعل پر ہمیشہ کوس رہا ہوتا ہے۔ اور اُسے اُس کا اندر کا انسان بُرا بھلا کہہ رہا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے تمام گناہ چھپ کر یا اندھیرے میں کئے جاتے ہیں اور بُرا فعل کرنے والے پر ہمیشہ خوف اور ڈر طاری رہتا ہے۔ جیسے چوری ہمیشہ رات کو یا چھپ کر کی جاتی ہے۔۔۔۔ جھوٹ بولنے والا اور غیبت کرنے والا ان افعال پر اپنے آپ کو دوسروں سے چھپا رہا ہوتا ہے، اپنے آپ کو بچا رہا ہوتا ہے اور اس کا دل اس کے اس فعل پر خود احتسابی کر کے اس کے خلاف فتویٰ دے رہا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اوقات کی تقسیم مختلف طریقوں سے کر کے خود احتسابی کے عمل کو مزید آسان کر دیا ہے۔ روزانہ کا احتساب ہے، ہفتہ وار (جیسے جمعہ کے روز احتساب ہے)، ماہانہ احتساب ہے، سالانہ احتساب ہے جو رمضان المبارک میں اپنی سال بھر کی کوتاہیوں کو سامنے رکھ کر کیا جا سکتا ہے۔

اس مضمون کو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَا نًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّ مَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

(بخاری کتاب الایمان)

کہ جو رمضان کی نیکیوں اور عبادات کے لئے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

صحیح مسلم میں مَنْ قَامَ رَمَضَانَ کی جگہ ''مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ '' کے الفاظ ہیں جس میں ہمیں سبق دیا گیا ہے کہ ہم اپنے قیمتی اوقات کو ضائع کئے بغیر لمحہ بہ لمحہ احتساب کے نظام کو اپنے اُوپر لاگو کرتے ہوئے بدی سے نیکی کی طرف ہجرت کا سفر جاری رکھیں۔ اور اپنا خاموش احتساب کرتے ہوئے اپنی بدیوں کا جائزہ لیں اور ایک ایک کر کے ہر رمضان میں انہیں الوداع

کریں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اپنے ایک مضمون ''دوست رمضان کے عہد کو یاد رکھیں'' میں احباب جماعت کو اپنا محاسبہ کرنے کی تلقین ان الفاظ میں فرماتے ہے۔

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے ماتحت دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی کمزوری کے متعلق دل میں خدا سے عہد کیا کریں کہ وہ آئندہ اس کمزوری سے ہمیشہ مجتنب رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد بڑی حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ اوّل تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک خدا سے قریب تر ہوتا جائے۔ اس کے علاوہ رمضان کا مہینہ اپنے خاص رُوحانی ماحول اور نماز' روزہ اور نوافل اور تلاوتِ قرآن مجید اور ذکرِ الٰہی اور صدقہ وخیرات کی وجہ سے اس قسم کے محاسبہ اور ترکِ منہیات کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے اور اس مشہور مثال کے مطابق کہ لوہا اسی وقت اچھی طرح کُوٹا جا سکتا ہے جب کہ وہ گرم اور نرم ہو۔ رمضان کے مہینہ کو اصلاحِ نفس کے ساتھ خاص جوڑ ہے۔ پس ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو چاہئے کہ وہ موجودہ رمضان میں بھی اس زرّیں موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور اپنی کسی خاص کمزوری کو سامنے رکھ کر دل میں خدا سے عہد کریں کہ انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہونگے ۔۔۔اس عہد کے لیے ہر انسان اپنے نفس کے محاسبہ کے ذریعہ اپنے واسطے خود کسی مناسب کمزوری کا انتخاب کر سکتا ہے مگر بہتر ہوگا کہ ایسی کمزوری کو چُنا جائے جو دوسروں کے لئے ٹھوکر یا خراب نمونہ کا موجب بن رہی ہو اور جماعتی بدنامی کا باعث ہو لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر خواہ کوئی کمزوری ہو جسے انسان اپنے حالات کے ماتحت جلد تر، ترک کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔ اس کے متعلق عہد کیا جا سکتا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ ایک کمزوری کا ترک کرنا اسی طرح دُوسری کمزوریوں کو ترک کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نیکی کا اختیار کرنا دوسری نیکیوں کا رستہ کھولتا ہے۔''

(تربیتی مضامین صفحہ ۹۵-۹۶)

اگر ہم آنحضور ﷺ کی اقتداء میں احتساب کے اس اعلیٰ طریق کو اپنالیں یعنی اپنے نفس کے خاموش احتساب کو اور ہر رات اور ہر لمحہ اپنا احتساب ساتھ کے ساتھ کریں تو ایک نیک معاشرہ اور ایک پاکیزہ معاشرہ جنم لے سکتا ہے۔۔۔اس اہم پیارے اصول کو اپنانے سے ہر صبح ہمارا نیا جنم ہوگا اور ہر شام ایک نئی پیدائش ہو رہی ہوگی اور خدا کی عدالت میں جب ہم پیش ہو رہے گے تو ایک بے گناہ نومولود معصوم بچے کی طرح پیش ہوں گے۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اس بارہ میں احباب جماعت کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی ہے۔

''ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دِن بسر کیا۔'' (کشتی نوح)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ رمضان میں احتساب کے مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

''جب اپنے نفس کا احتساب کرو گے کہ تم کس حالت میں ہو روزانہ کیا تمہارا مشغلہ ہے، کیا کیا کام جو بُرے کام تھے تم نے اب رمضان میں چھوڑنے شروع کر دیئے ہیں۔ کیا کیا کام جو اچھے تھے ان کو پہلے سے زیادہ حسین کر کے تم نے ان پر عمل شروع کیا ہے اس کو احتساب کہتے ہیں۔۔۔بہت سے لوگ روزے رکھتے ہیں تو رسماً روزے رکھتے ہیں۔ بہت سے لوگ روزے رکھتے ہیں لیکن پورا خدا پر ایمان نہیں ہوتا۔ جب بھی رمضان ختم ہوتا ہے تو واپس انہی پہلی منفی حالتوں کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور خدا کے بغیر جو ان کی زندگی ہے وہ از سرِ نو پھر سے شروع ہو جاتی ہے۔ ادھر رمضان ختم ہوا ادھر پرانی زندگی لوٹ آئی۔۔۔۔۔سب سے پہلے اپنی نیتوں کو پرکھ کر دیکھیں اور غور کریں کہ واقعتہً اللہ پر ایمان کے نتیجہ میں روزہ ہے تو ایمان کے تقاضے بھی پورے کرتے ہیں کہ نہیں۔ وہ ایمان جو فرضی ہو جس میں تقاضے پورے نہ کئے جائیں اس ایمان کا فائدہ کیا اور ایمان کے تقاضے پورے کرنے کے لئے احتساب ضروری ہے

اسی لئے ''ایماناً واحتساباً'' کے دولفظوں کو اکٹھا جوڑ دیا گیا ہے اور مضمون کو مکمل کیا گیا ہے اور یہی بات ہے جس کی طرف میں نے آپ کو پچھلی دفعہ بھی توجہ دلائی تھی مگر اب میں شرک کے حوالے سے اس مضمون کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔

احتساب یہ کریں کہ کوئی بھی شرک کا پہلو آپ کی اس نیکی میں باقی نہ رہے اور شرک کے تو پہلو آئے دن داخل ہوتے ہی رہتے ہیں اور آدمی سوچتا بھی نہیں کہ چھوٹی سی بات ہے لیکن اس میں ایک شرک کا پہلو تھا۔ جو شخص اللہ کی خاطر روزے رکھتا ہے اور روزانہ یہ حساب کرتا ہے کہ میرا وزن کتنا کم ہوا ہے اور کچھ چربی گھٹی ہے کہ نہیں گھٹی وہ روزے کے اندر اپنے وزن کے گرانے کی ملونی بھی داخل کر لیتا ہے اور بظاہر بطور گناہ اس کو احساس بھی نہیں ہوتا۔۔۔۔تو اس پہلو سے آپ اپنے رمضان کا جائزہ لیں اور اپنے گرد و پیش بھی نظر رکھتے ہوئے اپنے اہل و عیال کے رمضان کا بھی جائزہ لیتے رہیں۔ اپنے دوستوں، احباب کے رمضان کا بھی جائزہ لیتے رہیں اور منفی تنقید کی خاطر نہیں بلکہ مثبت رنگ میں، اچھے رنگ میں ان کو رمضان کے فوائد سمجھانے کی خاطر ان کے سامنے یہ باتیں پیش کیا کریں اور اپنے گھر میں ان باتوں پر غور کی عادت ڈالیں۔''

حضور تسلسل میں فرماتے ہیں ''نسائی کتاب میں یہ روایت یوں ہے کہ جو شخص رمضان کے مہینے میں حالت ایمان میں احتساب کرتے ہوئے روزے رکھتا ہے اور اخلاص کی خاطر عبادت کرتا ہے وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اُس روز تھا جب اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا۔۔۔ گویا ایک نئی روحانی پیدائش اُس کو نصیب ہوتی ہے جس میں کوئی بھی پُرانا داغ باقی نہیں رہتا۔ تو ہر سال پیدا ہو کر پھر کیا ہر سال مرنا ہی آپ نے اپنا مُقدر بنانا ہے۔ ایک دفعہ پیدا ہو گئے یعنی روحانی دُنیا میں تو اس معصومیت کو برقرار رکھنا ایک بڑا اہم تقاضا ہے۔'' (روزنامہ الفضل ۲۹۔ دسمبر ۱۹۹۹ء)

(اسلام آباد میں تیار کیا)

﴿۱۹﴾

عید ہمیں کیا سبق دیتی ہے

رمضان کے اسباق میں سے ایک اہم سبق غرباء پروری ہے۔ روزے دار کو تاکیداً یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ کثرت کے ساتھ صدقہ وخیرات کرے۔ روزے دار کو بھوکا رکھ کر دراصل یہ تحریک کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اس زمین پر کتنے ایسے لوگ ہیں جن کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت ان سب کا فرض ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مالی فراخی سے نوازا ہے۔

روزوں کے فدیہ کے طور پر جو مساکین کو کھانا کھلانا مقرر کیا گیا ہے اس میں بھی یہ حکمت ہے کہ بھوکوں اور مسکینوں کو کم از کم رمضان میں تو کھانا مل جائے جیسا کہ ''فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ'' کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ گویا کہ روزوں کا متبادل بھی مسکینوں کو کھانا کھلانا رکھا۔ فطرانہ مقرر کرنے میں بھی دراصل غرباء پروری کے سبق کو پروان چڑھانا ہے اور فطرانہ کی ادائیگی اولین وقت میں کرنے کا حکم دیکر عید کی خوشیوں میں غرباء کو شامل کیا گیا ہے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سب سے افضل اور بہترین صدقہ وہ ہے جو رمضان میں خیرات کیا جائے۔ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق بخاری میں آتا ہے کہ آپ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں آپ کی سخاوت اور بھی زیادہ ہو جاتی تھی۔ حضرت رسول کریمؐ ان دنوں میں تیز آندھیوں سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

ایک مومن کو رمضان میں بھوکا رہ کر مستحق افراد سے ہمدردی کا جو سبق دیا گیا ہے عید کو اسکے لئے بطور امتحان اور آزمائش کے رکھا اور ہدایت دی کہ محلّہ میں رہائش پذیر کوئی مستحق ایسا نہ ہو جو خوشیوں سے محروم ہو۔ اس موقعہ پر غرباء میں تحفے تحائف بھجوانا سنت ہے۔ ہمارے

پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک تحریک کے ذریعے مخیّر احباب جماعت کو اپنے سے کم آمدنی والے گھروں میں تحفے تحائف لے کر جانے کی تلقین فرمائی تا کہ اخوت اور بھائی چارہ پروان چڑھے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔

بچوں کے لئے جو ٹافیاں اور چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ لیں اور بچوں سے کہیں۔ آؤ پھر آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے ساتھ اپنے سکھ بانٹیں گے۔ اس طرح اگر آپ غریب گھروں میں جائیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذت پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی، ان کو بے انتہا ابدی لذّتیں حاصل ہوں گی۔ یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ ﷺ کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے''۔ (خطبہ عید الفطر ۱۹۸۳ء)

حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) رمضان میں صدقہ و خیرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے۔ تمام قسم کی تباہیاں اس وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں۔ دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے''۔

(تفسیر کبیر، جلد ۲ صفحہ ۳۷۵۔۳۷۶)

اس مضمون کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے اس موقع پر غریبوں کے ساتھ

حسنِ سلوک کے بیان پر ختم کرتا ہوں۔

آنحضرت ﷺ عید کی نماز کے بعد گھر واپس آ رہے تھے۔ راستے میں کچھ بچے ایک میدان میں کھیل رہے تھے اور اپنی نئی نئی چیزوں کی تعریف کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ یہ ہمارے ابو یا ہماری امی نے دی ہے جبکہ ایک غریب یتیم بچہ جس کے پاس نئے کپڑے بھی میسر نہ تھے باہر کھڑا حسرت کی نگاہوں کے ساتھ ان بچوں کو دیکھ رہا تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ آنحضورؐ نے اس بچے پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔ اس کی کسمپرسی اور بے کسی کی حالت دیکھ کر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ گھر لے جا کر اسے نئے کپڑے پہنائے اور اس کو کہا غم نہ کرو آج سے تم میرے بیٹے ہو، چنانچہ روایت میں لکھا ہے کہ وہ بچہ نئے کپڑے پہن کر خوشی خوشی میدان میں واپس گیا اور کہا کہ مجھے بھی میرے ابو نے نئے کپڑے دیئے ہیں۔

یہ واقعہ بھی ہمیں اس سبق کی یاد دلاتا ہے کہ ہم اپنے ماحول کا جائزہ لیں اور عید کے روز آنحضور ﷺ کی سنت پر چلتے ہوئے مستحق افراد سے ہمدردی کریں اور آپس میں محبت بڑھانے کے لئے تحفے تحائف دیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔

(طبع شدہ لاہور، پشاور، اسلام آباد)

محمدؐ پر ہماری جاں فدا ہے
کہ وہ کوئے صنم کا رہنما ہے

﴿۲۰﴾

نماز عید کے مسائل

عید عود سے نکلا ہے جس کے معنی ایسی خوشی کے ہیں جو بار بار آئے۔ اس روز ایک علاقہ کے لوگ جمع ہو کر اپنے دکھ سکھ میں شریک ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں اور بھائی چارہ کے دائرہ کو وسعت دیتے ہیں۔ اس روز ایک دوسرے کو تحفے تحائف دینے اور گلے ملنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس روز درج ذیل امور کا خیال رکھنا چاہئے۔

۱۔ عید کے روز صبح سویرے اٹھنا، غسل کرنا، حسبِ توفیق عمدہ لباس پہننا، آرائش کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، عیدگاہ میں جلد جانا، نماز شہر سے باہر ادا کرنا وغیرہ مسنون ہیں۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نماز عید کے لئے ایک راستہ سے جاتے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ العیدین)

۳۔ نماز عید کے لئے جاتے اور واپس آتے ہوئے یہ تکبیر کہنا چاہئے۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ

۴۔ تمام عورتوں کو عیدگاہ میں جانا اور نماز میں شریک ہونا چاہئے البتہ جو حائضہ ہوں وہ نماز میں شریک نہ ہوں۔ حضرت ام عطیہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریمؐ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ عیدین میں پردہ نشین عورتوں کو بھی عیدگاہ میں لے جائیں مگر حائضہ عورتیں نماز پڑھنے والیوں سے الگ ایک طرف بیٹھ کر شریک دعا ہوں۔ ایک عورت نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اگر کسی کے پاس اوڑھنے کا کپڑا نہ ہو وہ کیا کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ دوسری عورت اپنی چادر میں اس کو شریک کر لے۔ (مسند ابی حنیفہ مترجم ۱۵۱، مشکوٰۃ باب الصلوٰۃ العیدین)

۵۔ یہ امر مسنون ہے کہ عید الفطر میں جانے سے قبل کچھ نہ کچھ کھا لیا جائے لیکن عید الاضحیٰ کے روز نماز عید سے قبل کچھ نہ کھانا مسنون ہے۔ چنانچہ بریدہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت

ﷺ عید الفطر میں کچھ کھائے بغیر نہ جاتے لیکن عید الاضحیٰ میں جب تک نماز نہ پڑھ لیتے کچھ تناول نہ فرماتے یعنی ناشتہ تک نہ فرماتے۔ (بلوغ المرام صلوٰۃ العیدین)

٦۔ عید الاضحیٰ کی نماز، عید الفطر سے جلد پڑھی جاتی ہے کیونکہ اس کے بعد قربانی کرنا ہوتی ہے۔ عید الفطر کی نماز کا وقت وہ ہے جب سورج دو نیزہ کے برابر چڑھ آئے اور عید الاضحیٰ کا وقت ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے پر ہے۔

٧۔ عید کی نماز شہر سے باہر ہونی چاہئے۔ ہاں اگر بارش وغیرہ کا عذر ہو تو یومیہ نمازوں کے مرکز میں بھی عید ادا ہو سکتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک عید کے موقعہ پر بارش تھی تو آنحضرت ﷺ نے عید کی نماز، مسجد میں پڑھائی۔ (ابنِ ماجہ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ)

٨۔ نماز عید کا طریق یہ ہے کہ دو رکعت نماز اس طرح باجماعت پڑھی جائے جب امام تکبیر تحریمہ کہے تو اس کے بعد ثناء پڑھے پھر پہلی رکعت میں قرات سے قبل سات تکبیریں کہے۔ ہر ایک تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھائے جائیں جیسے نماز شروع کرتے وقت اٹھائے جاتے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ اول تکبیر میں تو تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لئے جاتے ہیں مگر زائد تکبیروں میں ہاتھ اُٹھانے کے بعد کھلے چھوڑے جاتے ہیں اور آخری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ کر قرات یعنی الحمد شریف اور کوئی سورۃ بلند آواز میں پڑھی جاتی ہے۔ دوسری رکعت میں قرات شروع کرنے سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طرح کہی جائیں۔ اس طرح دو رکعت نماز پوری کر کے نماز کی طرح التحیات میں بیٹھ کر درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔

٩۔ یہ امر بھی مسنون ہے کہ عیدین کی پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلیٰ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد ھَلْ اَتَاکَ حَدِیْثُ الْغَاشِیَةِ یا سورۃ قٓ اور القمر پڑھی جائے۔ (نسائی، کتاب صلوٰۃ العیدین)

١٠۔ نماز عید پڑھنے کے بعد امام خطبہ پڑھے جس میں وعظ و نصیحت کی جائے۔ یہ خطبہ عید بھی جمعہ کی طرح ہوتا ہے۔ یعنی اس میں بھی ایک دفعہ بیٹھ کر پھر دوسرا خطبہ پڑھا جائے۔

(لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں تقسیم ہوا۔ نیز ''مہارت'' میں بھی شائع ہُوا)

﴿۲۱﴾

عشرہ ذوالحجہ کی اہمیت اور قربانی کے مسائل

ذوالحجہ اسلامی سال کا بارہواں مہینہ ہے۔ یہ ایک ایسا مبارک اسلامی مہینہ ہے جس میں اہم اسلامی رکن حج کی عبادت ادا کی جاتی ہے۔ اس ماہ کے پہلے دس دنوں کو احادیث کی روشنی میں خصوصی شرف حاصل ہے چنانچہ صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق عشرہ ذوالحجہ میں بجالائے گئے اعمال صالحہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے دنوں میں بجالائے گئے اعمال سے زیادہ محبوب و پسندیدہ ہیں۔ مسند احمد بن حنبل میں سیّدنا حضرت ابن عمرؓ کے حوالے سے آنحضور ﷺ کا یہ قول درج ہے کہ ان دنوں کے اعمال اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت باعظمت اور محبوب ہیں اس لئے کثرت سے ان دنوں تہلیل، تکبیر اور تحمید کہو۔

صحیح ترمذی میں لکھا ہے کہ ۹ ذوالحجہ (یوم عرفہ) کے دن کا روزہ گزشتہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صحابہؓ عشرہ ذوالحجہ میں احادیث پر عمل کرتے ہوئے زیادہ ذوق وشوق سے عبادات و نوافل کا اہتمام کیا کرتے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل درج ہے کہ آپ دونوں ان ایام میں بازار میں نکل جاتے بلند آواز سے تکبیریں پڑھتے اور حضرت سعید بن جبیرؒ کے متعلق بھی احادیث میں اعمال صالحہ بجالانے کے لئے سعی و کوشش کرنے کے متعلق آتا ہے۔

اس عشرہ کے آغاز سے تعلق رکھنے والی ایک اہم بات یہ ہے کہ قربانی کرنے والا ذوالحجہ کے چاند کے بعد نہ حجامت بنوائے نہ بال کٹوائے نہ ناخن ترشوائے۔ ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کو بھی ایسا کرنے یعنی بال وغیرہ نہ کٹوانے کی ہدایت ہے اس طرح اسے بھی قربانی کے برابر ثواب ملے گا۔

اس عشرہ کی اہمیت بیان کرنے کے بعد عید کا فلسفہ اور قربانی کے مسائل بیان کئے جاتے ہیں اس عید کے لئے ''اضحیٰ'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے جس کے معنی قربانی کے جانور کے ہیں۔ اضحیٰ کا لفظ صرف غیر حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جبکہ حاجی لوگوں کی قربانیوں کے لئے قرآن وحدیث میں ''ھَدْیٌ'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ عیدالاضحیٰ کی نماز صرف غیر حاجیوں کے لئے مقرر ہے۔ حج کے موقعہ پر یہ نماز ادا نہیں کی جاتی کیونکہ حج خود اپنی ذات میں بھاری عید ہے اور عید کے تمام پہلو اور عناصر بدرجہ اتم اس میں پائے جاتے ہیں۔ شریعت نے عیدالاضحیٰ کی نماز غیر حاجی لوگوں کے واسطے اس لئے رکھی ہے کہ جہاں ایک طرف حج کے ایام میں حاجی لوگ حج کی عید منا رہے ہوں وہاں غیر حاجی جنہیں کسی مجبوری کی وجہ سے حج کی توفیق نہیں مل سکی وہ اکناف عالم میں اپنی اپنی جگہ پر عید کر کے اور قربانیاں دیکر اس عظیم الشان قربانی کی یاد کو تازہ رکھیں جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں سے حضرت اسماعیلؑ کے وجود میں ہوا اور پھر وہ آنخضرت ﷺ کے وجود باجود میں اپنے معراج کو پہنچی۔

آجکل مسلمان دکھاوے کی خاطر اور واہ واہ کروانے کے لئے بڑے سے بڑا جانور ذبح کرتے ہیں مگر اس کے فلسفہ اور حقیقت سے نا آشنا ہیں حتیٰ کہ لوگ اس کے نام کو بھول گئے ہیں اور جسے دیکھو عیدالضحیٰ یعنی صبح کے وقت کی عید کہتا دکھائی دیتا ہے جو سراسر غلط ہے۔ قربانی سنت موکدہ ہے جو ہر صاحب استطاعت اور ذی ثروت پر واجب ہے آنخضرت ﷺ نے ہر سال خود بھی قربانی کی اور صحابہؓ کو بھی اس کی تاکید فرمائی۔ آنخضرت ﷺ کو عیدالاضحیٰ کی قربانی کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے وفات سے قبل سیّدنا حضرت علیؓ کو وصیت فرمائی کہ میرے بعد بھی میری طرف سے اس موقعہ پر ہمیشہ قربانی کرتے رہنا۔ آپؐ نے عیدالاضحیٰ کے روز خطبہ دیتے ہوئے صحابہؓ کو تحریک کرتے ہوئے فرمایا کہ اس دن پہلا کام انسان کو یہ کرنا چاہئے کہ وہ نماز عید ادا کرے اور پھر اس کے بعد قربانی دے سو جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت کو پالیا۔

ترمذی کی روایت ہے کہ آنخضور ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی نظر میں عیدالاضحیٰ والے

دن انسان کا کوئی عمل قربانی کے جانور کو ذبح کرنے اور اس کا خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں۔ ابن ماجہ میں آنحضورؐ کا یہ قول درج ہے کہ قربانی کے جانور کے جسم کا ہر بال قربانی کرنے والے کے لئے ایک نیکی ہے جو اسے خدا سے اجر پانے کا مستحق بنائے گی۔ ایک موقعہ پر آپؐ نے مالی وسعت رکھنے والوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس نے مالی طاقت رکھتے ہوئے مالی قربانی نہیں کی اس کا کیا کام ہے کہ وہ ہماری عید گاہ میں آ کر نماز میں شامل ہو۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپؐ نے نہ صرف خود قربانی کی بلکہ مزید تاکید اور تحریک کی غرض سے اپنی امت کی طرف سے بھی ایک دُنبہ منگوا کر ذبح کیا اور دعا کی اے میرے آسمانی آقا اس قربانی کو محمدؐ، اس کی آل اور امت کی طرف سے قبول فرما۔

ان اقوال مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی ہمارے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی مبارک سنت ہے جس کے متعلق آپ نے بہت تاکید فرمائی اور بھاری ثواب کا موجب قرار دیا۔ اور قرآنی حکم ''اَطِیْعُوْاالرَّسُوْلَ'' کے تحت ہر اُس شخص پر جو قربانی کی طاقت رکھتا ہے رسول خدا کی اطاعت کرتے ہوئے قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ قرآنی حکم ''فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ'' میں بھی اسی قربانی کا ذکر ہے کیونکہ جب یہ سورۃ نازل ہوئی اس وقت حج فرض نہیں ہوا تھا۔

اگر سارے گھر کی طرف سے ایک صاحب استطاعت شخص قربانی کر دے تو یہ قربانی سب کی طرف سے سمجھی جائے گی قربانی کا جانور خریدتے وقت یہ امر مدنظر رہے کہ جانور صحت مند ہو، مالک کو پسند ہو، عیب دار اور کمزور نہ ہو۔ احادیث کے مطابق لنگڑے سینگ ٹوٹے' اندھے بیمار' دبلے (جسکی ہڈی میں گودا نہ ہو) جانور نیز ایسا جانور جس کا کان آگے سے یا پیچھے سے کٹا ہو یا کان لپٹا ہوا یا پھٹا ہوا یا کان میں سوراخ والا جانور جائز نہیں۔ اسی طرح دودھ والے' حاملہ جانور سے بھی منع کیا گیا ہے۔ یہ امر بھی مدنظر رہے کہ اونٹ کی عمر کم سے کم تین سال' گائے دو سال' بھیڑ بکری ایک سال اور دُنبہ چھ ماہ کا بھی جائز ہے اگر موٹا تازہ ہو۔ شریعت کی رو سے اونٹ میں دس حصے گائے میں سات حصے جبکہ بکری دُنبہ وغیرہ ایک شخص یا گھر کی طرف سے ہوتا ہے۔

شریعت نے قربانی کے گوشت کے بہتر سے بہتر استعمال کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ خود بھی کھاؤ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کو دو۔ پڑوسیوں کو ھدیہ بھجواؤ، محلّہ کے غریب اور مفلس لوگوں میں تقسیم کروتا " فَکُلُوْ امِنْھَاوَ اَطْعِمُوْ الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ" پر عمل ہو۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے تین دنوں کو ایام التشریق قرار دیا ہے جس کے متعلق فرمایا کہ یہ کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔ (ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ)

شریعت نے اس بات کی بھی قربانی کرنے والے کو تحریک کی ہے کہ وہ حتی الوسع کوشش کرے کہ جانور کو خود تیز چھری سے ذبح کرے یا کم از کم قربانی کو اپنے سامنے ذبح کروائے تا اس میں جانی قربانی کے نظارے دیکھنے کی جرات پیدا ہو اور یہ سبق دینا مقصود ہوتا ہے کہ جس طرح جانور انسان کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں اور وہ انسان کے لئے قربان ہو رہے ہوتے ہیں اسی طرح وہ خود بھی کسی کے قبضہ قدرت میں ہے اسے بھی جانور کی طرح ہر وقت خدا کی خاطر جب بھی جانی قربانی کی ضرورت پڑے تیار رہنا چاہئے۔

قربانی کے بارہ میں ایک اہم قرآنی تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مومنو جانوروں کا گوشت اور خون خدا تک نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقویٰ ہے جو پہنچتا ہے گویا کہ انسان اپنی نیت کے مطابق قربانی کا اجر پاتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے قربانی کا فلسفہ یوں بیان فرمایا ہے۔

"اِنَّ الضَّحَا یَا ھِیَ الْمَطَایَا تُوْصَلُ اِلٰی رَبِّ الْبَرَایَا اَوْ تَمْحُوْاالْخَطَایَا وَتَدْفَعُ الْبَلَایَا" (خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۴۵)

کہ یہ قربانیاں تو سواریاں ہیں جن پر سوار ہو کر خالق کائنات سے ملا جاسکتا ہے یا اپنی خطائیں معاف کرائی جاسکتی ہیں اور مشکلات سے دور رہا جاسکتا ہے۔

(پمفلٹ کی صورت میں اشاعت کے علاوہ یہ مضمون ہفت روزہ "مہارت" جلد ۴ شمارہ ۱۰، ۳۰ مئی ۱۹۹۴ء میں دانش نورانی اور جلد ۵ شمارہ ۷، مؤرخہ ۲۲ تا ۳۰ اپریل، ۱۹۹۵ء میں اسلامیات کے زیر عنوان طبع ہوا)

﴿۲۲﴾

حج اور اس کا فلسفہ

اسلامی مہینہ ذوالحجہ تمام مسلمانوں کے لئے بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ان کے لئے بھی جو مکہ معظمہ پہنچ کر حج کی توفیق پاتے ہیں اور ان مسلمانوں کے لئے بھی جو مالی استطاعت نہ رکھتے ہوئے یا بعض ذاتی مجبوریوں اور روکوں کی وجہ سے شرائط حج کو پورا نہیں کر پاتے اور اپنی اپنی جگہوں پر رہ کر نماز عید (عیدالاضحیٰ) ادا کرتے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی اقتداء میں دُنبے، بکرے، چھترے، گائے یا اونٹ کی قربانی کرتے ہیں۔ گویا اسلامی مبارک مہینے ذوالحجہ کو دو اعتبار سے اہمیت حاصل ہے۔

۱۔ حاجیوں کیلئے حج کے مبارک فریضہ کی ادائیگی

۲۔ غیر حاجیوں کیلئے عیدالاضحیٰ کی ادائیگی

جہاں تک اول الذکر فریضہ کا تعلق ہے یہ مکہ پہنچ کر ادا ہوتا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے اس پہلے گھر کی از سر نو تعمیر کی جو خانہ کعبہ یا بیت اللہ کہلاتا ہے اور یہی مسلمانوں کا قبلہ ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ایک بیٹے سے نوازا۔ حضرت ابراہیمؑ کی بڑی بیوی سارہ حسد کی وجہ سے انہیں تکلیف دیا کرتی تھیں جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی ہاجرہ اور بیٹے اسماعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ آئے جو مرور زمانہ کی وجہ سے بعد میں ایک عالمی شہر بنا۔ آج ساری دنیا سے لاکھوں مسلمان اس یاد کو تازہ کرنے ذوالحجہ کے اوائل میں پہنچتے ہیں اور اسلامی شعائر کے مطابق حج کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

حج کیسے ادا کیا جاتا ہے اس کی تفصیل میں یہاں جانا مقصود نہیں کیونکہ حج پر جانے

والے لوگ خوب اس کا مطالعہ کرتے ہیں۔ حج کا فلسفہ کیا ہے یہ ہمیں کیا سبق دیتا ہے اس کی طرف اکثر حاجی نہ تو توجہ دیتے ہیں اور نہ اس کے بارہ میں سوچ پیدا ہوتی ہے اور حج کی طاقت نہ پانے والے لوگ بھی اس کی حکمت سے عاری ہیں۔

قرآن کریم کے مطالعہ کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ حج کے ذکر کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنا خوف رکھنے کے مضمون کو باندھ دیا ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کی آیات سے عیاں ہے جس میں حج پر جانے والے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو یعنی حج کی عبادت محض اس غرض کے لئے ہے کہ تمہارے دلوں میں تقویٰ پیدا ہو اور تم ماسوی اللہ سے نظر ہٹا کر صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنی ڈھال بنالو۔ اگر حج بیت اللہ یا عمرہ سے کسی کو یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کا کوئی مخفی کِبَر اُس کے سامنے آ گیا ہے۔ اسے چاہئے کہ خلوت کے کسی گوشہ میں اپنے خدا کے سامنے اپنے ماتھے کو زمین پر رکھے اور جس قدر خلوص بھی اس کے دل میں باقی رہ گیا ہو اس کی مدد سے گریہ وزاری کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک کر کہے کہ اے میرے خدا لوگوں نے بیج بوئے اور ان کے پھل تیار ہونے لگے وہ خوش ہیں کہ ان کے اور ان کی نسلوں کے فائدے کے لئے روحانی باغ تیار ہو رہے ہیں۔ لیکن اے میرے رب میں دیکھتا ہوں کہ جو بیج میں نے لگایا تھا اس میں تو کوئی روئیدگی پیدا نہیں ہوئی۔ نامعلوم میرے کبر کا کوئی پرندہ اسے کھا گیا ہے یا میری وحشت کا درندہ اسے پاؤں کے نیچے مسل گیا ہے۔ پس اے میرے خدا! میرے اس ضائع شدہ بیج کو پھر مہیا کر دے اور میری کھوئی ہوئی متاع ایمان مجھے واپس کر اور میں اور میری نسلیں تیری رحمتوں سے وافر حصہ لیں۔

اللہ تعالیٰ اس جگہ پر مومنوں کو بتاتا ہے کہ دیکھو ہر وقت تقویٰ کا زاد اپنے ساتھ لو اس سے بہتر اور کوئی زاد نہیں جو آخرت کے سفر میں تمہارے کام آنے والا ہے اور حج کے ذکر کے ساتھ یہ ذکر لا کر بتایا کہ اب حج سے تمہاری ذمہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ تمہیں اپنے تقویٰ کا پہلے سے بہت زیادہ خیال رکھنا ہوگا جیسے صاف شفاف کپڑوں والا چھوٹے سے چھوٹے داغ اور

دَھبے سے بھی بچنے کی کوشش کرتا ہے۔

یہی دوسرا مقصد ہے جوتقویٰ اور خوف خدا سے پیدا ہوتا ہے۔یعنی استغفار سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا جس کی طرف سورۃ بقرہ کی انہی آیات میں اشارہ ہے جس کا ذکر میں کرآیا ہوں۔ حج کے دوران ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا دراصل استغفار ہی ہے اور دلوں کے زنگ دھونے کا بہترین ذریعہ ہے۔مگر آج جب حج کی کارروائی ٹیلی ویژن پر ٹیلی کاسٹ ہورہی ہوتی ہے تو یہ دیکھ کر حیرانگی ہوتی ہے کہ دوران خطبہ حاجی ہاتھ سے یارومال ہلا ہلا کر اپنے عزیزواقارب کو خیریت کا پیغام دے رہے ہوتے ہیں اور آوازیں بھی بلند ہورہی ہوتی ہیں جبکہ سرکار دو عالم حضرت محمدؐ کا فرمان ہے کہ خطبہ کے دوران کسی کو بولنے کی اجازت نہیں اگر کسی کو خاموش کروانے کی ضرورت بھی پیش آئے تو ہاتھ کے اشارہ سے اسے چُپ کروائے۔

تیسرا بڑا سبق سورۃ البقرہ کی انہی آیات ۱۹۰ تا ۲۰۵ میں یہ بیان ہوا ہے۔

''کہ اعلیٰ نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے گھروں میں ان کے پچھواڑے سے داخل ہو بلکہ کامل نیک وہ ہے جوتقویٰ اختیار کرے اور تم اپنے گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو''۔

حج کے ذکر میں یہ نصیحت کر کے دراصل یہ بتانا مقصود ہے کہ کامیابی ہمیشہ ابواب ہی کے ذریعہ آنے سے ہوا کرتی ہے اگر تم ایسا نہیں کرتے اور دروازوں سے داخل ہونے کی بجائے دیواریں پھاند کر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو تمہیں کبھی کامیابی حاصل نہیں ہوسکتی۔

اللہ نے گویا یہ حکم عربوں کے اس دستور کو روکنے کے لئے دیا کہ جب حج کے لئے احرام باندھ لیتے ہیں تو گھر دروازہ سے نہ آتے بلکہ پچھواڑے سے آتے لیکن اس میں بہت باریک حکمت پنہاں ہے۔ اللہ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں مسلمان مختلف برائیوں میں مبتلا ہو جائیں گے اور ہر ناجائز کام کو جائز سمجھ کر کریں گے چنانچہ آج کے دور میں بعض لوگ اس لئے حج پر جاتے ہیں کہ ماتھے پر حاجی کا لیبل جھمکے کا کام دے گا تاکہ وہ ہر کام اپنی مرضی سے کرے اور ہر ناجائز کام کو بھی جائز کہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے نصیحت کی کہ ہر کام کے لئے صحیح راستے اختیار

کرو۔ وہ راستے جن کی نشاندہی قرآن کریم اور سرکار دو عالم حضرت محمد ﷺ نے کی ہے۔

چوتھا سبق حج سے اتحاد و یگانگت کا ملتا ہے۔ جب تمام اطراف سے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے مسلمان ایک جگہ اکٹھا ہوتے اور اتحاد اور یگانگت کے سبق کو تازہ کرتے ہیں تو اس طرح ان کے آپس کے وہ تفرقے اور شقاق مٹ سکتے ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو کمزور کر رکھا ہے اور آپس میں اخوت اور محبت کو بڑھانے کے لئے ذی اثر طبقہ کے لوگ مل بیٹھیں اور آپس میں تعاون بڑھانے کے عہد و پیمان کریں اور جس طرح آج دشمنان اسلام مسلمانوں میں تفرقے کی خلیج کو مزید بڑھانے کے لئے ہمہ تن مصروف ہیں۔ یہاں مل بیٹھ کر ایسے منصوبے بن سکتے ہیں جو ان کے منصوبوں کا توڑ ہوں مگر افسوس ہے کہ اس غرض سے پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا جاتا۔

پانچواں مقصد جو تمام مقاصد کا لُبّ لباب ہے یہ ہے کہ وہ ہر دُکھ، سُکھ اور چین میں خدا تعالیٰ کو ہی حرز جان بنائے۔ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کریں۔ اپنے دل کو تمام دوسرے مجازی خداؤوں سے خالی کریں ایک ہی خدا جو تمام کا خدا ہے دل میں بسائیں۔ اسی لئے ایک حاجی کو یہ تلقین کی گئی ہے کہ وہ ہر وقت یہ تلبیہ کرتا رہے۔

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ. لَاشَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ. اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ

لَکَ وَ الْمُلْکَ لَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ

اس میں شرک کی نفی کی گئی ہے خواہ وہ شرک خفی ہو یا جلی یعنی خواہ جسم کے اندر کا شرک ہو یا باہر کا اور یہی حج کا بنیادی سبق ہے جسے پہلا اور آخری سبق کہا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس کہ اس لحاظ سے بھی بہت کمی ہے۔ زبان سے تو لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ کا ہی اقرار کر رہا ہوتا ہے مگر اندر جھانک کر دیکھیں تو خدا ہی خدا نظر آتے ہیں اور کئی جگہ کوئی تو بزبان حال یہ کہہ رہا ہوتا ہے۔

لبیک داتا لبیک یا داتا شریک لک لبیک

اور کسی کی یہ آواز ہوتی ہے۔

لبیک باھو لبیک یا باھو لا شریک لک لبیک.

اور اسلامی سربراہ مملکت کو اس حوالہ سے لیں تو حقیقی خدا کے علاوہ جن مجازی خداؤں کی وہ عبادت کرتے ہیں اور جن پر وہ تکیہ کرتے ہیں ان میں داتا' باھو' میاں میر وغیرہ کے علاوہ دنیا کی سپر طاقتیں بھی ہیں اور وہ ان طاقتوں کا نام لے لے کر ان کی خدائی کا اقرار کر رہے ہوتے ہیں۔

مجھے کسی دوست نے بتلایا کہ داتا کی مشہوری کے پیش نظر میں بھی گزشتہ سال قربانی کی عید کے قریب داتا دربار چلا گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک دوست بڑا ہی پیارا دنبہ ہاتھ میں لئے داتا دربار میں حاضری کے لئے آئے ہیں۔ میرے پوچھنے پر بتایا کہ میں اس دنبہ کا حج کروانے آیا ہوں' چاہتا ہوں کہ قربانی ہو جانے سے قبل یہ دنبہ حج کرلے۔ جہالت کی یہ انتہا نہیں تو اور کیا ہے مسلمان توہین خداوندی میں تمام حدیں پھلانگ چکے ہیں ان کو اس امر کی کوئی پرواہ نہیں کہ خدا تعالیٰ تمام گناہ معاف کر دیگا مگر شرک نہیں۔ آج حج پر جانیوالوں میں سے بعض توہین خداوندی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور نہ جانیوالے بھی۔ حج پر جانیوالے اس عظیم فریضہ کو رسمی رنگ میں ادا کرتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی برکات اور انوار سے متمتع نہیں ہوتے۔

حضرت جنید بغدادی بہت بڑے صوفی بزرگ گزرے ہیں ان کی ایک دفعہ ایک ایسے شخص سے ملاقات ہوئی جو حج کا مقدس فریضہ ادا کر کے آرہا تھا۔ حضرت جنید نے اس سے چند سوالات پوچھے جو یہ ہیں۔

۱۔ جب تو نے احرام باندھا تو کیا یہ نیت بھی کی تھی کہ آئندہ سے اپنی نفسانی خواہشات اور جوش طبع کا لباس بھی اُتار پھینکوں گا۔ اس شخص نے کہا یہ تو میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا تو آپ نے فرمایا تو نے کوئی احرام نہیں باندھا۔

۲۔ جب تو نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اس کے گرد چکر لگائے تو کیا تو نے یہ نیت

کی تھی کہ آئندہ میں تیری توحید و محبت کے گرد ہی گھومتا رہوں گا۔ اس نے کہا میری تو عقل نے ایسا نہیں سوچا تو آپ نے فرمایا تو نے بیت اللہ کا طواف ہی نہیں کیا۔

۳۔ تو نے صفا اور مروائی کے درمیان سعی کی تو کیا یہ سوچا تھا کہ یہ وہ علاقہ ہے جہاں ایک خدا کی بندی نے پانی کی تلاش میں چکر لگائے تھے اور اس کے پیارے بچے کے لئے پانی کا چشمہ جاری فرما دیا گیا تھا۔ آج میں بھی بھاگ رہا ہوں اور میرے دل میں بھی اپنی محبت کا چشمہ جاری کر دے۔ اس شخص کے پہلے جیسا جواب پا کر حضرت جنید نے کہا کہ تو نے یہ سعی بھی نہیں کی۔

۴۔ جب عرفات سے گزرا تو کیا خیال کیا کہ جس طرح آج یہاں کھڑے ہیں اسی طرح ایک روز خدا کے حضور کھڑے ہونا ہے اور اپنے اعمال کا حساب چکانا ہے۔ اس شخص نے پہلے کی طرح جواب دیا۔ حضرت جنید نے فرمایا تیرا میدان عرفات میں جانا اور نہ جانا برابر ہے۔

۵۔ پھر فرمایا جب تو نے منیٰ میں آکر قربانی کی تو یہ نیت کی تھی کہ جس طرح بکرے کی گردن پر چھری پھیر رہا ہوں اسی طرح آئندہ تمام منایا یعنی خواہشات نفسانیہ کے گلے پر چھری پھیرتا رہوں گا۔ اس شخص نے کہا میں نے تو ایسی کوئی نیت نہیں باندھی۔ آپ نے فرمایا تیرا یہ عمل بھی نہ ہوا۔

۶۔ اور جب تو ''رمی الجمار'' کر رہا تھا تو کیا تو نے دل کے شیطان کو بھی کنکریاں ماریں تا کہ خدا کی محبت دل میں پیدا ہو۔ اس نے کہا ایسا تو میں نے نہیں کیا۔ حضرت جنید نے کہا تو پھر تو نے رمی الجمار نہیں کیا اور تو نے مناسک حج میں سے کچھ بھی پورا نہیں کیا تو اگلے سال دوبارہ جا اور ابراہیمی روح کے ساتھ حج کرتا کہ تو ابراہیمی مقام کو حاصل کر سکے۔

یہ ہے حج کی روح اور فلسفہ۔ مگر آج حج کے متعلق اکثر یہ سننے میں آیا ہے کہ حج کرنے والا اپنا حق سمجھتا ہے کہ اپنے لئے فخر کے طور پر ''حاجی'' کا لقب استعمال کرے۔ ایک ایسا حج جو محض ظاہری رسم و رواج کے طور پر کیا گیا ہو اس ''اعزازی نشان'' کے ذریعہ لوگوں سے احترام کی پونجی حاصل کرنے کے لئے مفید تو ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک اسلامی روح کے ساتھ ایک فریضہ کی

ادائیگی کا تعلق ہے اس لقب کی کوئی اہمیت نہیں اتنی بھی نہیں جتنی ایک کھوٹے سکّے کی ہوتی ہے۔

(یہ مضمون ''حج اور عید۔ان کا فلسفہ اور مسائل'' کے عنوان سے لاہور دارالذکر میں پمفلٹ کی صورت میں تقسیم ہوا۔ بعد میں یہ مضمون ہفت روزہ ''مہارت'' لاہور کے شمارہ ۱۵ تا ۲۱۔اپریل ۱۹۹۶ء کی اشاعت جلد ۶ شمارہ ۹ میں شائع ہوا۔جس میں عید الاضحیہ کے مسائل بھی درج تھے مگر تکرار کے پیش نظر یہاں درج نہیں کئے جا رہے۔)

﴿ درود شریف تمام دعاؤں کی جامع اور سب سے افضل دعا ہے ﴾

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رات کا دو تہائی حصہ گذر چکنے کے وقت اُٹھ کر اپنے گھر والوں اور ارد گرد کے لوگوں کو نمازِ تہجد کے لئے جگا کر انہیں فرمایا کرتے تھے کہ اے لوگو اللہ کو یاد کرلو۔ اللہ کو یاد کرلو۔ وہ ہولناک (زلزلہ آور) گھڑی سر پر آ پہنچی ہے جس کے بعد ساتھ ہی دوسری اور بھی ہولناک گھڑی آ جائے گی۔ موت مع ان آفات کے جو اس کے آنے کے ساتھ آ جاتی ہیں، سر پر آ پہنچی ہے۔ ہاں وہ موت مع اپنے ساتھ کی آفات کے بس آ ہی پہنچی ہے۔ (اس حدیث کے راوی) ابیؓ کہتے ہیں میں نے (ایک رات حضورؐ کے جگانے پر اُٹھ کر) عرض کیا یا رسول اللہؐ۔ میں اپنی دعا کا ایک بہت بڑا حصہ حضورؐ کے لئے مخصوص کر دیا کرتا ہوں۔ (مگر بہتر ہو کہ حضورؐ ارشاد فرماویں کہ) میں اپنی دعا کا کتنا حصہ حضورؐ کے لئے مخصوص کیا کروں۔ فرمایا جتنا چاہو۔ میں نے عرض کیا ایک چوتھائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے زیادہ (حصہ میرے لئے مخصوص کیا) کرو تو زیادہ بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا نصف حصہ؟ فرمایا جتنا چاہو۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا دو تہائی؟ فرمایا جتنا چاہو اور اگر اس سے بھی زیادہ کرو تو اور بھی بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کیا کہ میں آئندہ اپنی تمام دعا کو حضورؐ کے لئے ہی مخصوص رکھا کروں گا۔ فرمایا اس میں تمہاری ضرورتیں اور حاجتیں آ جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام درست کر دے گا۔ اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا اور کوتاہیوں کو معاف کر دے گا۔

﴿۲۳﴾

درود شریف۔ایک وسیلہ لقائے باری تعالیٰ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب آیت ۵۷ میں مومنوں کو دنیا و آخرت کے بادشاہ حضرت محمد ﷺ پر ان کے احسانات کی شکر گزاری کے لئے درود و سلام بھیجنے کا تاکیداً حکم دیا ہے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔ ''آپؐ کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر (آپؐ پر) درود بھیجیں''۔

یہاں دوست احباب کے لئے درود شریف کے بعض فضائل و برکات از روئے احادیث نبویہ پیش کئے جاتے ہیں۔آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جس شخص کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا''۔ (جلاء الافہام صفحہ ۳۱۸ بحوالہ سنن نسائی)

☆ درود شریف گناہوں کی معافی،حصول حسنات اور رفع درجات کا ذریعہ:

فرمایا ''آج رات فرشتہ نے آ کر مجھے کہا کہ تمہاری امت میں سے جو شخص تم پر ایک بار عمدگی سے درود بھیجے گا اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ اس کی دس نیکیاں لکھے گا،دس بدیاں معاف فرمائے گا۔اس کے دس درجے بلند کرے گا اور ویسی ہی رحمت اس پر نازل کرے گا''۔ (جلاء الافہام مؤلفہ حافظ ابن قیم صفحہ ۳۱)

پھر فرمایا ''جو شخص مجھ پر درود نہیں بھیجتا اس کا کوئی دین ہی نہیں''۔ (جلاء الافہام)

فرمایا ''جو شخص دن میں تین بار اور رات میں تین بار مجھ پر درود بھیجے گا اللہ تعالیٰ اسے اس روز اور رات کے تمام گناہوں سے بچائے گا جن میں وہ گرفتار ہے''۔

☆ درود شریف باطنی پاکیزگی، روحانی ترقی اور اعلیٰ کمالات کے حصول کا ذریعہ:

فرمایا۔ ''مجھ پر درود بھیجا کرو، تمہارا مجھ پر درود بھیجنا خود تمہاری پاکیزگی اور ترقی کا ذریعہ ہے''۔ (جلاء الافہام)

فرمایا ''مجھ پر درود بھیجا کرو، تمہارا مجھ پر درود بھیجنا تمہارے لئے ایک کفارہ ہے'' (جلاء الافہام)

☆ درود شریف جنت کی راہ:

فرمایا ''جس نے مجھ پر درود بھیجنا چھوڑا اُس نے جنت کی راہ کو چھوڑا''۔ (سنن ابن ماجہ)

پھر فرمایا ''جو شخص ایک دن میں ہزار بار مجھ پر درود بھیجے گا وہ اسی زندگی میں جنت کے اندر اپنا مقام دیکھ لے گا''۔ (جلاء الافہام)

☆ درود شریف آنحضرت ﷺ کے ساتھ تعلق اور قرب کا ذریعہ:

فرمایا ''قیامت کے روز میرے ساتھ تمام لوگوں سے زیادہ تعلق اور قرب رکھنے والا وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والا ہوگا'' (ترمذی)

☆ شفاعت نبوی کا ذریعہ:

فرمایا ''جو شخص مجھ پر درود بھیجے گا قیامت کے روز میں اس کی شفاعت کروں گا''۔ (جلاء الافہام صفحہ ۵۸)

ایک اور مقام پر ''وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِیْ'' کے الفاظ ہیں یعنی درود بکثرت پڑھنے والے کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی ہے۔

☆ درود شریف تمام دعاؤں کی جامع اور افضل دعا:

حضرت ابی بن کعبؓ کے اس عہد پر کہ آئندہ میں اپنی تمام دعا کو آنحضور ﷺ کے لئے وقف رکھا کروں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اس میں تمہاری ضرورتیں اور

حاجتیں آ جائیں گی اللہ تعالیٰ تمہارے سارے کام درست کر دے گا اور تمہاری ساری مرادیں پوری کر دے گا اور کوتاہیوں کو معاف فرما دے گا"۔ (ترمذی)

☆ درود شریف قبولیت دعا کا ذریعہ:

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے مسجد نبوی میں اپنی نماز کے دوران دعاؤں کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور درود سے کیا۔ آنحضرت ﷺ (جو وہاں موجود تھے) نے یہ سن کر فرمایا۔ سَلْ تُعْطَ یعنی مانگ جو مانگنا چاہتے ہو وہ تمہیں دیا جائے گا"۔

(ترمذی جلد ا، صفحہ ۷۶)

ایک دفعہ ایک دوست نے جب اپنی دعاؤں کا آغاز براہ راست اپنے لئے دعاؤں سے کیا تو آنحضور ﷺ نے اسے حمد وثناء اور درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔

(ترمذی جلد ۲، صفحہ ۱۸۶)

حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے جب تک دعا میں آنحضرت ﷺ پر درود نہ بھیجا جائے اس وقت تک وہ دعا آسمان پر نہیں پہنچتی (ترمذی) اور حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہر ایک دعا کے آسمان پر پہنچنے میں حجاب حائل ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے سے دور ہوتا ہے اور وہ دعا قبول ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے متعلق مروی ہے فرماتے ہیں کہ اپنی حاجت اور مشکل کو دور کرنے کے لئے حمد وثناء کے بعد آنحضرت ﷺ پر درود بھیجیں اور اپنی ضروریات کے لئے دعا کریں۔ اس طور پر دعا کرنا حاجات کے پورا ہونے کا ذریعہ ہے۔

(جلاء الافہام صفحہ ۳۸۵)

☆ درود شریف تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ:

فرمایا" کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور مجھ پر درود بھیجنا تنگی کے دور ہونے کا ذریعہ ہے"۔ (جلاء الافہام صفحہ ۵۱)

☆ درود شریف دماغی پریشانی کا علاج:

فرمایا ''پریشانی کے وقت اللہ تعالیٰ کے احسانات کو یاد کر کے مجھ پر درود بھیجے اس کی برکت سے پریشانی دور ہوگی''۔ (جلاء الافہام بحوالہ طبرانی)

☆ درود شریف بھولی ہوئی بات کو یاد دلانے کا ذریعہ:

فرمایا ''جب تمہیں کوئی بات بھول جائے تو اس کا خیال چھوڑ کر مجھ پر درود بھیجو اور یوں وہ بات یاد آجائے گی''۔ (جلاء الافہام صفحہ ۳۵۷)

☆ درود شریف صدقہ اور خیرات کی تلافی کا ذریعہ:

فرمایا ''جس شخص کے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو وہ مجھ پر درود بھیجے''۔

آج کے دور کے حکم وعدل حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً نبیوں کے سردار حضرت محمد ﷺ پر کثرت سے درود پڑھنے کی تلقین فرمائی اور یہ دعا سکھائی۔ ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ۔''

(تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد ۱۵، صفحہ ۲۰۸)

حضرت مسیح موعودؑ مختلف اوقات میں درود شریف کے فضائل بیان فرما کر رفقاء کو درود شریف پڑھنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ شرائط بیعت میں ہر احمدی پر روزانہ آنحضرت ﷺ پر درود پڑھنا لازم قرار دیا۔ اور ایک دوست کو بیعت کے وقت درود واستغفار پڑھنے کی نصیحت فرمائی۔

اب جبکہ ہم رمضان کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں ہم پر لازم ہے کہ ہم کثرت سے اپنے پیارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ پر دن رات درود بھیجیں کیونکہ رمضان کا درود شریف کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے۔

''تین آدمی بخشے نہیں جائیں گے۔ اول جس شخص نے رمضان صحت کی حالت میں

پایا اور اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ دوئم جس کے پاس میرا نام لیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ بھیجا اور تیسرا وہ شخص جس نے والدین کو بڑھاپے میں پایا اور انکی اس نے قدر نہ کی"۔

(جلاء الافہام بحوالہ مستدرک حاکم)

آئیں اس رمضان میں دنیا کے سب سے بڑے محسن حضرت محمد ﷺ پر کثرت سے درود بھیج کر اللہ تعالیٰ کے ان گنت فضلوں اور رحمتوں کا وارث بنیں۔ آمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَ سَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِماً ۔ فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

(ماخوذ از رسالہ درود شریف حضرت مولوی محمد اسماعیل حلالپوری)

(اسلام آباد اور راولپنڈی میں مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت تقسیم ہوا)

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص مجھ پر دلی خلوص سے (ایک بار) درود بھیجے گا، اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجے گا اور اسے دس درجات کی رفعت بخشے گا اور اس کی دس نیکیاں لکھے گا۔

﴿۲۴﴾

پیارے امام ایدہ اللہ کی دعاؤں کی تحریکات

احباب جماعت کے استفادہ کے لئے یہاں ان دعاؤں کو تحریر کیا جا رہا ہے جن کو پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۱۹۹۹ء میں اپنے مختلف خطبات میں احباب جماعت کو بکثرت پڑھنے کی تلقین فرمائی۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (خطبہ جمعہ ۸۔جنوری)

☆ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَایَعْلَمُوْنَ. (خطبہ جمعہ ۲۹۔جنوری)

اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ لاعلم ہیں ان کو نہیں پتہ کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔

۲۴ جنوری ۱۹۹۹ء کو قرآن مجید کے ترجمہ کی مبارک کلاس کے بخیر وخوبی اختتام پذیر ہونے پر سورۃ الاخلاص، الفلق اور الناس کو دعائیہ کلمات قرار دیکر دعا ختم القرآن پڑھی اور فرمایا۔

☆ اَللّٰهُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْهُ مَا نَسِیْتُ کی دعا مجھے بہت پسند آئی۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲۔مارچ تا ۱۸۔مارچ ۱۹۹۹ء)

☆ آیتُ الکرسی پڑھنے کی تلقین (خطبہ جمعہ، ۲۶۔فروری)

☆ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (اردو کلاس، ۱۷۔مارچ)

☆ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

☆ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا ذُنُوْبَنَا وَاِسْرَافَنَا فِیْ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

☆ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ

لَّدُنکَ سُلْطَانًا نَّصِیرًا۔ (خطبہ جمعہ ۱۹ مارچ)

☆ درود شریف پڑھنے کی تلقین۔ خصوصی طور پر درج ذیل درود شریف کو تہجد اور نوافل میں پڑھنے کی تحریک۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ.

☆ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً. (خطبہ جمعہ ۱۸۔جون)

☆ یَا حَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ اِنَّ رَبِّیْ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ (خطاب جلسہ سالانہ)

☆ عَلَی اللّٰہِ تَوَکَّلْنَا رَبَّنَالَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (خطبہ جمعہ ۲۴۔ستمبر)

☆ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ عَا فَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلاً۔ (خطبہ جمعہ ۱۸۔اکتوبر)

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے اس ابتلا سے محفوظ رکھا جن میں تو مبتلا ہے اور اپنی مخلوق کے بہت سے لوگوں میں سے مجھے اپنے فضل کا سزاوار بنایا۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ. (خطبہ جمعہ ۲۹۔اکتوبر)

اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور ان لوگوں کی محبت جو تجھ سے پیار کرتے ہیں اور اس کام کی محبت جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے میرے خدا ایسا کر کہ تیری محبت مجھے اپنی جان، اپنے اہل وعیال اور ٹھنڈے شیریں پانی سے بھی زیادہ پیاری اور اچھی لگے۔

☆ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ (خطبہ جمعہ ۲۴ دسمبر)

اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھنا۔

(اسلام آباد میں پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا)

﴿۲۵﴾

حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے بارہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ کی تحریک

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے خطبہ جمعہ، ۲۱۔ اپریل ۲۰۰۰ء کو حضرت اقدس محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل دعاؤں کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی۔

۱۔ صحیح بخاری کتاب الایمان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو ایسے کلمات ہیں جو زبان پر بہت ہلکے ہیں مگر وزن کے لحاظ سے بہت بھاری ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں اور وہ یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ تہجد میں ان کلمات کو ضرور پڑھا کرتے تھے اور انکے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرمالیتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعودؑ کو بھی رویا میں یہ دعائیں دکھلائی گئیں اور ساتھ ہی بتایا گیا کہ اس میں یہ زائد کرلیا کرو اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ تو پھر یہ ایک مکمل دعا اپنی ذات میں بن جائیگی چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ اس کا باقاعدہ اہتمام فرمایا کرتے تھے“۔

۲۔ حضرت موسیٰ الاشعریؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ (خزانہ) کے بارہ میں بتاؤں۔ آپؓ نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ۔ آپؐ نے فرمایا۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

۳. يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِىْ عَلٰى دِيْنِكَ یعنی اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم کردے۔

۴۔ اَللّٰهُمَّ كَمَا اَحْسَنْتَ خَلْقِىْ فَاَحْسِنْ خُلُقِىْ یعنی اے اللہ! جس طرح تو نے

میری شکل وصورت اچھی اور خوبصورت بنائی ہے اس طرح میرے اخلاق وعادات بھی اچھے بنا دے۔

۵۔ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اُس علم سے جو بے فائدہ ہے، اُس دل سے جس میں تیرا خشوع نہ ہو، اُس نفس سے جو سیر نہیں ہوتا اور اس دعا سے جو قبول نہیں ہوتی۔

۶. اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَ عَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَسَلَامَتَکَ مِنْ کُلِّ عِفٍّ وَّ الْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّ الْفَوْضَ بِالْجَنَّۃِ وَ النَّجَاۃَ مِنَ النَّارِ. (ریاض الصالحین)

اے اللہ! میں تیری رحمت کے موجبات، تیری مغفرت کے عزائم اور ہر گناہ سے سلامتی اور ہر نیکی سے وافر حصہ اور جنت کی کامرانی اور دوزخ سے نجات تجھ سے ہی طلب کرتا ہوں۔

۷۔ اے اللہ! اُس عمل کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو میں نے کیا اور اس شر سے بھی جو میں نے نہیں کیا۔ (المسلم کتاب الذکر)

۸۔ اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا طلب گار ہوں اور تقویٰ، پاکدامنی اور استغفار کا طلب گار ہوں۔ (المسلم کتاب الذکر)

۹۔ اے اللہ! میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں اور تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں اور تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ۔ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تُو مجھے گمراہی سے بچا، تُو زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا جن وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔ (المسلم کتاب الذکر)

۱۰۔ اے اللہ! میں نے اپنا آپ تیرے سپرد کر دیا ہے اور میں تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں صرف تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں اور میں تیری طرف جھکتا ہوں اور تیری خاطر جھگڑتا ہوں اور فیصلہ کے لئے تیری طرف ہی آتا ہوں۔ پس تو مجھے بخش دے میری وہ خطائیں جو مجھ سے سرزد ہو گئی

ہیں اور جو مجھ سے ہونے کا امکان ہے اور وہ خطائیں جو میں چھپاتا ہوں اور جو میں نے اعلانیہ کی ہیں، مقدم و مؤخر تو ہی ہے تیرے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں .... بعض راویوں نے یہ الفاظ زائد کئے ہیں۔لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہ کوئی خوف اور کوئی طاقت سوائے اللہ کے اِذن کے نہیں ہیں۔ (ریاض الصالحین کتاب الدعوات)

۱۱۔ اے اللہ! میں عاجز آ جانے سے اور سُستی سے اور بُزدلی سے اور بُخل سے اور بڑھاپے سے اور قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کا تزکیہ فرما کہ تو تزکیہ کرنے والوں میں سے سب سے بہتر ہے، تُو ہی اس کا ولی اور مولیٰ ہے۔

۱۲۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو ایک ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اُسی کو زیبا ہے اور تمام تعریفوں کا وہی مستحق ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں اور اُس سے توبہ کی التجا کرنے والے ہیں۔ہم اُس کی عبادت کرنے والے ہیں اور اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں۔اللہ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اکیلے ہی شکست دی۔ (بخاری کتاب الدعوات)

۱۳۔ اے اللہ! میرے لئے میرا دین سنوار دے جو کہ میرے ہر معاملہ میں باعث عصمت ہے اور میرے لئے میری دنیا کو سنوار دے جو میری زندگی گزارنے کی جگہ ہے اور میرے لئے میری آخرت سنوار دے جو کہ میرے لوٹنے کی جگہ ہے اور زندگی کو میرے لئے خیر و بھلائی میں بڑھنے کا موجب بنا اور موت کو میرے لئے ہر شر سے بچنے کا موجب بنا دے۔

(المسلم کتاب الذکر)

۱۴۔ اے اللہ! میں عاجز آنے اور سُستی اور بڑھاپے اور گناہ اور مٹی اور قبر کے فتنے سے اور قبر کے عذاب سے اور آگ کے فتنے سے اور آگ کے عذاب سے اور تو انگری کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔نیز میں تیری پناہ مانگتا ہوں غربت کے فتنے سے اور دجال کے فتنے سے۔ اے

میرے اللہ! میری خطائیں برف اور اَولوں کے پانی سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں سے ایسے پاک کر دے جیسے سفید کپڑے کو تُو نے میل کچیل سے صاف کر دیا ہو نیز میرے اور میری خطاؤں کے درمیان ایسی دُوری ڈال دے جیسے تُو نے مشرق و مغرب کے درمیان ڈال دی ہے۔

۱۵۔ اے اللہ! میری خطائیں اور میری بُھول چوک اور اپنے معاملے میں میری کمی بیشی کو معاف فرما دے۔ نیز ہر اُس شخص کو بھی جسے تُو مجھ سے زیادہ جانتا ہے اے اللہ! میرے مزاج اور میری سنجیدگی کے نتیجہ میں ہونے والی باتیں نیز میری غلطی سے اور مجھ سے عمداً سرزد ہونے والے امور کو بھی بخش دے اور یہ سب کچھ مجھ میں موجود ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

۱۶۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت کا طالب ہوں اور اُس کی محبت کا طالب ہوں جس سے تو محبت کرتا ہے اور تجھ سے ایسے اعمال کا طلب گار ہوں جو مجھے تیری محبت کے مقام تک پہنچا سکیں۔ اے اللہ! مجھے اپنی محبت میری جان سے، میرے اہل سے اور ٹھنڈے پانی سے بھی محبوب کر دے۔

حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ ایسی دعا ہے جو ہر شخص آسانی سے یاد کر سکتا ہے یعنی ان الفاظ میں جو آنحضرت ﷺ نے استعمال فرمائے ہیں اور بہت عظیم الشان دعا ہے۔

اصل الفاظ یہ ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنۡ یُّحِبُّکَ وَ الْعَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّکَ وَ اجْعَلۡ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَفۡسِیۡ وَ اَھۡلِیۡ وَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ۔

(ترمذی کتاب الدعوات)

۱۷۔ کرب اور بے چینی کی حالت میں رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے۔یَا حَیُّ یَا قَیُّوۡمُ بِرَحۡمَتِکَ نَسۡتَغِیۡثُ یعنی اے حیّ و قیوم خدا میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔

حضرت صاحب نے فرمایا ''یہ وہ دعا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ہمیشہ مانگی اور اس پر بہت زور دیا اور بار بار اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی کہ یہ دعا بہت کیا کرو''۔

۱۸۔ مشکل کے وقت میں آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ صاحب عظمت ہے، وہ حلیم ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آسمانوں اور زمین کا رب

ہے اور عرش عظیم کا رب بھی ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات)

۱۹۔ کسی اہم کام کا ارادہ کرنے پر یہ دعا آنحضور ﷺ سے مروی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَ اخْتَرْلِیْ یعنی اے اللہ! اس کام میں میرے لئے خیر و برکت رکھ دے اور میرے لئے اسے چن لے۔

۲۰۔ گھر سے نکلتے وقت آنحضور ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے۔ ’’اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اس طرح گمراہ کئے جانے سے، پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں، ظالم اور مظلوم بننے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس بات سے کہ میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اس پر زیادتی کروں اور مجھ سے ایسا ناروا سلوک کیا جائے‘‘۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

۲۱۔ حضرت ابوامامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بہت زیادہ دعائیں کیں مگر ہمیں کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ! اتنی دعائیں اتنی دعائیں کوئی کیسے ہر وقت یاد رکھ سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں آپ کو ایسے کلمات نہ بتلاؤں جو اِن دُعاؤں کے جامع ہوں جو میں نے کی ہیں ان سب کو اکٹھا کر دیں، ان سب کا نچوڑ ہو۔ ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے کہا ہاں رسول اللہؐ ضرور بتلائیں۔ تب آپؐ نے فرمایا آپ یوں دعا کیا کریں کہ

’’اے اللہ! میں تجھ سے اس خیر کا طالب ہوں جو تجھ سے تیرے نبی محمدؐ نے طلب کی اور اُن چیزوں کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں جن کے شر سے تیرے نبی محمدؐ نے پناہ مانگی۔ تُو ہی ایسا وجود ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے اور اپنے مطالبات تجھ تک ہی پہنچائے جاتے ہیں اور نیکی بجالانے اور بُرائی سے بچنے کی کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کی مدد کے۔‘‘

(ترمذی کتاب الدعوات)

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۱۔ اپریل ۲۰۰۰ء)

(اسلام آباد میں شائع کروایا)

﴿۲۶﴾

دعائیہ تحریک

محترم ناظر صاحب اعلیٰ کی طرف سے قبل ازیں نئی صدی کے آغاز کے حوالہ سے آئندہ ایام میں دعاؤں کی تحریک کی جاچکی ہے۔ رمضان کا بابرکت مہینہ گزر رہا ہے۔ موجودہ حالات میں خاص طور پر جماعت کو دعا کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔اس لئے آنے والے ایام میں درجہ ذیل دعاؤں کو اپنا روزمرہ کا معمول بنالیں جن کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بھی بارہا تحریک ہوچکی ہے۔ہم اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزی کے ساتھ جھکتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے نئی صدی میں داخل ہوں۔ ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ ان دعاؤں پر زور دیں۔

۱۔ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا

اے میرے رب! مجھے نیک طور پر داخل کر اور نیک ذکر چھوڑنے والے طریق پر نکال اور اپنے پاس سے میرا کوئی مددگار (اور) گواہ مقرر کر۔

۲۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ

اے ہمارے رب! ہم پر قوت برداشت نازل کر اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کے خلاف ہماری مدد کر۔

۳۔ رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنَا وَانْصُرْنَا وَارْحَمْنَا

میرے رب ہر چیز تیری خادم ہے میرے رب! تو ہماری حفاظت فرما، ہماری مدد فرما اور ہم پر رحم کر۔

۴۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِ ھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اے اللہ! جو کچھ ہمارے دشمنوں کے سینوں میں ہے اسکے مقابل پر ہم تجھے ہی ڈھال بناتے ہیں اور ہم ان کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔

۵۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّقَ الْاَ عْدَاءَ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا.

اے اللہ! دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مکمل طور پر ہلاک کر اور انکو پیس کر رکھ دے۔

(اکیسویں صدی کے آغاز پر اسلام آباد میں تقسیم ہوا۔)

﴿۲۷﴾

تحریک دعا

احباب جماعت ان دنوں درج ذیل دو دعاؤں کا کثرت سے وِرد کرتے رہیں۔

(ارشاد حضور انور)

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّانَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِ ھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

۲۔ اَللّٰھُمَّ مَزِّ قْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقاً

(اسلام آباد میں تقسیم ہوا)

"اصل حقیقت دُعا کی وہ ہے جس کے ذریعہ سے خدا اور انسان کے درمیان رابطہ تعلق بڑھے۔ یہی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے۔ اور انسان کو نامعقول باتوں سے ہٹاتی ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ انسان رضائے الٰہی کو حاصل کرے اس کے بعد روا ہے کہ انسان اپنی دنیوی ضروریات کے واسطے بھی دعا کرے۔ یہ اس واسطے روا رکھا گیا ہے کہ دنیاوی مشکلات بعض دفعہ دینی معاملات میں حارج ہوجاتی ہیں خاص کر خامی اور کچ پنے کے زمانہ میں یہ امور ٹھوکر کا موجب بن جاتے ہیں"۔ (بدر جلد ۴، پرچہ ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء)

﴿۲۸﴾

اپنی دعاؤں سے پیارے امام کا بھرپور ساتھ دیں

پاکستان کے بعض ملاؤں کی حد سے بڑھی ہوئی تکذیب اور استہزاء کے نتیجہ میں ہمارے پیارے امام نے حق و باطل کے اس معرکہ کے لئے ایک بار پھر "لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ" کہتے ہوئے ساری جماعت کو دعاؤں کی تلقین کی ہے اور فرمایا ہے کہ یہ غلبہ تو ہو کر رہے گا لیکن اگر سارے احمدی ان دعاؤں میں میرے ساتھ شامل ہوں تو اس فتح کو چار چاند لگ جائیں گے۔ پس ہر احمدی کو چاہئے کہ پیارے امام کا ساتھ دیتے ہوئے کثرت سے دعائیں کریں اس سلسلہ میں جن دعاؤں کی طرف خصوصیت سے توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

☆ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ. (الفاتحہ)

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں۔

☆ رَبَّنَا اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکَافِرِیۡنَ (البقرہ:۲۵۱)

اے اللہ ہم کو صبر دے اور ہمارے قدموں کو مضبوط کر دے اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما۔

☆ رَبَّنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ۔ اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ○ (آل عمران:۱۹۵)

اے ہمارے رب ہمیں دے وہ جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبان پر ہم سے وعدہ کیا ہے اور ہمیں قیامت کے دن ذلیل نہ کرنا۔ یقیناً تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔

☆ اَللّٰھُمَّ مالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِ عُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ (آل عمران:۲۷)

اے اللہ جو سلطنت کا مالک ہے تُو جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے اور جس سے چاہے تُو سلطنت چھین لیتا ہے اور جسے چاہے تُو عزت دیتا ہے اور جسے چاہے تُو ذلیل کرتا ہے تیرے ہاتھ میں خیر ہے۔ یقیناً تُو ہر چیز پر قادر ہے۔

☆ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَا تِحِیْنَ (اعراف:۹۰)

اے ہمارے رب! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ فرما اور تُو فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

☆ رَبِّ احْکُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ (الانبیاء:۱۱۳)

اے میرے رب! تُو حق کے ساتھ فیصلہ فرما اور ہمارا رب تو رحمٰن ہے اور (اے کافرو) جو تم باتیں کرتے ہو۔ ان کے خلاف اسی سے مدد مانگی جاتی ہے۔

☆ رَبَّنَا لَاتَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ○وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ○ (یونس:۸۶۔۸۷)

اے ہمارے رب! ہمیں ان ظالموں کا تختہ مشق نہ بنائیو اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں کے ظلم سے بچالے۔

☆ رَبِّ انْصُرْنِیْ بِمَا کَذَّبُوْنِ (المومنون:۲۷)

اے میرے رب! میری مدد فرما اس لئے کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

☆ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ کَذَّبُوْنِ○فَا فْتَحْ بَیْنِیْ وَبَیْنَھُمْ فَتْحًاوَّنَجِّنِیْ وَمَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ○ (الشعراء:۱۱۸،۱۱۹)

اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے پس تو میرے اور ان کے درمیان قطعی فیصلہ کر اور مجھے اور میرے ساتھی مومنوں کو شر سے بچا لے۔

☆ رَبِّ انْصُرْنِیْ عَلَی الْقَوْمِ الْمُفْسِدِیْنَ۝ (عنکبوت:۳۱)

اے میرے رب! ان مفسد لوگوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما۔

☆ رَبَّنَا اِنَّکَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً وَّ اَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِکَ ج رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ۝ (یونس:۸۹)

اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اسکے سرداروں کو زینت اور مال اس ورلی زندگی میں عطا کئے ہیں۔ اے ہمارے رب نتیجہ اس کا یہ ہے کہ تیرے رستہ سے لوگوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اے ہمارے رب ان کے اموال کو برباد کر دے اور ان کے دلوں پر بھی سزا نازل کر جس کا یہ نتیجہ نکلے کہ جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں ایمان نہیں لائیں گے۔

☆ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا۝ (نوح:۲۷)

اے میرے رب! زمین پر کافروں میں سے کوئی رہنے والا نہ چھوڑیو۔

☆ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ نَسْتَغِیْثُ

اے حی قیوم خدا! ہم تیری رحمت سے مدد چاہتے ہیں۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَکْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا

(تذکرہ، صفحہ ۴۴۵)

اے اللہ اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس زمین پر تیری پرستش کبھی نہ ہوگی۔

☆ رَبِّ اَرِنِیْ اٰیَةً مِنَ السَّمَآءِ (تذکرہ، صفحہ ۵۹۴)

اے میرے رب! مجھے آسمان سے ایک نشان دکھا۔

☆ رَبِّ فَرِّقْ بَیْنَ صَادِقٍ وَّ کَاذِبٍ اَنْتَ تَرٰی کُلَّ مُصلِحٍ وَّصَادِقٍ

(تذکرہ، صفحہ ۶۱۳)

اے میرے رب! صادق اور کاذب میں فرق کر کے دکھلا، تو جانتا ہے کہ مصلح اور صادق کون ہے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

اے اللہ تعالیٰ ہم تجھے مخالفین کے سامنے ڈھال بناتے ہیں اور انکی شرارتوں سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔

☆ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا (تذکرہ، صفحہ ۶۵۵)

اے میرے رب! میں مغلوب ہوں میرا انتقام دشمنوں سے لے اور ان کو اچھی طرح پیس ڈال۔

☆ یَارَبِّ فَاسْمَعْ دُعَائِیْ وَمَزِّقْ اَعْدَائِکَ وَاَعْدَائِیْ (تذکرہ، صفحہ ۵۱۲)

اے میرے رب العزت! میری دعا سن اور اپنے دشمنوں اور میرے دشمنوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر۔

☆ اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے میرے رب العزت! ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے ان کی خاک اڑا دے اور ان شریروں کو پیس کے رکھ دے۔

☆ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِمَامَ وَکُنْ مَعَہٗ حَیْثُ مَاکَانَ وَانْصُرْہُ بِنَصْرٍ عَزِیْزًا

اے اللہ! امام ہمام کی تائید فرما اور جہاں بھی وہ ہوں اس کے ساتھ ہو اور اُنکی کھلے کھلے غلبے کے ساتھ مدد کر۔

☆ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ

اے اللہ! اس کی مدد فرما جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی تقویت کا موجب بنا ہو اور ہمیں ان میں سے بنا اور ذلیل و رسوا کر دے ہر اس کو جس نے دین محمدؐ کی توہین کی کوشش کی اور ہمیں ان میں سے نہ بنا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''پس اے احمدی! اس رمضان کو فیصلہ کن رمضان بنا دو' اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے دنیا کا کوئی ہتھیار نہیں دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرنا ہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں' صحنوں اور میدانوں میں نہیں بلکہ سجدہ گاہوں میں اس لڑائی کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ راتوں کو اٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اس زور سے اپنے رب کے حضور آہ و بکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصرُ اللّٰہِ کا شور بلند کرو' خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینوں کے زخم پیش کرو۔ اپنے چاک گریبان اپنے رب کو دکھاؤ اور کہو کہ اے خدا

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر تیرے کوچہ میں مچایا ہم نے

پس اس زور کی پکار کرو اور اس قوت کے ساتھ متیٰ نصر اللہ کا شور بلند کرو کہ آسمان سے ابواب رحمت کھلنے لگیں اور ہر باب سے یہ آواز آئے کہ

اَلا اِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیبٌ. اَلا اِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیبٌ. اَلا اِنَّ نَصرَ اللّٰہِ قَرِیبٌ

''سنو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے سننے والو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے۔ اے مجھے پکارنے والو سنو کہ اللہ کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے''۔

(خطبہ جمعہ حضور انور رمضان المبارک ۱۹۸۳ بمقام بیت اقصیٰ ربوہ)

(مباہلہ والے سال لاہور میں حضور انور کی دعاؤں کی طرف تحریراً احباب کو توجہ دلائی)

﴿۲۹﴾

اولاد کے حق میں بعض اہم دعائیں

قرآن کریم، آنحضور ﷺ اور حضرت مسیح موعودؑ نے اولاد کے لئے اہم دعائیں ہمیں سکھلائی ہیں جو احباب جماعت کے استفادہ کے لئے یہاں جمع کی جارہی ہیں۔ رمضان کے مبارک مہینہ میں اپنی اولاد کے لئے یہ دعائیں کثرت سے کریں۔ یہ اولاد ہمارا سرمایہ ہے۔ یہ دعائیں ان کی حفاظت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

قرآن کریم کی دعائیں:

۱۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَامُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَا سِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ٥ (البقرہ:۱۲۹)

اے ہمارے رب ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں سے اپنے لئے ایک فرماں بردار گروہ بنا اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے بتا اور فضل کے ساتھ ہم پر توجہ فرما یقیناً تو ہی فضل کے ساتھ توجہ فرمانے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔

۲۔ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَاالْبَلَدَ اٰمِناً وَّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَ صْنَامَ٥ رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْ ۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌرَّحِيْمٌ٥ رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍغَيْرِ ذِیْ زَرْ عٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوْا الصَّلٰوةَفَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ٥ (ابراہیم:۳۶،۳۸)

اے میرے رب! بنا اس شہر کو امن والا اور بچا مجھے اور میری اولاد کو کہ ہم بتوں کو پوجیں، اے میرے رب! انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کی تو وہ

مجھ سے ہی ہے اور جس نے میری نافرمانی کی تو یقیناً تُو بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد کو ایک بنجر جگہ آباد کیا ہے تیرے معزز گھر کے پاس،

اے ہمارے رب! تا کہ وہ نماز قائم کریں پس تُو لوگوں کے دل انکی طرف جھکا دے، اور انکو

میوے بطور رزق عطا کرتا کہ وہ شکر گزار بنیں۔

۳۔رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ o (ابراہیم:۴۱)

اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا۔ اے ہمارے رب! میری دعا

قبول فرما۔

۴.فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا oیَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا o

(مریم:۷۔۶)

پس مجھے اپنی جناب سے کوئی وارث عطا فرما جو میرا اور یعقوبؑ کے خاندان کا وارث ہو اور

اے میرے رب! اسے اپنا پسندیدہ بنائیو۔

۵۔وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ (الاحقاف:۱۶)

(اے رب) میرے لئے میری اولاد کی اصلاح فرما۔

۶۔رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا o

(الفرقان:۷۵)

اے ہمارے رب! ہماری بیویوں کو اور ہماری اولاد کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا اور

ہمیں متقیوں کیلئے رہنما بنا۔

۷۔رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ o (الصافات:۱۰۱)

اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا کر۔

۸۔رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ o (آل عمران:۳۹)

اے میرے رب! مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش تو یقیناً دعاؤں کو بہت قبول کرنے والا ہے۔

۹۔رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo (آل عمران:۳۶)

اے میرے رب! جو کچھ میرے پیٹ میں ہے اسے آزاد کر کے میں نے تیری نذر کر دیا ہے پس تو اُسے میری طرف سے قبول کر یقیناً تو ہی بہت سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔

حضرت نبی پاک ﷺ کی پاکیزہ دعائیں:

۱۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِیْ النَّاسَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَ الْوَالِدِ غَیْرِ الضَّالِّ وَالْمُضِلِّ (ترمذی کتاب الدعوت)

ترجمہ: اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کر دے، اور میرا ظاہر نیک اور اچھا بنا دے۔ اے اللہ! میں تجھ سے دنیا میں تیری عطاؤں میں سے ایسے نیک اہل و عیال اور پاک مال مانگتا ہوں جو نہ تو خود برگشتہ ہونے والے ہوں اور نہ گمراہ کرنے والے۔

۲۔بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطٰنَ وَ جَنِّبِ الشَّیْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری کتاب الدعوت)

ترجمہ: اللہ کے نام کے ساتھ ....اے اللہ! تو ہمیں شیطان سے محفوظ رکھنا اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اسے شیطان کے شر سے بچانا۔

بچوں کی نظر بد سے حفاظت کے لئے دعائیہ تعویذ! حضرت نبی کریم ﷺ حضرت حسنؓ و حسینؓ کو اس دعا سے دم کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ اپنے بیٹوں حضرت اسماعیلؑ اور اسحاقؑ کیلئے انہی الفاظ میں الٰہی پناہ مانگا کرتے تھے۔

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ

(بخاری الانبیاء)

ترجمہ: میں اللہ کے کامل و مکمل کلمات کی پناہ طلب کرتا ہوں، شیطان اور موذی جانور سے اور ہر نظر بد سے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں:

۱۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی دعا کی ترتیب میں اولاد کو تیسرے نمبر پر رکھتے تھے اس بارہ میں فرماتے ہیں ''سوم۔ پھر اپنے بچوں کے لئے دعا مانگتا ہوں کہ سب دین کے خادم بنیں''۔ (الحکم جلد ۴ مؤرخہ ۱۷۔جنوری ۱۹۰۰ء)

(تذکرہ)

۲۔رَبِّ هَبْ لِیْ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

اے میرے رب مجھے پاک اولاد عطا کر۔

۳۔منظوم کلام میں اولاد کے حق میں دعائیں۔

کر ان کو نیک قسمت دے ان کو دین و دولت — کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت
دے رُشد اور ہدایت اور عمر اور عزت — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی
اے میرے بندہ پرور کر ان کو نیک اختر — رتبہ میں ہوں یہ برتر اور بخش تاج و افسر
شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو — جاں پُر زنُور رکھیو دل پر سرور رکھیو
ان پر میں تیرے قرباں رحمت ضرور رکھیو — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی
اے میرے دل کے پیارے اے مہرباں ہمارے — کر ان کے نام روشن جیسے کہ ہیں ستارے
یہ فضل کر کہ ہوویں نیکو گہر یہ سارے — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی
اے میری جاں کے جانی اے شاہِ دو جہانی — کر ایسی مہربانی انکا نہ ہووے ثانی
دے بخت جاودانی اور فیض آسمانی — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی
سُن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری — رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری
اپنی پنہ میں رکھیو سُن کر یہ میری زاری — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی
اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا — ہر رنج سے بچانا دُکھ درد سے چھڑانا
خُود میرے کام آنا یا رب نہ آزمانا — یہ روز کر مبارک سُبحَان من یرانی

اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ‏ ‏ حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں ‏ ‏ یہ روز کر مبارک سُبحان من یرانی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مری اولاد سب تیری عطا ہے ‏ ‏ ہر اک کو دیکھ لوں وہ پار سا ہے
تری قدرت کے آگے روک کیا ہے ‏ ‏ وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
نجات ان کو عطا کر گندگی سے ‏ ‏ برات ان کو عطا کر بندگی سے
رہیں خوشحال اور فرخندگی سے ‏ ‏ بچانا اے خدا! بد زندگی سے
وہ ہوں میری طرح دیں کے منادی ‏ ‏ فسبحان الذی اخزی الاعادی
عیاں کر انکی پیشانی پہ اقبال ‏ ‏ نہ آوے انکے گھر تک رُعبِ دجال
بچانا انکو ہر غم سے بہر حال ‏ ‏ نہ ہوں وہ دکھ میں اور رنجوں میں پامال
دعا کرتا ہوں اے میرے یگانہ ‏ ‏ نہ آوے ان پہ رنجوں کا زمانہ
نہ چھوڑیں وہ ترا آستانہ ‏ ‏ مرے مولیٰ انہیں ہردم بچانا
نہ دیکھیں وہ زمانہ بے کسی کا ‏ ‏ مصیبت کا اَلم کا بے بسی کا
یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا ‏ ‏ جب آوے وقت میری واپسی کا
بشارت تو نے پہلے سے سُنادی ‏ ‏ فسبحان الذی اخزی الاعادی

(لاہور۔ پشاور اور اب اسلام آباد میں متعدد بار پمفلٹ کی صورت میں طبع ہو چکا ہے۔)

﴿۳۰﴾

ہم دُعامیں کیا مانگیں

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنا قرب حاصل کرنے کے لئے بعض دُعائیں ہمیں سکھلائی ہیں۔ جوانبیاء نے اللہ تعالیٰ سے کیں پھر دنیا کے سب سے عظیم نبی حضرت محمد ﷺ نے بھی زندگی کے ہر پہلو کو مدنظر رکھ کر ہمیں بہت پیاری دعائیں سکھلائیں۔ اس دور کے امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی جماعت احمدیہ کی تحریرات اور ملفوظات سے بھی بعض اہم دعاؤں کا پتہ چلتا ہے۔ اِن تمام دعاؤں کا ورد بہت مبارک امر ہے جو خدا کو بہت پسند ہے۔ انکا وِرد ہمیں روز کا معمول بنانا چاہئے۔

چونکہ اپنی زبان میں بھی دُعائیں کرنے کا حکم ملتا ہے اور اپنی زبان میں کی گئی دُعائیں تاثیر بھی زیادہ رکھتی ہیں کیونکہ زبان اپنی ہونے کی وجہ سے سمجھ بوجھ کر دُعا ہوتی ہے اور دل کی گہرائی سے نکلتی ہے۔ لہٰذا یہاں بعض دعائیں اردو زبان میں بطور رہنمائی کے لکھی جارہی ہیں جو جماعت کے بزرگ مختلف وقتوں میں کرتے رہے۔

اے تمام صفات حسنہ کے مالک خدا!

اپنی وحدانیت تمام دنیا میں قائم فرما، مشرق و مغرب اور شمال و جنوب میں توحید کی ہوا چلا، کفر روز بروز کم ہوتا جائے اور توحید کے پرستاروں کا دائرہ وسیع کرتا جا۔

اپنے برگزیدہ اور محبوب رسول حضرت محمد ﷺ پر کروڑوں کروڑ درود و سلام بھیج۔ ایسا درود و سلام جو ابتدائے دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔

اے خدا تعالیٰ ان کے لائے ہوئے دین اسلام کو ساری دنیا پر غالب کر، اس کی عظمت اور غلبہ کو دلوں میں گاڑ دے۔ اس کا جھنڈا تمام ادیان کے جھنڈوں سے بلند لہرا۔

عشق رسولؐ کے سب دعویداروں کو اپنی امان میں رکھ، تمام عالم کے مسلمانوں کو ان ہولناک عالمی خطرات سے محفوظ رکھ جن کا سایہ اُفق مشرق اور مغرب پر لہرا رہا ہے۔ تمام عالمِ اسلام کو دشمنوں کے ناپاک اور خطرناک عزائم سے محفوظ رکھ، ان کے لئے چین، سکون اور اطمینان کے حالات پیدا کر دے۔ اسلامی مملکتوں کو آپس میں بھائی چارہ کا نمونہ دکھلانے کی توفیق دے۔ انکا کینہ، بغض دور کر کے آپس میں محبت و پیار کی فضا پیدا کر دے۔ تمام مسلمانوں کو اسلام کی حسین تعلیم کی تصویر بنا۔

اے خدائے عزوجل! عالم اسلام کے قلب وجگر مکہ مدینہ کی حرمت و ناموس کی حفاظت فرما اور ہر اس دشمن کو خائب و خاسر اور ناکام و نامراد کر دے جو ان مقدس بستیوں کی بے حرمتی کے بدارادہ سے نکلے۔ اے خدا! اس خاک پر رحم فرما جو حضرت اقدس محمد ﷺ کے قدم چومتی رہی ہے

اسلام دشمنوں کی طاقتوں کو اے اللہ ہوش وعقل عطا کر، ان کو توحید کا پرستار بنا، اے اللہ تمام بنی نوع انسان کو عقل وشعور عطا کر، ان کو انصاف کے تمام تقاضے پورے کرنے کی توفیق دے۔ ان تمام حکام کو جن کے سپرد دنیا کے کسی بھی خطہ میں زمام حکومت سونپی گئی ہے۔ اے اللہ! انہیں انصاف کے ساتھ، رحم کے ساتھ، شفقت کے ساتھ حکومت کرنے کی توفیق سے نواز۔

اے اللہ! احمدیت کو ہر میدان میں نمایاں فتوحات عطا کر، اس کی تعداد میں غیر معمولی اضافہ فرما۔ اس کو روحانیت میں، نیکی میں، تقویٰ میں، جذبہ میں اور اخلاص میں بڑھا۔ اے خدائے ذوالمجد ذوالجلال! جماعت احمدیہ کو توفیق دے کہ انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اپنی دعاؤں کے ذریعہ اس دور میں سب سے اہم تاریخی کردار ادا کرے۔

تمام احبابِ جماعت کے نفوس واموال میں برکت کے لئے اپنے رب کے حضور دعا کی جائے۔ ہر قسم کی دینی، دنیاوی اور روحانی، جسمانی حسنات کے طلب کرنے کے لئے دعا کی جائے کہ اے اللہ! افراد جماعت کو دولت دے، مادی دولت بھی دے اور روحانی بھی۔ تقویٰ کی

دولت سے بھی مالا مال کر اور اخلاص، ایثار، اطاعت اور فدائیت کی دولت سے بھی نواز۔

احباب جماعت کو علوم دینیہ سے بہرہ ور کر، علم و معرفت کے خزانے عطا کر، احمدی طلبہ کے دماغوں کو روشن کر اور ان دعاؤں کا وارث ٹھہرا جو حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے غلاموں کے حق میں کی ہیں اور تا بروز قیامت ان کو دنیا پر غالب رکھ۔

اے محسن خدا! تو ہم پر فضل و احسان کرتے ہوئے خلافت احمدیہ کی نعمت کو تا قیامت قائم و دائم رکھ، افراد جماعت کو ہمیشہ ہمیش خلافت سے وابستہ رکھ اور اس کی برکات و فیوض سے متمتع کر۔ اس نظام خلافت کو قائم رکھنے اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک کوشش کرنے کی توفیق دے۔ خلافت کے ساتھ افراد جماعت کی وابستگی کو نسلاً بعد نسل مضبوط سے مضبوط تر کرتا چلا جا۔ خلافت کی طرف سے پیش کردہ تمام تحریکات کو پایہ تکمیل تک پہنچا اور ہمیں کامل وفا، محبت اور تسلیم و رضا کے ساتھ اطاعت کی توفیق دیتا چلا جا۔

اے ذوالمجد خدا! جماعت احمدیہ کے امام کو صحت و سلامتی والی لمبی عمر عطا کر۔ ان کا بابرکت سایہ تا دیر ہمارے سروں پر رکھ۔ اے خدا تیری تائید، تیری مدد و نصرت ہمیشہ ان کے شامل حال رہے، ہمیشہ ان کی رہنمائی فرما کیونکہ ہم ہر دینی، سیاسی، اقتصادی، معاشی میدان میں ان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں اور جو بھی وہ معروف فیصلہ فرماویں اس کی پابندی کی توفیق سے نواز۔

اے سوہنے اللہ! تمام داعیان الی اللہ کی زبان میں برکت رکھ دے۔ ان کی باتوں میں اثر پیدا کر۔ ان کے سینوں اور دل کو نور قرآن سے منور کر، معارف قرآن و حقائق قرآن سکھا، ہر میدان میں ان کی نصرت فرما اور روحانی پھلوں سے ان کی جھولیاں بھر دے۔

اے عظیم خدا! جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ رضا کارانہ طور پر خدمات میں مشغول ہے۔ ان تمام کو درجہ بدرجہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائے، ان کے اہل و عیال کا حامی و ناصر ہو۔ ہر شر، آفت، مصیبت اور بیماری سے انہیں اور ان کے اہل و عیال کو محفوظ رکھ۔ آمین۔

تمام واقفین زندگی، کارکنان، مربیان، واقفین ڈاکٹرز اور ٹیچرز بھی آپ کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجاہدین کے دماغوں کو روشن کرے، ان کو اپنے اپنے علاقہ میں دیرپا روحانی انقلاب پیدا کرنے کی توفیق دے۔ ان کے اموال ونفوس میں برکت دے۔ رحمتوں اور فضلوں کی موسلا دھار بارش ہمیشہ ان پر نازل کرتا رہ۔ ان کے اہل وعیال اور عزیز واقارب کو بھی اپنی امان میں رکھ۔

درویشان قادیان اور ان کے اہل وعیال اور اہالیان ربوہ کے امن وامان وسلامتی اور ترقیات کے لئے دعا کریں۔ افراد خاندان حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

شہیدان احمدیت، ان کے ورثاء اور اسیران راہ مولیٰ کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کے بچوں پر رحم فرمائے جو محض راہ حق میں یتیم بنائے گئے ہیں، اُن کے پسماندگان اور بیواؤں کا بھی حامی و ناصر ہو۔ اسیران اور ان کی اولادوں کے لئے ہر قسم کی دینی، دُینوی، روحانی اور جسمانی ترقیات کی راہیں کھولے اور انہیں ہر قسم کی نعمت سے نوازے۔

اے سمیع وعلیم اور مجیب الدعوات خدا!

تو ہماری پکار سن۔ ہماری تضرّع اور ابتہال سے لبریز گریہ وزاری کو ثمر آور کر، ہمیں نیک، خدام دین، صالح، پرہیزگار اور متقی بنا، لباس تقویٰ سے مزین کر، تیرا قرب، تیرا پیار، تیری خوشنودی اور رضا ہم سب کو حاصل ہو، ہمارا سفر ہمیشہ نیکی کی طرف جاری رہے، اولاد در اولاد کو دین محمد ﷺ پر قائم رکھ اور توحید کا پرستار رکھیو۔

اے خدا۔ ہمارے دلوں میں وہ الٰہی محبت پیدا کر دے جو انبیاء کی جماعتوں میں ہوا کرتی ہے اور مخلوق خدا، انسانیت اور آپس میں ایسا پیار عطا کر کہ ہم ایسے ہو جائیں جیسے ایک ماں کے بطن سے دو بھائی، ہمارے دلوں کو فریب سے، ہاتھ پاؤں کو ظلم وتکالیف سے، گفتگو کو ناپاکی سے اور کانوں کو غیبت سے پاک کر دے۔

اے خدا! ہمیں زندگی کا مقصد عطا کر اور تقویٰ، اخلاص، خوف خدا، عشق الٰہی، عشق محمدؐ

کے ایسے مقام پر کھڑا کر جن کو دیکھ کر دوسروں کو خدا یاد آئے۔اے مولیٰ اے پروردگار! ہمیں ہر شر سے بچا، ہر امتحان میں پورا اُتار، استقامت دکھلا، ہماری حقیر سی جان، بدنی اور مالی قربانیاں قبول فرما، ہماری پردہ پوشی فرما۔ایسے اعمال بجالانے کی توفیق دے جن سے تیری رضا حاصل ہو اور خاتمہ بالخیر ہو۔ہمیشہ عفوو مغفرت کا سلوک کرنا۔

اے صفات حسنہ کے مالک خدا! ہمارے دلوں کو دھو ڈال، ہمارا اندرونہ اور بیرونہ پاک وصاف بنادے۔ہماری حقیر سی عبادات قبول فرما، ہمیں اپنی استعدادوں اور اموال کے صحیح استعمال کا طریق بتا۔

اے ذوالمجد خدا! ہماری زندگیوں کو کمزوریوں، دکھوں، لڑائی جھگڑوں اور فسادات سے پاک کردے۔ہر بُرے فعل سے محفوظ رکھ، ہر اچھا فعل بجالانے کی توفیق دے۔ہمیں اخلاق حسنہ پر عمل کرنے اور اخلاق سیئہ ترک کرنے کی توفیق دے، اپنی صفات میں رنگین کر، عذاب نار سے محفوظ رکھ۔ہمیں اپنے در سے کبھی نہ دھتکارنا، ہمیں بخش دے، بخش دے، بخش دے اور رحم فرما تیرے سوا اور کوئی بخشنے والا نہیں۔

اے محسن خدا! ہم تو عاجز، کم علم، بھولنے والے اور جلد تھکنے والے بیکار بندے ہیں، اے آقا مجیب الدعوات! ہماری ناقص دعاؤں کو قبول فرما اور وہ بھی ہمیں دے جو ہمیں مانگنا چاہئے تھا اور نہیں مانگا اور غلط اور بیکار دعاؤں سے ہمیں محفوظ رکھ۔

رمضان کے مبارک مہینہ سے ہم گزر رہے ہیں۔رمضان کی برکات کو سمیٹنے اور اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کی دعا ضروری ہے۔حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعا سکھلائی ہے "الٰہی یہ تیرا مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ مجھے اس کی توفیق عطا فرما۔"

رمضان المبارک میں ہر اس شخص کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جس نے کسی نہ کسی رنگ میں سلسلہ کی خدمت کی اور خدا کے حضور بہت روئیں بہت روئیں اور بہت روئیں اور کہیں کہ

اے پیارے اللہ ہم اپنے اعمال کا واسطہ دے کر نہیں بلکہ تیرے فضل و کرم کا واسطہ دے کر عرض کرتے ہیں کہ ہم فقیر سوالی ہیں پس ہم پر کرم فرما ہم پر رُجوع برحمت ہو، ہماری عبادات قبول فرما اور آئندہ ہماری پیشانیاں تیرے قدموں میں خاک آلودہ رہیں اور آنکھیں اشک ریز۔ اور آج ہم تیرے دربار میں تیری رحمت کی دُہائی دیتے ہیں کہ تو ہمیں بخش دے اور تجھے تیرے ہی اس اعلان کا واسطہ دیتے ہیں جو زبان محمد ﷺ پر تُو نے جاری کیا کہ:

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا.

کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو جانا۔ وہ تو سارے کے سارے گناہ بخش دیا کرتا ہے۔

زبان چلتی نہیں شرم و حیاء ہے　　وہ دے مجھ کو جو اس دل میں بھرا ہے
کب تلک لمبے چلے جائینگے ترسانے کے دن　　چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَ تُبْ عَلَيْنَا اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

میں جاؤں تیرے واری کر تُو مدد ہماری　　میری دُعائیں ساری کریو قبول باری
رحمت سے ان کو رکھنا میں تیرے منہ کے واری　　سن میرے پیارے باری میری دعائیں ساری

(لاہور میں شائع ہوا)

جس نے توڑا تھا سرِ کبرِ نمرود کا　　تم دُعائیں کرو یہ دُعا ہی تو تھی
آپ ہی آگ میں اپنی جل جائے گی　　ہے ازل سے یہ تقدیرِ نمرودیت

﴿۳۱﴾

مشکلات کے وقت کی چند دعائیں

☆ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ

اے اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔

☆ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۥ وَاغْفِرْ لَنَا ۥ وَارْحَمْنَا ۥ

اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ؀

اے ہمارے رب! ہم پر کوئی ایسا بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے بڑھ کر ہو اور ہم سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے۔ اور ہم پر رحم کر تو ہی ہمارا والی ہے۔ پس ہمیں کافر قوم کے مقابل پر نصرت عطا کر۔

☆ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ؀

اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ یو اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

☆ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

اے میرے رب! مجھے ایک بڑی تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

☆ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا ؀

اے میرے رب! داخل فرما مجھے اچھے داخل ہونے کی جگہ میں اور نکال لے مجھے اچھی جگہ میں اور بنا میرے لئے اپنی جناب سے غالب مددگار۔

☆ سورۃ الفلق اور سورۃ الناس (کثرت سے پڑھیں)

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَآءِ وَدَرْکِ الشِّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ.

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تکلیف کی بلاء سے اور بدبختی کے آنے سے اور بُرے فیصلوں سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ.

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہوجاؤں یا گمراہ کیا جاؤں یا ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں یا جہالت کروں یا کوئی مجھ پر جہالت کرے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے حضور، مشکلات اور غم سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے حضور، بے سروسامانی اور سامان سے کام نہ لینے سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیرے حضور، بزدلی اور بخیلی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے حضور قرض کی زیادتی سے اور لوگوں کے ذلیل کرنے سے۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ

اے اللہ تعالیٰ! ہم کرتے ہیں تجھے مقابلہ میں ان کافروں کے اور پناہ مانگتے ہیں تیری، ان کی شرارتوں سے۔

☆ رَبِّ کُلُّ شَيْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے۔ اے میرے رب! تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

☆ رَبِّ لَا تُضَيِّعْ عُمُرِیْ وَعُمُرَهَا وَاحْفَظْنِیْ مِنْ کُلِّ اٰفَةٍ تُرْسَلُ اِلَيَّ

اے میرے رب! میری اور اس (اہلیہ) کی عمر کو ضائع نہ کریو اور مجھے ان تمام آفات سے محفوظ فرما جو میری طرف بھیجی جاویں۔

☆ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَ تَمِّمْ بِالْخَیرِ

اے میرے رب! آسانی پیدا کر، سختی میں نہ ڈال اور اختتام خیر سے کر۔

☆ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ.

اے اللہ میں گناہ اور قرض کے بوجھ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(اسلام آباد میں طبع ہوا)

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است
این چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

﴿۳۲﴾

ذہن کو تیز کرنے کی دعائیں

احمدی بچے امتحانات میں آسانیاں پیدا کرنے کیلئے درج ذیل دعائیں یاد کرلیں

☆ رَبَّنَا لَاتُؤَا خِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا

اے ہمارے رب! نہ مواخذہ کریو ہم سے، اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کھاویں۔

☆ رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً وَّ هَيِّ لَنَامِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا.

اے ہمارے رب! دے ہمیں اپنی جناب سے رحمت اور مہیا کر ہمارے لئے ہمارے کام کی کامیابیاں۔

☆ رَبَّنَا اٰتِنَا فِيْ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِيْ الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا کی بھلائی بھی دے اور آخرت کی بھلائی بھی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

☆ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْلِيْ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْاقَوْلِيْ

اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے، اور میرا کام مجھ پر آسان کر دے، اور میری زبان کی گرہ دور فرما۔

☆ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا

اے میرے رب! میرے علم میں اضافہ فرما۔

☆ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَا فِعًاوَّرِزْقًا طَيِّبًا

اے میرے اللہ! میں تجھ سے نفع مند علم اور پاک رزق کی التجا کرتا ہوں۔

☆ رَبِّ عَلِّمْنِيْ مَاهُوَ خَيْرٌعِنْدَکَ

اے میرے رب! مجھے وہ کچھ سکھلا جو تیرے نزدیک بہتر ہے۔

☆ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْوَارَکَ الْکُلِّیَّۃَ

اے میرے رب! مجھے اپنے تمام انوار دکھلا۔

☆ رَبِّ اَرِنِیْ حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ

اے میرے رب! مجھے اشیاء کے حقائق دکھلا۔

☆ رَبِّ کُلُّ شَیْئٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ

اے میرے رب! ہر ایک چیز تیری خدمت گزار ہے، اے میرے رب! تو میری حفاظت فرما اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما۔

☆ رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

اے میرے رب! آسانی پیدا کر، سختی میں نہ ڈال اور اختتام خیر سے کر۔

☆ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

درود شریف کثرت سے پڑھنے سے بھولی ہوئی بات یاد آ جاتی ہے۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تمہیں کوئی بات بھول جائے تو اس کا خیال چھوڑ کر مجھ پر درود بھیجو اور یوں وہ بات یاد آ جائیگی۔ (جلاء الافہام)

امید ہے کہ آپ احمدی بچے ان دعاؤں کو زبانی یاد کر لیں گے اور ان سے فائدہ اُٹھائیں گے۔

(اسلام آباد میں طبع ہوا)

﴿۳۳﴾

قیام نماز، احمدیت کے روشن مستقبل کی ضمانت

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا.

نماز مومنوں پر یقیناً ایک بروقت ادا کیا جانے والا فرض ہے (سورۃ النساء۱۰۴)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں!

نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے۔ اخلاق کو درست کرتی ہے۔ دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذّاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی جنت ہے۔

(ملفوظات، جلد۶ صفحہ۳۷۱)

پھر فرمایا:

''جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ۲۶)

نماز باجماعت کی حکمت:

''نماز میں جو جماعت کا زیادہ ثواب رکھا ہے اس میں یہی غرض ہے کہ وحدت پیدا ہوتی ہے اور پھر اس وحدت کو عملی رنگ میں لانے کی یہاں تک ہدایت اور تاکید ہے کہ باہم پاؤں بھی مساوی ہوں اور صف بھی سیدھی ہو اور ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں۔اس سے مطلب یہ ہے کہ گویا ایک ہی انسان کا حکم رکھیں اور ایک کے انوار دوسرے میں سرایت کر سکیں وہ تمیز جس سے خودی اور خودغرضی پیدا ہوتی ہے نہ رہے۔یہ خوب یاد رکھو کہ انسان میں یہ قوّت ہے کہ دوسرے کے انوار کو جذب کرتا ہے۔پھر اسی وحدت کے لئے حکم ہے کہ روزانہ نمازیں محلّہ کی مسجد اور ہفتہ کے بعد شہر کی مسجد میں اور پھر سال کے بعد عید گاہ میں جمع ہوں اور کل زمین کے مسلمان سال میں ایک مرتبہ بیت اللہ میں اکٹھے ہوں ان تمام احکام کی غرض وہی وحدت ہے۔

(لیکچر لدھیانہ صفحہ ۳۳،۳۴)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں!

''وہ لوگ جو نمازی ہیں جب تک ان کی اولادیں نمازی نہ بن جائیں۔جب تک ان کی آئندہ نسلیں ان کی آنکھوں کے سامنے نماز پر قائم نہ ہو جائیں۔اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔اس وقت تک احمدیت کے مستقبل کے متعلق خوش آئند امنگیں رکھنے کا ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔اس لئے بالعموم ہر فردِ بشر، ہر احمدی بالغ سے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو میں بڑے عجز کے ساتھ یہ استدعا کرتا ہوں کہ اپنے گھروں میں اپنے آئندہ نسلوں کی نمازوں کی حالت پر غور کریں۔ان کا جائزہ لیں ان سے پوچھیں اور روز پوچھا کریں کہ وہ کتنی نمازیں پڑھتے ہیں۔یہ بھی معلوم کریں کہ وہ جو کچھ نماز میں پڑھتے ہیں اس کا مطلب بھی ان کو آتا ہے یا نہیں اور اگر مطلب آتا ہے تو غور سے پڑھتے ہیں یا نہیں یا اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ جتنی جلدی ہو بوجھ گلے سے اتار پھینکا جا سکے اتنی جلدی نماز سے فارغ ہو کر دنیا طلبی کے

کاموں میں مصروف ہو جائیں۔ (خطبہ جمعہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۸ء)

پھر فرماتے ہیں:

سب سے بنیادی بات یہی ہے کہ ہم اپنی جماعت کو مکمل طور پر نمازوں پر قائم کر دیں کسی اور نیکی کی اتنی تلقین قرآن کریم میں آپ کو نہیں ملے گی جتنی قیامِ عبادت کی تلقین ہے۔ قیامِ صلوٰۃ کی تلقین ہے۔ پس قرآن کریم کی تعلیم کی روح یہی ہے کہ ہم اپنی عبادات کو کھڑا کر دیں اور اپنے پاؤں پر مضبوطی کے ساتھ ان کو اسی طرح مستحکم کر دیں کہ کوئی ابتلاء، کوئی زلزلہ، کوئی مشکل ہماری نمازوں کو گرا نہ سکے۔ اس کے لئے بنیادی قدم یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص نماز با جماعت پڑھتا ہو اور نماز پانچ وقت پڑھنے کا عادی ہو۔ (الفضل ۱۱ دسمبر ۱۹۸۹ء)

(لاہور، مجلس خدام الاحمدیہ کے تعاون سے شائع ہوا)

عجب نوریست در جانِ محمدؐ　　عجب لعلیست در کانِ محمدؐ
اگر خواہی دلیلے عاشقش باش　　محمدؐ ہست برہانِ محمدؐ

﴿۳۴﴾

باجماعت نماز کی اہمیت اور ہمارا فرض

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا (سورہ نساء۔آیت ۱۰۴)

یقیناً نماز کی بروقت ادائیگی مومنوں پر فرض ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ (عنکبوت۔آیت ۴۶)

یقیناً نماز سب بری اور ناپسندیدہ باتوں سے روکتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی بوجھل نماز نہیں اور اگر وہ جانتے کہ ان میں کیا ثواب ہے تو وہ ان نمازوں میں آتے اگرچہ گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے ہی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں مؤذن سے کہوں کہ وہ نماز کے لئے اقامت کی تکبیر کہے پھر میں ایک شخص سے کہوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے پھر میں ان لوگوں کے مکانوں کو آگ لگادوں جو ابھی تک نماز کیلئے نہیں نکلے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو‘ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔۔۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزہ نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے‘ اخلاق کو درست کرتی ہے‘ دنیا کو درست کرتی ہے‘ نماز کا مزہ دُنیا کے ہر مزہ پر غالب ہے۔ لذّاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں اور پھر انکا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اُسے ملتا ہے قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے ایک ان میں سے دُنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذت ہے''۔ (البدر ۸۔مارچ ۱۹۰۴ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا ہے نماز باجماعت کا حکم دیا ہے۔ خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز تبھی ادا ہوتی ہے جب باجماعت ادا کی جائے سوائے اس کے کہ ناقابل علاج مجبوری ہو' پس جو کوئی شخص بغیر شرعی عذر کے نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اسکی نماز نہ ہوگی اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائیگا''۔ (تفسیر سورہ بقرۃ)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں:

''نماز کی حفاظت جس کے لئے جماعت احمدیہ قائم کی گئی ہے ہمارا اولین فرض ہے۔ ہمارے سارے نظام اس مرکزی کوشش کے لئے غلامانہ حیثیت رکھتے ہیں اگر یہ نظام اوپر آجائیں اور یہ آقا یعنی عبادت کا مقام نیچے ہو جائے تو معاملہ بالکل الٹ ہو جائیگا۔ پھر تو ویسی بات ہو جائیگی کہ کشتی نیچے چلی جائے اور پانی اوپر آجائے۔ وہی چیز جو بچانے کا موجب ہوتی ہے وہ تباہی کا موجب بن جاتی ہے۔۔۔عبادت نظام جماعت کی غلام نہیں ہوگی بلکہ نظام عبادت کا غلام ہوگا۔ ہم تبھی زندہ رہیں گے جب نظامِ جماعت عبادت کا غلام ہوگا۔ ہر جماعت کی مجلسِ عاملہ اور تنظیم خواہ وہ ذیلی انجمن کی ہو یا مرکزی انجمن کی' بالکل اسی طرح ذمہ دار ہے جس طرح یہ انجمنیں ذمہ دار ہیں۔۔۔ اس لئے آپ کو اس طرف توجہ دینی پڑے گی اور جماعت کے ذمہ دار دوستوں کو بہترین نمونے قائم کرنے پڑیں گے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم اپریل ۱۹۸۳ء)

(مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے تعاون سے اور بعدازاں اسلام آباد قیام کے دوران شائع ہوا)

﴿۳۵﴾

نماز کی حفاظت کریں نماز آپکی حفاظت کریگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نماز پڑھنے کی بار بار تاکید فرمائی ہے اور باقاعدگی سے نماز پڑھنے والوں کی تعریف اور نہ پڑھنے والوں یا نماز میں سستی برتنے والوں کی مذمت کی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ ''رحمٰن خدا کے سچے بندے وہ ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور اس پر مداومت اختیار کرتے ہیں''۔ ایک جگہ فرمایا ''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً اس نماز کی جو کام کاج کے درمیان آئے''۔ ایک موقع پر نماز نہ پڑھنے والوں کو دوزخ کی تنبیہ فرمائی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی نماز کی بڑی تاکید اور فضیلت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ آپؐ فرماتے ہیں ''نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز باقاعدگی سے پڑھی اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے اسے ترک کیا اس نے دین کو گرایا اور اس کی عمارت منہدم کر دی''۔ ایک بار فرمایا'' قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا''۔

اس زمانہ کے مامور حضرت مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ نماز کی تاکید میں فرماتے ہیں '' قربِ الٰہی حاصل کرنے کے لیے نماز ایک گاڑی ہے جس پر سوار ہو کر وہ جلد خدا تعالیٰ کو پاسکتا ہے اور جس نے نماز ترک کی وہ کس طرح خدا کو پاسکتا ہے''۔

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۲۵۳۔ ۲۵۵)

ہمارے پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ نماز کی ترغیب دلاتے ہوئے احبابِ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں '' آپ نماز کی حفاظت کریں نماز آپ کی حفاظت کرے گی''۔

نماز کیلئے پاکیزگی (آداب نماز):

نماز کے لئے جسم اور کپڑوں کے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ جگہ کا پاک وصاف ہونا ضروری ہے لیکن کپڑے صاف نہ ہونے کی صورت میں نماز کا ترک کرنا درست نہیں۔اس غرض کے لئے نماز سے قبل وضو کرے۔جس کا طریق یہ ہے کہ صاف پانی سے تین دفعہ ہاتھ دھوئے اور تین دفعہ کُلی کرے۔تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرے۔تین دفعہ منہ دھوئے۔تین دفعہ دائیں بازو کو کُہنیوں تک اور پھر بائیں بازو کو کُہنیوں تک دھوئے۔اس کے بعد سر کا مسح کرے اور آخر میں دونوں پاؤں ٹخنوں تک بالترتیب دائیں اور بائیں دھوئے۔

اگر پانی میسر نہ ہو تو پاک وشفاف مٹی سے تیمّم کر لے۔پاؤں میں موزے یا جرابیں پہننے کی صورت میں ان کے اوپر مسح کیا جا سکتا ہے۔مسافر تین دن تک اور مقیم ایک دن تک ان پر مسح کر سکتا ہے بشرطیکہ اس نے باوضو ہو کر موزے یا جرابیں پہنی ہوں۔ہاں جرسی پہننے کی صورت میں اسے اتار کر بازو دھونے واجب ہیں۔

نماز کے اوقات:

ظہر۔سورج ڈھلنے سے شروع ہو کر ہر چیز کا سایہ ایک مثل یعنی اس کے برابر ہونے تک۔

عصر۔ہر چیز کا سایہ دو مثل یعنی دوگنا ہونے سے لیکر سورج ڈھلنے سے کچھ پہلے تک۔

مغرب۔سورج ڈوبنے سے لیکر مغربی اُفق پر نظر آنے والی سرخی کے غائب ہونے تک۔

عشاء۔سفیدی غائب ہونے سے نصف شب تک۔

فجر۔پَو پھٹنے یعنی مشرق میں سفیدی ظاہر ہونے سے سورج نکلنے سے ذرا پہلے تک۔

ممنوعہ اوقات:

۱۔جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ ۲۔جب سورج غروب ہو رہا ہو۔ ۳۔جب سورج عین سر پر ہو

رکعات نماز:

ظہر۔۴سنتیں ۴فرض ۲سنتیں عصر۔۴فرض

مغرب۔۳فرض ۲سنتیں عشاء۔۴فرض ۲سنتیں ۳وتر

فجر۔۲سنتیں ۲فرض

نواقضِ وضو: پیشاب کرنے' پاخانہ آنے' ہوا خارج ہونے' بے ہوش ہونے' سونے اور مذی نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ نماز کے دوران ہوا خارج ہونے سے وضوٹوٹ جائے تو نماز چھوڑ کر وضو کرنا ضروری ہے اور جہاں سے نماز چھوڑی وہاں سے شروع کرے بشرطیکہ اس دوران کسی سے بات نہ کی ہو۔

نماز اور دعا آپس میں لازم وملزوم ہیں۔ آنحضورﷺ کا دستور تھا کہ وہ ہر قسم کی دعا نماز میں ہی کیا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت پر ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑھنا سنت ہے۔

(مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے تعاون سے شائع ہوا۔ بعد ازاں اسلام آباد اور پشاور قیام کے دوران بھی منظر عام پر آیا)

﴿۳۶﴾

ٹوپی نہ پہننا ایک غلط عادت ہے

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ

''(بیوت الذکر) میں ننگے سر جانا ایک عام رواج بن رہا ہے۔اس سلسلہ میں یہاں تو میں نے بار بار توجہ دلائی ہے اور اللہ کے فضل سے انگلستان کی جو نئی نسلیں ہیں ان میں بہت نمایاں فرق پڑا ہے۔ پہلے ننگے سر (بیوت الذکر) میں جانے کی جو عادت تھی اب وہ خدا کے فضل سے بہت کم رہ گئی ہے۔بہت معمولی رہ گئی ہے۔اور بالعموم آپ کو سب ٹوپیاں پہنے ہوئے نظر آئیں گے۔لیکن مجھے پتہ لگا ہے کہ ربوہ کی (بیوت الذکر) میں بھی، (بیت) مبارک میں بھی کئی لوگ ایسے ہیں جو اسی طرح جاتے ہیں اور ان کو نصیحت کرو تو کہتے ہیں کہ کیا ضرورت ہے۔کوئی بات نہیں اور بعض لوگ تو صرف اس لئے کہ بالوں کی مانگ نہ خراب ہو جائے۔انہوں نے جہاں جہاں جس طریقے سے چیر نکالے ہوئے ہیں وہ وہیں قائم رہیں۔ایسی بے ہودہ عادت ہے۔ یہاں صرف ٹوپی کا مسئلہ نہیں ہے کہ ٹوپی کس حد تک ضروری ہے۔یہ ایک اندرونی مرض ہے جس کا اظہار ہوا ہے۔اس بات کو نوجوان لوگ سمجھتے نہیں اور ان بحثوں میں پڑ جاتے ہیں کہ سو فیصدی ثابت کرو کہ ٹوپی نہیں پہنیں گے تو کتنا گناہ ہوگا اور کہاں لکھا ہوا ہے کہ اتنا گناہ ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ یہ بیوقوفی کی باتیں ہیں۔قرآن کریم نے جہاں معروف کا حکم دیا ہے اس معروف کے تابع یہ ساری باتیں آجاتی ہیں۔آنحضرت ﷺ سے عورتیں جب بیعت کرتی تھیں تو ان سے معروف کا لفظ کہلوایا جاتا تھا کہ ہم معروف میں آپکی اطاعت کریں گی تو قرآن کریم نے اصول پیش فرما دیئے ہیں اور (امام جماعت) کا کام ہے کہ وہ نظر رکھے اور جہاں جہاں کچھ برائیاں ایسی پیدا ہو رہی ہوں جو بظاہر دیکھنے میں اتنی اہم نہ ہوں لیکن انکی جڑیں گہری ہوں اور بعض گہرے

رجحانات پر اثر انداز ہونے لگ جائیں۔رجحانات کو گندہ کر رہی ہوں۔ان پر نظر رکھے اور ان کو روکے۔وہاں کوئی یہ کہے کہ بتاؤ۔قرآن کریم میں کہاں واضح الفاظ میں لکھا ہوا ہے۔کہاں حدیث میں لکھا ہوا ہے۔لکھا تو ہوا ہے مگر تمہیں دکھائی نہیں دے رہا۔وہ معروف کا لفظ ہے۔جو آج بھی ہماری بیعت میں داخل ہے کہ معروف میں نہیں اطاعت کرونگا یا معروف میں میں اطاعت کرونگی تو یہ جو ٹوپی سر سے اترتی ہے اگر اتفاقاً اتر جائے تو اور بات ہے۔پہلے اندر سے انسان کے تقویٰ کی ٹوپی اترتی ہے پہلے اس کا رجحان معاشرے کی طرف بدلتا ہے۔اپنی قدروں کی ناقدری کا احساس پہلے اٹھتا ہے پھر وہ ٹوپی اندر کی گندی ہواؤں سے اڑ جاتی ہے اور سر پر رکھتے ہوئے شرم آتی ہے۔وہ شرم پہلے صرف گلیوں میں آتی ہے۔پھر (بیوت الذکر) میں بھی آجاتی ہے اور وہ عادت بن جاتی ہے۔" (خطبہ فرمودہ ۲۶۔مارچ ۱۹۹۳ء)

(اسلام آباد میں خدام اور اطفال کے لئے مہیا کیا)

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

﴿۳۷﴾

اصلاحِ نفس اور بچوں کی تعلیم و تربیت کے معیار کو بلند کرنے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریکات

پیارے آقا ایّدہ اللہ نے ماہ مئی ۱۹۹۶ء کے اواخر میں یورپ کے ممالک کا دورہ فرمایا۔ اس دوران جماعت کی طرف سے منعقد ہونے والی مجالس اور ملاقاتوں میں حضور انور نے بعض اہم تحریکات کا اعلان فرمایا۔ ان تحریکات کا تعلق اصلاحِ نفس اور اصلاح احوال کے علاوہ بچوں اور بچیوں کی دینی تعلیم و تربیت کے معیار کو معیاری بنانے کے متعلق ہے یہ تمام تحریکات یہاں احباب کے سامنے رکھی جا رہی ہیں تا والدین، عہدیداران اور ذیلی تنظیمیں اپنی اپنی جگہ پر جائزہ لیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ ان تحریکات کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ذیلی تنظیمیں اور ان کے عہدیداران حضور انور کے زیادہ مخاطب ہیں۔ امید ہے جماعت کا ہر چھوٹا بڑا اپنے آپ کو ان تحریکات کا مخاطب سمجھ کر فوراً عمل شروع کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ آپکے ساتھ ہو۔ آمین۔

ا۔ بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیات یاد کرنی چاہئیں جن کی میں نمازوں میں تلاوت کرتا ہوں۔

حضور انور نے ۱۸ مئی ۱۹۹۶ء کو بیت الرشید ہمبرگ جرمنی میں واقفین نو بچوں کی ایک کلاس کے دوران ان الفاظ میں تحریک فرمائی:

''بچوں کو خصوصیت سے اور بڑوں کو بھی وہ آیتیں یاد کر لینی چاہئیں جن کی نمازوں میں مَیں تلاوت کرتا ہوں اور اکثر میں فجر، مغرب اور عشاء کی نمازوں میں بدل بدل کر تلاوت کرتا ہوں۔ یہ آیتیں جو مَیں نے چُنی ہیں کسی مقصد کے لئے چُنی ہیں۔ اگر انکا ترجمہ آتا ہو تو اس

کا دل پر اثر پڑے گا اگر مطلب نہ آتا ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۷۔جون ۱۹۹۶ء)

۲۔ باقاعدگی سے سمجھ بوجھ کر قرآن کریم پڑھنے کی تحریک۔

۱۹ مئی کو بیت الرشید ہمبرگ جرمنی میں اطفال اور ینگ خدام سے ایک ملاقات کے دوران حضور ایدہ اللہ نے بڑے دُکھ اور گہرے کرب سے اس بات کا اظہار فرمایا کہ "میں نے محسوس کیا ہے کہ عورتیں اور بچیاں اور لڑکے بھی باقاعدگی سے قرآن کریم نہیں پڑھتے ورنہ اگر سمجھ کر روزانہ تلاوت کریں اور ترجمہ بھی غور سے پڑھیں تو ایسی بہت سی باتوں کا جواب وہ خود بھی دے سکتے ہیں۔اس لئے آپ کی لاعلمی ہے جس کا آپ کو نقصان پہنچ رہا ہے"۔

(الفضل انٹرنیشنل ،۱۴۔جون ۱۹۹۶ء)

ایک اور کلاس کے دوران فرمایا "جو سورۃ تلاوت کریں اس کا ترجمہ ضرور آنا چاہئے۔ ترجمہ کو غور سے پڑھیں اور یاد کریں اور اتنا یاد کریں کہ اِدھر تلاوت ہو رہی ہو اور اُدھر آپ کے دل میں اس کا مضمون اُتر رہا ہو حتیٰ کہ آپ کا دل قرآن کی عظمت سے بھر جائے"۔

(الفضل انٹرنیشنل ،۷۔جون ۱۹۹۶ء)

۳۔ اچھے تلفظ کے ساتھ ہر احمدی بچے اور بچی کو بہت سی آیات یاد ہونی چاہئیں لجنہ کا آرام حرام ہو جانا چاہئے جب تک اپنی سب بچیوں کو میری طرح سورۃ فاتحہ نہ پڑھا دیں۔

۱۹ مئی کو اطفال اور ینگ خدام سے ملاقات کے معاً بعد حضور نے ناصرات اور ینگ لجنات کو ملاقات کا شرف بخشا۔گفتگو کے دوران حضور نے آیات قرآنی حفظ کرنے کی تحریک ان الفاظ میں فرمائی۔

"ایک بات جو میں نے محسوس کی ہے قرآن مجید کی چھوٹی سورتیں یا بعض آیات یاد

کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں ہے اور قرآن کریم کے حفظ کا رواج اٹھ گیا ہے۔ ہر احمدی بچے و بچی کو اس عمر میں اچھے تلفظ کے ساتھ بہت سی آیات یاد ہونی چاہئیں۔ پھر جس کی آواز اچھی ہے وہ بغیر قرآن سامنے رکھے اسے پڑھے لیکن یہ رواج بالکل ختم ہو رہا ہے اور یہ نہایت خطرناک بات ہے"۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ "جو کچھ قرآن سے یاد کریں اس کی تلاوت کرتی رہا کریں اور جو کچھ یاد ہو اس کا ترجمہ بھی خوب اچھی طرح یاد کریں۔ قرآن کریم رٹنے کے لئے نہیں ہے۔ جب میں حفظ کی بات کرتا ہوں تو مراد یہ ہے کہ ایسا حفظ ہو کہ اس کے ساتھ ترجمہ بھی حفظ ہو' حضور نے تمام حاضر بچیوں سے پوچھا کہ کس کس کو سورۃ فاتحہ باترجمہ یاد ہے۔ کئی بچیوں کو ترجمہ نہیں آتا تھا۔ حضور نے ایک بچی سے جس نے ہاتھ کھڑا کیا تھا کہ اسے ترجمہ آتا ہے۔ اُس سے ترجمہ سنا لیکن وہ بھی اس کے معانی سے پوری طرح آگاہ نہیں تھی۔ حضور نے فرمایا کہ "اگر آپ کو سورۃ فاتحہ کے مطالب کا علم نہیں تو پھر نماز میں آپ کیا پڑھتے ہیں"۔ حضور نے سورۃ فاتحہ کے معانی و مطالب کو نہایت دلنشین پیرایہ میں سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ "صرف لفظی ترجمہ کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس کے وسیع مطالب پر غور کر کے پڑھنا ضروری ہے۔ پھر آپ جب بھی یہ سورۃ پڑھیں گے ہر دفعہ آپ کو معانی کا ایک نیا جہان ملے گا اور نئی لذت نصیب ہوگی اور نماز میں بھی لذت عطا ہوگی"۔

حضور نے فرمایا کہ "لجنہ کا فرض ہے اور ان کا آرام حرام ہو جانا چاہئے جب تک اپنی سب بچیوں کو اس طرح سورۃ فاتحہ نہ پڑھا دیں جس طرح میں پڑھا رہا ہوں"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴ جون ۱۹۹۶ء)

۴۔ دعاؤں اور نظموں کو ترجمہ و مفہوم کے ساتھ یاد کریں۔

حضور انور نے ۱۸۔ مئی کو واقفین نو کی ایک محفل میں انہیں دعائیں اور نظمیں ترجمہ

کے ساتھ پڑھنے کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا ”آپ نظمیں یا دعائیں جو کچھ بھی یاد کریں اس کا ترجمہ اور مفہوم کو بھی اچھی طرح یاد کریں“۔ (الفضل انٹرنیشنل ۷۔جون ۱۹۹۶ء)

۲۲ مئی کو بیت النور فرینکفرٹ میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بچوں کی ایک کلاس لی۔ اِس دوران بچوں اور بچیوں کو نصیحت فرمائی کہ ”جب کوئی نظم وغیرہ یاد کریں تو اس کا مطلب بھی سیکھیں اور یہ بھی آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ یہ نظم کس کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے بچوں سے تاریخ احمدیت سے متعلق بعض سوال بھی دریافت فرمائے“۔ حضور نے فرمایا کہ ”آپ کو اسلام کی تاریخ اور آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر تاریخ کی بنیادی باتیں معلوم ہونی چاہئیں“۔ (الفضل انٹرنیشنل ۱۲۔جون ۱۹۹۶ء)

۵۔ اپنے باپ دادوں کے ناموں اور اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں، یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے۔

بیت الرشید ہمبرگ میں حضور نے بعض واقفین نو کو بُلا کر ان سے ان کے والد اور دادا کا نام پوچھا۔ بعض کو اپنے دادا کا نام تک نہیں آتا تھا اور نہ انہیں یہ علم تھا کہ ان کے خاندان میں احمدیت کب آئی۔ حضور ایدہ اللہ نے اس پر فرمایا کہ ”آپ کو اپنے دادا کے نام کا بھی صحیح نہیں پتہ اگر پتہ ہے تو ان کی احمدیت کا کچھ پتہ نہیں۔ اب تم لوگ کیا یادیں لے کر آگے بڑھو گے“۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”میں کئی سال سے جماعت کو نصیحت کر رہا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے اپنے خاندانوں کی تاریخ کو زندہ رکھیں اور اپنے خاندانوں کو تاریخ احمدیت سے شروع کریں۔ وہ کب احمدی ہوئے پھر انہوں نے کیا کیا قربانیاں کیں، کیا کیا تکلیفیں اٹھائیں، پھر اللہ نے ان پر کیا فضل فرمائے۔ یہ ساری سچی کہانیاں ہیں اور بڑی دلچسپ اور دردناک بھی ہیں۔ یہ ساری باتیں یاد رکھو گے تو زندہ رہو گے ورنہ مٹی میں مل جاؤ گے۔ اگلی نسلوں کو پتہ ہی کوئی نہیں ہوگا کہ کن کی نسلیں ہیں، کہاں کہاں سے آئے ہیں ان کی کیا نیک روایات ہیں“۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عربوں کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ’’وہ لوگ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اپنے نسب نامے یاد رکھتے تھے اپنے اچھے پاک ماں باپ کی باتیں یاد رکھنا اوران کے ساتھ اپنے رشتے ملانا بڑی اچھی بات ہے۔ آپ لوگ ان کی باتیں یاد رکھیں گے تو زندہ رہیں گے‘‘۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سلطان محمود غزنوی کے وفادار خادم ایاز کی کہانی سنا کر بتایا کہ وہ کس طرح بادشاہ کا مقرب ہونے کے باوجود اپنے ماضی کو یاد رکھتا تھا اور نصیحت فرمائی کہ خدا کا خوف کریں اور آپ نے احمدیت کا جو فیض پایا ہے ان کی یادوں کو زندہ رکھیں۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ کیا تھے اور خدا نے کیا سے کیا بنا دیا‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل ۷۔ جون ۱۹۹۶ء)

۶۔ یہ سال ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کا سال ہے ہر احمدی پر اس کتاب کا پڑھنا لازم ہے۔

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۷ویں سالانہ اجتماع کے دوران ۱۵ سال سے اوپر طلباء کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حضور انور نے طلباء کو مخاطب ہو کر فرمایا ’’یہ سال ’’اسلامی اصول کی فلاسفی‘‘ کا سال ہے۔ اس سال اس کو لکھے ہوئے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس کتاب میں ان سب امور سے متعلق نہایت باریکی اور لطافت کے ساتھ قرآن و حدیث کے حوالہ سے باتیں بیان کی گئی ہیں کہ شیطان کیا ہوتا ہے، مرنے کے بعد کیا ہوگا وغیرہ۔ یہ بہت ہی اہم کتاب ہے جو کبھی پرانی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے مضامین ایسے ہیں جو انسانی فطرت کو ہمیشہ چھیڑتے ہیں مرنے کے بعد کیا ہوگا، جنت کیا ہے، جہنم کیا ہے وغیرہ۔ ہر احمدی پر اس کتاب کا پڑھنا لازم ہے اس کو غور سے پڑھیں تو آپ کی عقل روشن ہو جائیگی‘‘۔

حضور نے فرمایا کہ ’’آپ سب بچے، ہر عمر کے احمدی، جوان ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورت اس سال یہ کام کر جائیں کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک غور سے پڑھ جائیں۔ اس سے آپ کا دل اندر سے روشن ہو جائیگا‘‘۔ (الفضل انٹرنیشنل ۲۸۔ جون ۱۹۹۶ء)

۷۔ تمام احمدی خواتین کو اپنے آپ کو خدمت دین میں جھونک دینا ہوگا،
خدمت دین کرنیوالے طلباء کو اللہ تعالیٰ کبھی بھی تعلیمی نقصان نہیں

پہنچنے دیتا۔

یکم جون ۱۹۹۶ء کو ہالینڈ میں مستورات سے خطاب کرتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک آیت قرآنی کے ایک حصہ ''اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ'' کے حوالہ سے بتایا کہ ''نیکیاں ایک ایسی طاقت رکھتی ہیں کہ وہ بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں اور بیک وقت نیکیوں کے ساتھ برائیاں پل نہیں سکتیں۔ یہ وہ حکمت کا راز ہے جس کے نتیجے میں آپ کی تمام کمزوریاں دور ہو سکتی ہیں۔ قرآن کریم نے تربیت کا راز یہ بتایا ہے کہ بعض بُرائیوں سے روکنا کوئی فائدہ نہیں دیتا جب تک اس کے مقابل پر خوبیاں پیدا نہ کی جائیں اور ان خوبیوں سے ایک ایسا پیار نہ ہو جائے جو اسے بُرائی کی طرف مائل ہونے سے روکتا ہے۔ یورپ میں یہ تجربہ بہت وسیع پیمانے پر کیا گیا ہے کہ بچیوں کو نیکی کے کاموں میں ملوث کر دو''۔ حضور نے اس سلسلہ میں انگلستان کی مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ''وہاں تراجم کے کام ہیں، ریسرچ ٹیمیں ہیں، پھر ایم ٹی اے کے مختلف کاموں کے سلسلہ میں ٹیمیں بنائی گئی ہیں۔ جماعت کی ڈاک کا کام عورتوں اور بچیوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ رفتہ رفتہ تقریباً ہزار ایسی لڑکیاں یا عورتیں ہیں جو خدا کے فضل سے ان خدمتوں میں ملوث ہوگئی ہیں۔ اس کے نتیجے میں انہیں دوسری دنیا کی چیزوں سے کوئی دلچسپی ہی نہیں رہی اور ان میں ایک عظمت کردار پیدا ہوئی ہے جو ان کے اندر مزید انکساری پیدا کرنے کا موجب ہے''۔ حضور نے فرمایا ''یہ ایک ایسا تجربہ ہے جس کا ایک ایک پہلو اس قرآنی آیت کی صداقت پر گواہ ہے۔ جرمنی میں بھی یہی تجربہ دُہرایا گیا ہے۔ بعینہٖ وہاں بھی یہ تجربہ کامیاب ہوا اور ان کے وجود نئے وجود بن گئے ہیں اور خَلْقِ آخر کا مضمون یاد دلاتے ہیں۔ اسی طریق کو آپ یہاں اپنائیں۔ جماعت کو ابھی بہت ضرورت ہے اس کے لئے اب لڑکے کافی نہیں ہیں۔ تمام

احمدی خواتین کو اپنے آپ کو خدمت دین میں جھونک دینا ہوگا۔اللہ کے فضل سے جن خاندانوں کو خدمت دین کی لو لگی ہے ان کے بچے بھی خود بخود ساتھ کھنچے چلے آتے ہیں .... ایم ٹی اے کے پروگراموں کے سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں انہیں آپ غور سے سنیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ کتنا بڑا کام ہے جس کے لئے آپ کو بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔خصوصیت سے نوجوان بچیاں جن کی زبان بہت اچھی ہے اور کالجوں میں پڑھ کر نئے علوم سے واقف ہو چکی ہیں وہ علوم ان کی خدمت میں مدد ہونگے۔ جہاں تک ان کی تعلیم کا تعلق ہے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدمت دین کرنے والے طالب علم تعلیم میں کبھی نقصان نہیں اُٹھاتے بلکہ حیرت انگیز طور پر ان کی تعلیم کا معیار ان طالب علموں سے اونچا ہو جاتا ہے، جو خدمت دین میں حصہ نہیں لیتے۔ وہ طالب علم جو دین کی خدمت کے لئے اپنا وقت نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان کو تعلیمی نقصان نہیں پہنچنے دیتا"

حضور نے فرمایا کہ "عظمت کردار نیکیوں سے پیدا ہوتی ہے۔آپ خدمت دین کی راہیں تلاش کریں۔آپ کی سوچوں میں دین کی فکریں اس طرح مل جائیں جس طرح انسان کی سوچوں میں اس کی ذاتی فکریں مل جاتی ہیں۔اور اس مقام پر پھر بسا اوقات یہ تجربہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کام جو آپ خود کوشش کر کے کرنا چاہتے تھے اور وہ نہیں ہوتا تھا جب آپ خدا کے دین کے فکر کو اپنے اوپر غالب کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کے وہ رکے ہوئے کام ہونے کی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔آپ دعائیں کرتے ہوئے اس تجربہ میں شریک ہوں جتنا یہ کام آپ کو اپنی طرف کھینچیں گے اتنا ہی دنیا کی لذتوں سے آپ کی توجہ چھٹتی چلی جائے گی۔پس قرآن کریم کا یہ ارشاد اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ ایک دائمی حقیقت ہے اس کا تجربہ کر کے دیکھیں، اچھی باتوں کی لگن آپ سے برائیوں کو نکال کر باہر پھینک دے گی"۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۲۔ جولائی ۱۹۹۶ء)

(مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے تعاون سے منظر عام پر آیا)

﴿۳۸﴾

جھوٹ ۔ ایک گناہِ کبیرہ

اخلاق کی ضرورت واہمیت سے کسی کو انکار نہیں اس کے بغیر انسان خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد نہیں بن سکتا۔ تاریخ شاہد ہے کہ قوموں اور ملتوں کی زندگی میں اخلاق اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اوران کی ترقی تنزل اور بقاء اور فنا کا راز انکے اچھے اور بُرے اخلاق میں مضمر ہوتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اِنَّمَاالْاُمَمُ بِالْاَخْلَاقِ اِنْ صَلَحَتْ صَلَحُوْاوَاِنْ فَسَدَتْ اَخْلَاقُهُمْ فَسَدُوْا

اخلاقیات میں سب سے پہلے سچائی سے پیار اور جھوٹ سے نفرت آتی ہے' آنحضور ﷺ نے متعدد دفعہ سچ بولنے اور جھوٹ سے پرہیز کرنے کے بارہ میں تاکیدی فرمان جاری فرمائے اور خود اپنے عمل سے ثابت کر دکھلایا کہ میں سچ سے پیار کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے آپ ''الصدوق'' کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ آپؐ فرماتے ہیں۔ ''سچائی نیکی کی طرف اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ جھوٹ گناہ اور فسق و فجور کی طرف اور فسق و فجور جہنم کی طرف لے جاتا ہے''۔ ایک جگہ فرماتے ہیں:

اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ

کہ سچائی نجات دیتی ہے اور جھوٹ انجام کار ہلاک کر دیتا ہے۔

اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ سچ تمام نیکیوں کا منبع اور سر چشمہ ہے اور جھوٹ تمام بدیوں اور بُرائیوں کی جڑ ہے گویا کہ ہر قسم کے گناہوں کا آغاز جھوٹ سے ہوتا ہے اور پھر ان گناہوں کا انجام بھی جھوٹ پر ہوتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دس سالہ سنہری دور خلافت میں کئی دفعہ احباب جماعت کو ہر میدان میں سچ سے کام لینے اور جھوٹ سے بچنے کی

تلقین فرمائی ۔۱۸۔ مارچ ۱۹۸۵ء کے خطبہ میں احباب جماعت کو اپنے اپنے گھروں میں اس عظیم بدی یعنی جھوٹ کو جڑ سے اکھیڑنے کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔ پھر ۲۴ نومبر ۱۹۸۹ء کے ایک تاریخی خطبہ میں ذیلی تنظیموں خصوصاً خدام الاحمدیہ کو پانچ بنیادی اخلاق کی طرف توجہ دلائی جس میں سچائی سرفہرست تھی۔ اور ان دنوں ہمارے پیارے آقا ایک دفعہ پھر تبتّل الی اللہ کے خطبات کے تسلسل میں جھوٹ پر کئی خطبات ارشاد فرما چکے ہیں۔ شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ لاہور ان کا خلاصہ پیش کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔

۷۔ اگست ۱۹۹۲ء کے خطبہ میں حضور نے فرمایا کہ تبتّل اختیار کرنے میں جن چیزوں کو اختیار کرنا اور توحید کی طرف سفر اختیار کرنے میں جن چیزوں کو چھوڑنا پڑتا ہے ان میں سب سے پہلے جھوٹ کا نمبر آتا ہے جو سب سے بڑے گناہ شرک کا درجہ رکھتا ہے۔ مومنوں کی علامت جو قرآن میں بیان ہوئی ہے کے مطابق وہ ادنیٰ قسموں کے جھوٹ سے بھی پرہیز کرتے ہیں یہاں حضور انور نے جھوٹ کی قسمیں بیان فرمائیں جن میں ایک تو عادت کے طور پر جھوٹ بولنا ہے۔ دوسرا ضرورت کے وقت جھوٹ بولنا ہے۔ اس میں بسا اوقات اچھے بھلے لوگ جو سچ بولنے کے عادی ہوتے ہیں ضرورت کے وقت جھوٹ بول جاتے ہیں۔ تیسری قسم گپ شپ کے وقت جھوٹ بولنا بتلائی اور ایک قسم بہانے والے جھوٹ کی ہے۔ انسان اپنے کئے ہوئے ناجائز فعل کو جائز کرنے کے لئے بہانہ تراشتا ہے اور وضاحت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بچوں پر ناجائز سختی بھی بہانے تراشنے پر منتج ہوتی ہے۔ مثلاً اس سے اگر پلیٹ ٹوٹ گئی تو مارنا شروع کر دیا جس پر بچہ بہانے تراشتا ہے اور پھر یہی ناجائز سختی گھروں میں جھوٹی اولاد کے پالنے کا موجب بن جاتی ہے۔

۱۴۔ اگست ۱۹۹۲ء کے خطبہ میں پیارے حضور نے احادیث کی روشنی میں جھوٹ کی لعنت سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ ایک دفعہ ایک دوست نے جو مختلف بدیوں میں مبتلا تھے آنحضور ﷺ کی خدمت میں آکر ان برُے امور سے بچنے کی نصیحت چاہی حضور ﷺ نے

فرمایا ''جھوٹ مت بولو''۔اس نے اس نصیحت پر پریشانی کا اظہار کیا کہ ان بدیوں کا جھوٹ کے ساتھ کیا تعلق؟ مگر وہ نصیحت لیکر چلا گیا۔جب برائی کرنے کا ارادہ کیا تو فوراً نصیحت یاد آئی کہ اگر آنحضورؐ نے اس بدی کے متعلق پوچھا اور میں نے اگر نفی میں جواب دیا تو یہ جھوٹ ہوگا۔اس طرح وہ بدی چھوٹی اور آہستہ آہستہ دوسری بدیوں سے بھی نجات ملی۔ایک حدیث میں جھوٹ بکنا منافق کی علامت میں سے گنا گیا ہے اور اِدھر کی بات اُدھر کرنے والے کو جھوٹا گردانا گیا ہے اور ذووجہین یعنی دو چہروں والے کو بدترین شخص کہا گیا ہے۔حضور انور نے اس خطبہ میں یہ حدیث بھی بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک عورت نے اپنے بچے کو دربار نبوی ﷺ میں یہ لالچ دیکر بلوایا کہ آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا دینے کا ارادہ ہے؟ عرض کی کھجور۔ فرمایا اگر نہ دیتی تو تم پر جھوٹ لکھا جاتا۔اس سے اگلے جمعہ یعنی ۲۳ اگست کے خطبہ میں حضور انور سے فرمایا کہ جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے اور اس سے رزق میں کمی آتی ہے جبکہ سچ بولنے سے رزق میں برکت آتی ہے اب وقت ہے کہ جھوٹ کے بُت کو پاش پاش کیا جائے۔

اور اس سلسلہ کے آخری خطبہ میں بدظنی اور مکر و فریب کو جھوٹ کے زُمرہ میں شامل کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض لوگ مکر و فریب کو نجات دہندہ تصور کرتے ہیں حالانکہ جھوٹ سے نجات نہیں، جھوٹا اور مکر و فریب سے کام لینے والا بالآخر عذاب شدید میں مبتلا کیا جاتا ہے۔نجات ہے تو توحید سے ہے جو سچ کی تلقین کرتا ہے۔حضور انور نے ان خطبات میں بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف (جو عرف عام میں انسان لاعلمی میں کہہ دیتا ہے حالانکہ وہ جھوٹ کے زمرے میں آتی ہیں) توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ یہ روزمرہ کے جھوٹ ہیں جو گھروں میں پل رہے ہیں گھروں میں جھوٹ کی فیکٹریاں اور کارخانے لگے ہوئے ہیں۔پس معاشرے کو جھوٹ سے پاک کریں کیونکہ جھوٹ کے بغیر ہم نہ تو موحد بن سکتے ہیں نہ توحید کی تعلیم دے سکتے ہیں۔دنیا کی نجات توحید سے وابستہ ہے۔حضرت مسیح موعود کو بھی الہام ہوا خُذُوا التَّوحِیْدَ یَا اَبْنَاءَ الْفَارِسِ کہ اے ابناء فارس توحید کو مضبوطی سے پکڑلو۔

پس اے خدام احمدیت آؤ اور حقیقی اور خالص توحید کے قیام کے لئے آگے بڑھو کیونکہ آج خدا کے فرستادہ کا نمائندہ تمہیں اس طرف بلا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان تمام اخلاق حسنہ کو جن پر فی زمانہ موت وارد ہو چکی ہے دوبارہ زندگی بخشنے کی توفیق دے۔ آمین

(مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے تعاون سے شائع ہوا)

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالَم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
تیری الفت سے معمور مرا ہر ذرہ
اپنے سینے میں یہ اک شہر بسایا ہم نے

﴿۳۹﴾

اسلام کا ایک تاکیدی حکم ....السلامُ علیکم کا افشاء

سلام کے معنی سلامتی، امن، برکت اور رحمت کے ہیں۔ یہ وہ عظیم دعا اور تحفہ ہے جو ''السلام'' خدا نے سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو عطا فرمایا۔۔۔اور پھر اس محسن اعظمؐ نے اپنی امت کو اس نیک قول کو پھیلانے کا حکم دیا تا کہ معاشرہ ہر طرف سے سلامتی کی دُعاؤں سے بھر جائے اور کینہ، بُغض اور حسد جیسی روحانی بیماریوں سے معاشرے کو نجات ملے اور مسلمان حقیقی معنوں میں ایک دوسرے کا خیر خواہ بن جائے اور محبت و پیار سے ایک دوسرے سے پیش آئے کیونکہ آنحضرتؐ نے ایک مسلمان کی تعریف یوں بیان فرمائی۔

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

قرآن واحادیث میں متعدد بار امت کو یہ اصولی تعلیم دی گئی ہے کہ مسلمان جب بھی دوسرے مسلمان سے ملے تو دونوں ہی جذبات محبت ومسرت کا تبادلہ کریں اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سلامتی وعافیت کی دعا کریں۔ایک ''السلام علیکم'' کہے تو دوسرا ''وعلیکم السلام'' کہے۔

سورۃ النور آیت نمبر ۲۸ میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا ہے کہ اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو جب تک اجازت نہ لے لو اور داخل ہونے سے قبل گھر والوں پر سلام نہ کر لیا کرو۔اسی سورۃ میں ایک اور موقعہ پر فرمایا جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے عزیزوں یا دوستوں پر سلام کہہ لیا کرو۔قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر جنت کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی نکلتا ہے کہ ہر طرف جنتیوں کے لئے سلامتی کے تحفے ہوں گے اور جنتی بھی آپس میں ایک دوسرے کے لئے سلامتی بانٹ رہے ہوں گے۔

آیئے اب احادیث کی رو سے اسکی افادیت اور اہمیت کا جائزہ لیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جنت میں نہیں جا سکتے جب تک کہ مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہیں کرتے۔ میں تمہیں ایک دوسرے سے محبت کرنے کی تدبیر بتلاتا ہوں اور وہ یہ ہے آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مشکوٰۃ)

☆ سلام کہنے کا اسلامی طریق ''السلام علیکم'' کہنا ہے۔ ایک دفعہ ایک شخص آنحضور ﷺ کو ملنے آیا اور یہ کہہ کر اندر آنے کی اجازت چاہی کہ میں اندر آ جاؤں۔ آنحضرت ﷺ نے اپنے خادم کے ذریعہ اسے اذن مانگنے کا طریقہ یوں سمجھایا کہ پہلے ''السلام علیکم'' کہو اور پھر اندر آنے کی اجازت چاہو۔

☆ ایک صحابیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں بغیر اجازت اور بغیر سلام کیے آنحضور ﷺ کے گھر داخل ہو گیا۔ آپؐ نے مجھے واپس بجھوایا اور فرمایا جاؤ ''السلام علیکم'' کہو اور اندر آنے کی اجازت چاہو۔ (ابوداؤد)

☆ گھر میں ''السلام علیکم'' کہہ کر اجازت چاہو۔ اگر ایک دفعہ ''السلام علیکم'' کا جواب نہ ملے تو وقفہ وقفہ سے تین دفعہ ''السلام علیکم'' کہو۔ (مشکوٰۃ، باب الاستیذان)

☆ فرمایا ''اسلام کا بہترین عمل غریبوں کو کھانا کھلانا اور ہر مسلمان کو سلام عرض کرنا ہے۔ چاہے اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو''۔ (بخاری)

☆ فرمایا ''ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کہے''۔ (مسلم)

☆ پوچھا گیا یا رسول اللہؐ دو آدمی جو ایک دوسرے کو ملیں تو ان سے پہلے سلام کون کہے آپؐ نے فرمایا ''جو اللہ کے بہت نزدیک ہو''۔ (ترمذی)

☆ فرمایا ''سواری پر چڑھنے والا پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، چھوٹا شخص بڑے کو اور تھوڑے افراد زیادہ لوگوں کو سلام کریں''۔ (الادب المفرد)

☆ فرمایا ''راستے کا حق ادا کرو'، پوچھا کیسے۔ فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا' دُکھ نہ دینا' سلام کا جواب دینا' نیکیوں کی تلقین کرنا اور برائیوں سے روکنا' راستے کا حق ادا کرنا ہے''۔

☆ فرمایا ''مسلمان کے مسلمان پر پانچ حق ہیں''۔

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا۔ (۳) جنازے کے ساتھ جانا۔
(۴) دعوت قبول کرنا۔ (۵) چھینک کا جواب دینا۔ (بخاری کتاب الجنائز)

☆ فرمایا ''جب کوئی اپنے بھائی سے ملے تو چاہئے کہ اس کو سلام کہے اور اگر ان کے درمیان (باتوں میں یا چلتے چلتے) درخت' دیوار یا پتھر حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات کے وقت ''السلام علیکم'' کہے۔ (ابوداؤد)

سلام کی برکات:

سلام میں بخل سے کام نہیں لینا چاہئے بلکہ پورا سلام کرنا چاہئے۔ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اس نے السلام علیکم کہا۔ آپؐ نے جواب میں وعلیکم السلام کہہ کر فرمایا ۱۰ نیکیاں ملیں ...... پھر ایک دوسرا آدمی آیا اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا آپؐ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا ۲۰ نیکیاں ملیں ...... اس کے بعد تیسرا شخص آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپؐ نے اسی طرح پورا جواب دیا اور فرمایا ۳۰ نیکیاں اس کو ملیں۔

☆ فرمایا ''اگر گھر میں داخلے کے وقت السلام علیکم کہہ کر سورۃ اخلاص پڑھی جائے تو اللہ تعالیٰ قرض سے نجات دے دیتا ہے''۔

صحابہؓ کی تربیت آنحضور ﷺ نے ایسے رنگ میں فرمادی تھی کہ وہ نیکیاں کمانے کے مشتاق رہتے تھے۔ جب السلام علیکم کے ثواب کا علم ہوا تو صحابہؓ بازار میں نکل جاتے ۔ چوراہوں پر کھڑے ہو جاتے تا کثرت کے ساتھ السلام علیکم کہہ کر جواب میں سلامتی حاصل کی جائے۔ اس ضمن میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا نام کثرت سے آتا ہے کہ وہ ایک تو کسی کو السلام

علیکم میں پہل نہیں کرنے دیتے تھے اور دوسرا بازاروں میں سلامتی بھیجنے اور دوسروں سے سلامتی کی دعا لینے نکل جاتے۔ قادیان میں حضرت مولانا شیر علی صاحب کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ ''السلامُ علیکم ورحمتہ اللہ وبَرکاتہ'' کہنے میں کسی کو سبقت نہیں لینے دیتے تھے۔

اسلام کے اس اہم حکم کو آج معاشرہ میں رواج دینے کی ضرورت ہے تا فضا ہر طرف سے سلامتی، رحمت اور برکت کی دعا سے معطر ہو اور ہم اس سے مستفیض ہوں۔ خصوصی طور پر ہمارے نوجوان طبقہ کو مندرجہ بالا احادیث پر عمل کرنے کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ راولپنڈی کے تعاون سے شائع ہوکر راولپنڈی اسلام آباد اور ملحقہ علاقوں میں تقسیم ہوا)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیر الوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اک قمر ہے
اس پر ہر اک نظر ہے بدر الدجیٰ یہی ہے

﴿۴۰﴾

شاید کہ اتر جائے ترے دل میں مری بات

(بابت پردہ)

القرآن:

''مومن عورتیں اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کیا کریں سوائے اُس کے جو آپ ہی آپ بے اختیار ظاہر ہوتی ہو اور اپنی اوڑھنیوں کو اپنے سینہ پر سے گزار کر اس کو ڈھانک کر پہنا کریں اور اپنی زینتوں کو صرف اپنے خاوندوں، اپنے باپوں، اپنے خاوندوں کے باپوں، اپنے بیٹوں، اپنے خاوندوں کے بیٹوں، اپنے بھائیوں کے بیٹوں، اپنی بہنوں کے بیٹوں یا اپنی ہم کفو عورتوں یا جن کے مالک اُن کے داہنے ہاتھ ہوئے ہیں ان کے سوا کسی پر ظاہر نہ کیا کریں۔۔۔اور اپنے پاؤں زور سے زمین پر اس لئے نہ مارا کریں کہ وہ چیز ظاہر ہو جائے جس کو وہ اپنی زینت سے چھپا رہی ہیں''۔

(سورۃ النور آیت ۳۲)

الحدیث:

(۱) آنحضرت ﷺ نے حضرت اُمّ سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ کو ایک نابینا صحابیؓ سے پردہ کرنیکا حکم دیا۔ اُمہات المومنین کے یہ پوچھنے پر کہ نابینا سے کیا پردہ، فرمایا ''کیا تُم بھی نابینا ہو کہ اس کو دیکھ نہیں سکتیں''۔ (ترمذی ابواب الادب)

(۲) حضرت عائشہؓ آنحضرت ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی قبر پر دعا کی غرض سے بغیر پردہ کے جایا کرتی تھیں مگر حضرت عمرؓ کے اس جگہ مدفون ہونے کے بعد پردہ کے ساتھ جاتیں۔

(۳) آنحضرت ﷺ نے دوزخیوں کے گروہ کے ذکر میں فرمایا۔ وہ عورتیں جو کپڑے

تو پہنتی ہیں مگر حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہیں، ناز سے لچکیلی چال چلتی ہیں، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے جتن کرتی ہیں، بختی اونٹوں کی لچکدار کوہانوں کی طرح انکے سر ہوتے ہیں جنت میں داخل نہ ہوں گی بلکہ جنت کی خوشبو کو بھی نہ پائیں گی جبکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے دور سے آئے گی۔ (مسلم، کتاب اللباس والزینہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ:

فرمایا ''عورتوں کو چاہئے کہ۔۔۔ نامحرم سے اپنے تئیں بچائیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان انکے ساتھ ہے۔۔۔ جو خدا اور اس کے رسولؐ کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمودہ سے مُنہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں''۔ (مجموعہ اشتہارات)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول (اللہ آپ سے راضی ہو):

فرمایا ''گھونگھٹ کا پردہ بہ نسبت اُس پردہ کے جو آجکل ہمارے ملک میں رائج ہے زیادہ محفوظ تھا۔۔۔ بہرحال ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ وہ دینی احکام پر عمل کرے (چہرے کا پردہ کرے) اور اگر کہیں اس عمل میں کمزوری پائی جاتی ہے تو اسے دور کرے''۔

(الفضل ۵۔ اپریل ۱۹۶۰ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو):

فرمایا (ا) ''جو چیز منع ہے وہ یہ ہے کہ عورت کھلے مُنہ پھرے اور مردوں سے اختلاط کرے۔۔۔ مُنہ سے کپڑا اٹھا دینا یا مشترکہ (MIXED) پارٹیوں میں جانا۔۔۔ اور ان کا مردوں سے بے تکلفی کے ساتھ باتیں کرنا یہ ناجائز ہے''۔ (تفسیر کبیر، جلد ۶، صفحہ ۳۰۴)

(۲) فرمایا "خُمر سے مراد سَر کا رومال یا کپڑا ہے دوپٹہ مراد نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ سر سے رومال کو اتنا نیچا کرو کہ وہ سینہ تک آجائے اور سامنے سے آنے والے کو مُنہ نظر نہ آئے۔ یہ ہدایت بتا رہی ہے کہ عورت کا مُنہ پردہ میں شامل ہے۔ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم و صحابیات کرام رضوان اللہ علیہم بھی چہرے کو پردہ میں شامل سمجھتے تھے۔ آنحضور ﷺ کا ایک رشتہ کی غرض سے ایک صحابیہ حضرت اُمِّ سلیمؓ کو بھجوانا بتاتا ہے کہ چہرہ کا پردہ تھا۔ اسی طرح ایک رشتہ کے سلسلہ میں والد نے لڑکی کا چہرہ دکھانے سے انکار کر دیا تو حضورؐ کے ارشاد پر بچی خود سامنے آ گئی۔ اگر وہ لڑکی کھلے مُنہ پھرا کرتی تھی تو اس نوجوان کو بچی کے باپ سے چہرہ دکھانے کی درخواست کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن نے زینت چھپانے کا حکم دیا ہے اور سب سے زیادہ زینت کی چیز چہرہ ہی ہے۔ اگر چہرہ چھپانے کا حکم نہیں تو پھر زینت کیا چیز ہے جس کو چھپانے کا حکم ہے"۔ (خلاصہ از تفسیر کبیر)

(۳) فرمایا "پردہ چھوڑنے والا قرآن کی ہتک کرتا ہے ایسے انسان سے ہمارا کیا تعلق۔ وہ ہمارا دشمن ہے اور ہم اس کے دشمن اور ہماری جماعت کے مردوں اور عورتوں کا فرض ہے کہ وہ ایسے احمدی مردوں اور ایسی احمدی عورتوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں"۔ (الفضل ۲۷۔ جون ۱۹۵۸ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ:

فرمایا (۱) "قرآن نے پردہ کا حکم دیا ہے انہیں (احمدی مستورات کو) بہر حال پردہ کرنا پڑے گا یا وہ جماعت کو چھوڑ دیں کیونکہ ہماری جماعت کا یہ موقف ہے کہ قرآن کریم کے کسی حکم سے تمسخر نہیں کرنے دیا جائے گا نہ زبان سے اور نہ عمل سے۔ اسی پر دنیا کی ہدایت اور حفاظت کا انحصار ہے"۔ (الفضل ۲۵۔ نومبر ۱۹۷۸ء)

(۲) فرمایا "میں ایسی خواتین سے جو پردہ کو ضروری نہیں سمجھتیں پوچھتا ہوں کہ انہوں نے پردہ کو ترک کر کے اسلام کی کیا خدمت کی۔۔۔ آج بعض یہ کہتی ہیں کہ ہمیں یہاں پردہ نہ کرنے کی

اجازت دی جائے۔۔۔ پھر کہیں گی ننگ دھڑنگ سمندر میں نہانے اور ریت پر لیٹنے کی اجازت دی جائے پھر کہیں گی شادی سے پہلے بچے جننے کی اجازت دی جائے۔ میں کہوں گا پھر تمہیں دوزخ میں جانے کے لئے بھی تیار رہنا چاہیے۔۔۔ وہ اپنے آپکو ٹھیک کرلیں قبل اسکے کہ خدا کا قہر نازل ہو"۔ (دورۂ مغرب صفحہ ۲۳۸)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ:

فرمایا "بڑی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ تحریک ڈالی ہے کہ احمدی مستورات بے پردگی کے خلاف جہاد کا اعلان کریں کیونکہ اگر آپ نے بھی میدان چھوڑ دیا تو پھر دُنیا میں اور کون سی عورتیں ہوں گی جو اسلامی اقدار کی حفاظت کے لئے آگے آئیں گی"۔

(الفضل ۲۸۔فروری ۱۹۸۳ء)

ان ارشادات کی روشنی میں تمام احمدی خواتین سے درخواست ہے کہ وہ پردہ کا نہ صرف خود خصوصی اہتمام کریں بلکہ اپنی بچیوں اور دیگر عزیزات کو بھی پردہ کا پابند بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام احکامات پر احسن رنگ میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(لاہور کے بعد لجنہ اماءاللہ ضلع اسلام آباد کے تعاون سے شائع ہوا)

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے

لو تمہیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

﴿۴۱﴾

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

تمام مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کریں تو قریباً ہر مذہب میں نیت اور اعمال کی تعلیم ملتی ہے مگر اسلام نے اس کو بہت اہمیت دی ہے اور ان دونوں کا آپس میں بڑا گہرا تعلق جوڑا ہے گویا کہ آپس میں یہ بھائی بھائی ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِاُمْرِیٍٔ مَانَوٰی'' کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا۔ جس کی اس نے نیت کی۔

یہ مشہور حدیث جو سرکار دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے جوامع الکلم کا شاہکار ہے انسانی زندگی کے تمام افعال ونتائج کا خلاصہ ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بڑی لطافت سے انسانی اعمال کے فلسفہ پر بڑی فصاحت و بلاغت سے روشنی ڈالی ہے۔ اسی لئے علماء کی نظروں میں یہ حدیث غیر معمولی اہمیت رکھتی ہے۔ بعض نے اسے تہائی اسلام قرار دیا ہے اور بعض نے تہائی علم۔

حضرت امام بخاریؒ جو اس حدیث کو اپنی کتاب صحیح بخاری میں پہلے نمبر پر لائے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''اس حدیث سے زیادہ جامع و مانع اور مفید کوئی حدیث نہیں ہے۔'' ہمارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک مصرعہ ''ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے۔'' کو اس حدیث نبوی کی شرح قرار دیتے ہوئے فرمایا:

''ہر انسان کے ہر عمل کی جڑ اسکی نیت میں ہوتی ہے۔ پس اگر وہ جڑ تقوٰی ہے تو اس کے اعمال کی تمام تر عمارت خواہ وہ ثریا تک جا پہنچے وہ خدا کے حضور مقبول و حسین ہوگی۔''

آنحضرت ﷺ نے مختلف مثالیں دے کر اس مضمون کو سمجھایا ہے کہ نیتیں کس طرح

ایک ہی قسم کے اعمال کے ماحصل میں زمین وآسمان کا فرق پیدا کر دیتی ہیں۔ نیتوں کا تھوڑا تھوڑا زاویہ بدلنے سے نتائج کی نئی دنیا ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کا کسی جگہ سے گزر ہورہا تھا کہ ایک صحابیؓ نے اپنے مکان کی تعمیر میں روشن دان کے لئے جگہ خالی چھوڑی۔ آنحضورؐ نے صحابیؓ سے پوچھا کہ آپ نے یہ جگہ کیوں خالی چھوڑی ہے۔ صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ! عرب کی شدید گرمی میں ٹھنڈی ہوا اس راستے جب آئے گی تو میرے لئے سکون کا باعث بنے گی اور میں ذرا آرام کرلیا کرونگا۔۔۔۔۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نیت یہ کرتے کہ اذان کی آواز آیا کرے گی اور میں نماز پڑھا کرونگا تو تمہیں اس نیت کا ہمیشہ ثواب ملتا۔ تمہاری یہ نیت ٹھنڈی ہوا کو نہیں روک سکتی تھی۔

اسی لئے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شکل وصورت کو نہیں دیکھتا بلکہ اعمال اور دلوں کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)۔ اگر انسان کا دل درست ہو تو اس پر رحم فرماتا ہے۔ کیونکہ نیت کی آماجگاہ دل ہے۔ جہاں سے اعمال کے سفر کا آغاز ہوتا ہے۔

اگر دل کی نیت عمل کا ساتھ نہ دے تو یہ منافقت ہے۔ ایسے اعمال خواہ کتنی ہی اچھے کیوں نہ ہوں۔ خدا کی نظر میں بے سود ہیں۔ بعض اوقات عمل کرتے وقت نیت میں ریا مقصود ہوتی ہے۔ شہرت مطلوب ہوتی ہے یا تعریف کی خاطر انسان عمل بجالاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اپنے آپ کو دھوکہ دے رہا ہے۔ کیونکہ یہ عمل اس درخت کی مانند ہیں جو خشک ہو کر مردہ ہو چکا ہے۔ اور وہ پھل اور پھول نہیں لائے گا۔

بعض لوگ روزہ اس لئے رکھتے ہیں کہ اردگرد کے لوگ روزہ دار ہیں۔ بعض لوگ حاجی کہلوانے کی خاطر حج کرتے ہیں۔ بعض نماز اس لئے پڑھتے ہیں کہ بچپن سے عادت ہے یا نمازی کہلانا مقصود ہوتا ہے کہ وہ نیک سمجھے جائیں۔ ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد ﷺ کی یہ حدیث ایسے اعمال کو باطل قرار دے رہی ہے۔ لاریب سچا عمل وہی ہے جس کے ساتھ سچی نیت ہو۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر جب بدنیتی داخل ہو جاتی ہے تو گھرانے کے گھرانے تباہ ہو جاتے

﴿۴۲﴾

خدمت دین

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک شعر کے مصرعہ ''سب کچھ تری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے'' کو قرآن کریم کی آیت مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے آئینہ میں دیکھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کے تمام قویٰ، استعدادیں، سوچیں اور اوقات وغیرہ خدا تعالیٰ کی دین ہیں۔ان میں سے اللہ کی خاطر خرچ کرنا ''انفاق فی سبیل اللہ'' ہے دوسرے معنوں میں یہ خدمت دین کہلاتی ہے۔ جو ایک بہت وسیع مضمون ہے۔اور جس کے تحت صرف مالی قربانی یعنی چندہ ہی نہیں بلکہ اپنی قوت، اپنی عزت، اپنے قویٰ، اپنی استعدادیں، اپنے اوقات اور اپنی اولادیں تمام کو دین کے لئے پیش کرنا ہے۔اور بالخصوص ہماری جماعت میں ایک معتد بہ حصہ والینٹیر یری کام کر کے انفاق فی سبیل اللہ کی اس شق پر پورا اُترتا ہے۔اور ایک امیر جماعت سے لے کر ایک سائق تک مختلف شعبوں میں احباب و خواتین خدمت دین کو ایک عبادت سمجھ کر بجالا رہے ہوتے ہیں۔اور جس سے ۱۴۰۰ سال قبل صحابہؓ کی تاریخ یاد آتی ہے۔کہ کس طرح اُس دَور میں صحابہؓ وصحابیاتؓ کے درمیان خدمت دین کے حوالہ سے دوڑ لگی رہتی تھی۔

تاریخ نے بہت سے واقعات ہماری تربیت کے لئے محفوظ کئے ہیں۔جیسے جب ایک بچے کو کم عمری کی وجہ سے جہاد میں شمولیت کی اجازت نہ ملی تو اس کی ماں بچے کو ساتھ لے کر دربار نبویؐ میں حاضر ہوئی اور بچے کا ہاتھ پکڑ کر آنحضورؐ کو دکھلایا اور کہا یا رسول اللہؐ دیکھیں تو سہی بچے کے ہاتھ جوانوں جیسے ہیں۔

ایک دفعہ ایک محاذ پر روانگی سے قبل والد نے بچے کو گھر کی حفاظت سونپی۔جس پر بچہ ناراض ہو گیا کہ مُجھے کیوں اس ثواب سے محروم رکھا جا رہا ہے۔اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو میں بھی

اس کی تمنا رکھتا ہوں۔ آپ قرعہ ڈال لیں۔ جس کے حق میں نکلے وہ جہاد میں آنحضورؐ کے ساتھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے بچے کی آرزو کی لاج رکھ لی اور قرعہ اُس کے حق میں نکلا اور وہ جہاد میں شامل ہوا۔

ایک صحابی کا گھر مدینہ کے مضافات میں تھا انہوں نے اپنے بچوں کی باقاعدہ ڈیوٹیاں لگا رکھی تھیں کہ کون کون کس کس نماز پر مسجد نبوی میں جائے گا اور آنحضورؐ کے ارشادات سُن کر میرے تک پُہنچائے گا تا ان پر فوری طور پر عمل ہو سکے۔

خدمت دیں کے اس شوق کی وجہ سے جب صحابہ کرامؓ جنت میں ہوں گے تو وہاں بھی ان کی یہ حسرت ہوگی کہ کاش ہم اپنی عمر کا بہت سا حصہ ضائع نہ کرتے اور اُسے بھی دین کی خدمت میں لگاتے تو آج جنت میں اس سے زیادہ اچھا مقام پاتے۔

قُرآنی حکم ''اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ'' ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم صحابہؓ کی اقتداء میں پہلے سے زیادہ وقت خدمت دِین کو دیں اور جنت میں حضرت محمد مُصطفیٰؐ اور صحابہؓ کی رفاقت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں ما مورِ زمانہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اُسوہ سے بھی رہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے۔ ایک دفعہ جب آپؑ کے ایک بیٹے نے آپؑ سے پُوچھا کہ ابا! آپ کرکٹ کیوں نہیں کھیلتے تو آپؑ نے فرمایا۔

''بیٹا میں وہ کرکٹ کھیل رہا ہوں جو قیامت تک جاری رہے گی۔''

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ سر کے بالوں پر مہندی لگایا کرتے تھے۔ ایک دن جب مہندی لگوانے میں مصروف تھے کہ ایک آریہ نے حاضر ہو کر اسلام کے بارہ میں اعتراض کیا۔ آپؑ نے حضرت ڈاکٹر صادق علی صاحب سے کہا کہ اس کا جواب دیں۔۔۔۔ حضرت ڈاکٹر صاحب کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ پا کر فوراً آپؑ نے مہندی لگوانی چھوڑ دی اور ایک مسحور کن تقریر فرمائی اور آریہ کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیئے۔

حضرت مسیح موعودؑ خدمت دین کے بارہ میں اپنے شوق کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

''میں ۔۔۔۔یہی آرزو رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں زندگی وقف کرنے کے لئے اگر مر کر پھر زندہ ہوں اور پھر مروں اور زندہ ہوں تو ہر بار میرا شوق ایک لذت کے ساتھ بڑھتا ہی جاوے۔ پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو تم دیکھتے ہو کہ خدا کے لئے زندگی کا وقف' میں اپنی زندگی کی اصل غرض سمجھتا ہوں۔ پھر تُم اپنے اندر دیکھو کہ تُم میں سے کتنے ہیں جو میرے اس فعل کو پسند کرتے ہیں اور خدا کے لئے زندگی وقف کرنے کو عزیز رکھتے ہیں۔''

پھر فرمایا:

''میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اپنی جماعت کو وصیت کروں اور یہ بات پہنچا دوں۔ آئندہ ہر ایک کا اختیار ہے کہ وہ سُنے یا نہ سُنے کہ اگر کوئی نجات چاہتا ہے اور حیات طیبہ یا ابدی زندگی کا طلبگار ہے تو وہ اللہ کے لئے زندگی وقف کرے اور ہر ایک اس کوشش اور فکر میں لگ جائے کہ وہ اس درجہ اور مرتبہ کو حاصل کرے کہ کہہ سکے کہ میری زندگی ،میری موت میری قربانیاں ،میری نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح اس کی رُوح بول اُٹھے اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ جب تک انسان خدا میں کھویا نہیں جاتا خدا میں ہو کر نہیں مرتا۔ وہ نئی زندگی نہیں پا سکتا۔'' (الحکم ۳۱۔اگست ۱۹۰۰ء)

پھر ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''عزیزو! یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمت دین کا وقت ہے۔ اِس وقت کو غنیمت سمجھو کہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا۔'' (کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۸۳)

خدمت دین کو انسان کی خوش قسمتی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''اگر ہو سکے تو دین کی خدمت کرنی چاہیے۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی کی بات اور کیا ہے۔ کہ انسان کا وقت ،قویٰ ،مال ،جان خدا کی خدمت میں خرچ ہو۔''

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

اپنے نزدیک دین کی خدمت بجا لانے والوں کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں۔

''جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دُعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں۔ وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کرلوں۔ کہ یہ خدمت دین کے سزا وار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسولؐ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد والم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔''

پھر فرمایا ''ہمارے دوستوں کو چاہیے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمت دین کی نیت باندھ لیں جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۱۵)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ اور اُن کے خلفاء کی زندگیاں جو تمام کی تمام خدمت دین میں گزریں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ اور دین کو دُنیا پر مقدم رکھنے کے بارہ میں اِن کے بہت سے نصیحت آموز ارشادات میں بھی ہمارے لئے راہنمائی موجود ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا اُن سے راضی ہو) نے تحریک جدید جاری فرما کر اس کے تقاضوں اور مطالبات میں مختلف جہات سے خدمت دین کو اس کا حصہ بنا دیا۔ اور ذیلی تنظیموں کے اجراء سے احباب جماعت کے لئے خدمت دین کے بہت سے مواقع مہیا فرمائے۔ آپ فرماتے ہیں۔

''جس دن تم یہ سمجھ لو گے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ دین کے لئے ہیں۔ اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو۔'' (الفضل ۱۲۔ فروری ۱۹۵۰ء)

ہمارے موجودہ امام ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی متعدد بار احباب جماعت کو خدمت دین کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بلکہ ایک موقعہ پر طلباء اور طالبات کو مخاطب ہو کر فرمایا۔

''اگر آپ امتحانات میں اعلیٰ کامیابیاں چاہتے ہیں تو اپنے وقت کو خدمت دین کے

لئے وقف کریں۔''

دعوت الیٰ اللہ کی طرف جس ولولہ اور شوق کے ساتھ آپ نے جماعت کو مخاطب فرمایا اور جس رنگ میں اس کے مختلف طریق جماعت کے سامنے رکھے وہ دراصل خدمت دین ہی کے مواقع ہیں۔ آپ ایک موقعہ پر دعوت الیٰ اللہ کی طرف بلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر برکتوں سے گھروں کو بھرنا ہے تو سب کچھ اپنا دعوت اِلیٰ اللہ میں جھونک دیں۔''

میں مضمون کے آخر میں ایک دفعہ پھر خدمت دین کی اہمیت اور برکات کے بیان کے لیے دربار نبویؐ میں حاضر ہوتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہؓ ہر وقت خدمت دین میں مصروف رہتے تھے۔ ایک دن اُن کے بھائی آنخضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہمارا یہ بھائی مسجد کا ہی ہو کر رہ گیا ہے اور گھر کے کام کاج نہیں کرتا۔ اِس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی خدمت کی وجہ سے آپ لوگوں کو رزق مل رہا ہے۔

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے گھر دینی اور دُنیوی نعمتوں سے بھرے رہیں تو خدمت دین کے لئے ہمیں روزانہ وقت دینا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اور ہماری نسلوں کو خدمت دین کے حقوق کما حقہٗ ادا کرنے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین۔

خدمتِ دین کو اِک فضلِ الٰہی جانو
اِس کے بدلہ میں کبھی طالبِ انعام نہ ہو

(اسلام آباد میں تقسیم ہُوا)

﴿۴۳﴾

خدمت خلق کو اپنا شعار بنائیں

آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ’’تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے وہ شخص سب سے زیادہ پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے‘‘۔

مخلوق کے ساتھ حسن سلوک جسے خدمت خلق، ایثار، وقار عمل اور ہمدردی کے ناموں سے یاد کیا جاسکتا ہے کی قرآن واحادیث میں بہت اہمیت وفضیلت بیان ہوئی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب ہوکر فرمایا ہے کہ تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی بھلائی کے لئے پیدا کی گئی ہے اور ایک اور موقعہ پر مومنوں کی یہ صفت بیان فرمائی۔

یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ط

کہ وہ خود ضرورت مند ہونے کے باوجود اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں۔

اسلامی عبادات پر اگر غور کریں تو قریباً ہر عبادت خدمت خلق کا احساس دلاتی ہے۔ نماز کے بے شمار اجتماعی فوائد میں سے ایک فائدہ ایثار، خدمت خلق اور رفاہِ عامہ ہے----- روزہ سے بھوک و پیاس برداشت کر کے دلوں میں غریبوں کی ہمدردی کے جذبات ابھرتے ہیں جبکہ زکوٰۃ تو سراپا خدمت خلق ہے۔

حدیثِ قدسی ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ بندے سے مخاطب ہوکر کہے گا کہ میں بھوکا تھا تُو نے مجھے کھانا نہ کھلایا، میں پیاسا تھا تُو نے مجھے پانی نہ پلایا، میں ننگا تھا تُو نے مجھے کپڑے نہ پہنائے۔ بندہ خدا تعالیٰ سے کہے گا کہ اے میرے اللہ! تُو کب بھوکا تھا کہ میں نے تجھے کھانا نہ کھلایا۔ تُو کب پیاسا تھا کہ میں نے تجھے پانی نہ پلایا۔ تُو کب ننگا تھا کہ میں نے تجھے کپڑے نہ پہنائے تو

خدا تعالیٰ فرمائیگا کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، فلاں بندہ پیاسا تھا، فلاں بندہ ننگا تھا تُو نے اسے نہ کھانا کھلایا، نہ پانی پلایا اور نہ ہی اسے کپڑے پہنائے۔ (مسلم باب فضلُ عیادۃِ المریض)

آنحضرت ﷺ کے بے شمار فرمودات، مخلوق سے ہمدردی کے بارے میں ملتے ہیں۔ آپؐ فرماتے ہیں "تُم اہل زمین پر رحم کرو آسمان والا تُم پر رحم کرے گا"۔۔۔ اور "جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا"۔۔۔ اور خود آنحضرت ﷺ کی تمام زندگی خدمت خلق کا مجسمہ تھی۔ بنی نوع انسان کی خدمت، ہمدردی و خیر خواہی آپؐ کی فطرت مبارکہ کا حصہ تھی۔ بلا تمیز رنگ و نسل و مذہب اپنے بیگانے کی خدمت آپؐ کا شعار تھا۔ آپؐ خود فرماتے ہیں کہ "مجھے غرباء میں تلاش کرو"۔ اور آپؐ اکثر ضرورت مند کو گھر سے کوئی چیز دیکر اُس کی ضرورت پوری فرما دیتے اور خود بھوکا رہتے۔

آپؐ نے صحابہؓ کی تربیت بھی اس اعلیٰ رنگ میں کر دی تھی کہ آپؐ کے تمام صحابہؓ مخلوق خدا کی ہمدردی میں تڑپ اٹھتے تھے۔ جنگ یرموک میں تین صحابہؓ نے ایک دوسرے کو پانی پلانے کی خاطر اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔۔۔ حضرت حمزہؓ جب شہید ہوئے تو حضرت زبیرؓ کے پاس ان کو ڈھانپنے کے لئے دو چادریں تھیں۔ انہوں نے جب ایک انصاری کی نعش کو بغیر چادر کے دیکھا تو فوراً ایک چادر سے انصاری صحابیؓ کا جسم ڈھانپ دیا۔

چودہ سو سال بعد آج کے مامور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہودؑ نے اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کے نقش قدم پر چل کر مخلوق خدا سے ہمدردی کا نہ صرف نمونہ قائم فرمایا بلکہ اپنے دوست احباب کو اسکی تعلیم بھی دی اور شرائط بیعت میں درج ذیل الفاظ لا کر جماعت احمدیہ میں شمولیت کیلئے اس تعلیم کو حصہ بنا دیا۔

نہم: "یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ، مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"۔ آپؑ ایک اور موقعہ پر اپنی بعثت کا مقصد ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔

میرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است

ایک دفعہ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ دیہاتی خواتین کے بچوں کو دوائی دینے میں مصروف رہے۔ کسی نے حضورؑ سے کہا کہ حضرت صاحب یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے اسکے جواب میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

''یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے''۔

آپ مزید فرماتے ہیں ''میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہے اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اسکے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ اور اُن سے ہمدردی کرو۔ لا اُبالی مزاج ہرگز نہیں ہونا چاہئے''۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ ۳۰۵ نیا ایڈیشن)

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے بعد خلفاء نے بھی گاہے بگاہے جماعت کو خدمت خلق کی طرف توجہ دلائی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (اللہ آپ سے راضی ہو) نے ذیلی تنظیموں کے لائحہ عمل میں شعبہ خدمت خلق، ایثار، وقار عمل رکھ کر احباب جماعت کو مخلوق کی خدمت کی طرف توجہ دلائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے

"LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE"

کا تاریخی نعرہ جماعت کو دیا اور ایک موقعہ پر جماعت کو مکلّف ٹھہرایا کہ کوئی شخص ان کے ہاں رات کو بھوکا نہ سوئے۔

ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خدام الاحمدیہ کو پانچ بنیادی اخلاق کا درس دیتے ہوئے دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنے اور ان کے ازالہ کی طرف توجہ دلائی۔

الغرض جماعت احمدیہ کی ۱۱۰ سالہ تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو خدمت خلق کا شعبہ سرفہرست نظر آتا ہے۔ جماعت احمدیہ من حیث الجماعت اور افراد جماعت انفرادی طور پر بنی نوع انسان کی ہر قسم کی بے لوث خدمت کے لئے وقف رہے ہیں۔۱۹۰۴ء کے دھرم سالہ کے زلزلہ،۱۹۳۴ء میں کوئٹہ کے زلزلہ،۱۹۱۴ء میں انفلوائنزا کی بیماری،۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۳ء کے سیلاب میں احباب جماعت اور جماعت احمدیہ نے خدمت خلق کو اپنا شعار بنایا۔

(اسلام آباد میں مجلس خدام الاحمدیہ علاقہ راولپنڈی کے تعاون سے طبع ہُوا
اور اسلام آباد کے علاوہ راولپنڈی ڈویژن میں تقسیم ہوا)

اسلام سے نہ بھاگو راہِ ہدیٰ یہی ہے — اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا — اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے

﴿۴۴﴾

بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی جماعت کو ضروری نصائح

''میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بودوباش رکھتے ہیں اس وصیّت کو توجہ سے سنیں کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔ وہ پنج وقت نماز با جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر انکے وجود میں نہ رہے۔۔۔ اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں اور پنج وقت نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرف داری سے باز رہیں اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں اور اگر بعد میں ثابت ہوا کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے۔۔۔ یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو۔

اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے اور چاہئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کا ہرگز تمہاری مجلس میں گزر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔

یہ وہ امور اور شرائط ہیں جو میں ابتداء سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں اور چاہئے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو۔ اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے اس لئے لازم ہے کہ اکثر اوقات عفو اور درگزر کی عادت ڈالو اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی پر ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذبات نفس کو دبائے رکھو۔ اور کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق سے کرو اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اُٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیئے جاؤ اور تمہارے حق میں بُرے بُرے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار ہو کر سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بنا دے کہ تم تمام دنیا کے لئے نیکی اور راست بازی کا نمونہ ٹھہرو۔ سو اپنے درمیان سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنج وقت نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کئے جاؤ گے اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا۔

چاہئے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور تمہارے ہاتھ ظلم سے بری اور تمہاری

آنکھیں ناپاکی سے منزہ ہوں اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو۔ میرے دوست جو میرے ساتھ رہتے ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے۔ میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اسکی طبیعت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے یا کسی ٹھٹھے یا بے ہودگی کی مجلس میں بیٹھتا ہے یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا اور پھر وہ ہمارے ساتھ اور ہمارے دوستوں کے ساتھ نہیں رہ سکے گا۔

ابھی میں نے چند ایسے آدمیوں کی شکایت سنی تھی کہ وہ پنج وقت نماز میں حاضر نہیں ہوتے تھے اور بعض ایسے تھے کہ ان کی مجلسوں میں ٹھٹھے اور ہنسی اور حقہ نوشی اور فضول گوئی کا شغل رہتا تھا۔ اور بعض کی نسبت شک کیا گیا تھا کہ وہ پرہیز گاری کے پاک اصول پر قائم نہیں ہیں اس لئے میں نے بلاتوقف ان سب کو یہاں سے نکال دیا ہے کہ تا دوسروں کے ٹھوکر لگانے کا موجب نہ ہوں۔ اگرچہ شرعی طور پر ان پر کچھ ثابت نہ ہوا لیکن اس کارروائی کے لئے اسی قدر کافی تھا کہ شکی طور پر ان کی نسبت شکایت ہوئی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ راست بازی میں ایک روشن نمونہ دکھاتے تو ممکن نہ تھا کہ کوئی شخص انکے حق میں بول سکتا۔ میں یہ بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ درحقیقت ان لوگوں میں سے نہ تھے جنہوں نے راست بازی کی تلاش میں ہماری ہمسائیگی اختیار کی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے تیار کیا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں ایسا ہی قانون قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہوں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسے رکھے ہیں کہ وہ طبعاً

بدی سے متنفر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے"۔

(یہ نصائح مجلس انصاراللہ ضلع لاہور اور بعدازاں مجلس خدام الاحمدیہ رحمانپورہ کے تعاون سے شائع ہوئیں)

یہ سوچ میں ڈوبا ہوا ٹھہرا ہوا انداز
جیسے کبھی آپس میں تعلق نہ رہا ہو

تم نے تو کبھی درد کو یوں راہ نہ دی تھی
گویا کہ درِ دل پہ کڑا پہرا رہا ہو

جیتے ہیں تمہیں دیکھ کے اور جینا یہی ہے
جیسے ہمیں جینے کا نیا فہم دیا ہو

سایہ ہو کڑی دھوپ میں اور پیاس میں بادل
اور بھوک میں ہو مائدہ مشکل میں دعا ہو

آؤ نا کریں اُس کے لئے بھیگی دعائیں
جو شخص ہمارے لئے سرتاپا دعا ہو

جھونکا نہ کبھی گرم ہوا کا اُسے چھوئے
ہر آن لئے سائے میں رحمت کی ردا ہو

ایسے میں بہت درد سے ہوتی ہیں دعائیں
جب سینے میں دُکھ درد سے اک حشر بپا ہو

کشکول لئے بیٹھے ہیں سب در کے بھکاری
اس محسن و مشفق کو عطا پوری شفا ہو

﴿۴۵﴾

عبادالرّحمٰن کی علامات

انسانی زندگی کا بنیادی مقصد خدا کا عبد بننا ہے۔ ہمارے پیارے خدائے رحمٰن ورحیم نے ہماری رہنمائی کے لئے سورۃ الفرقان میں رحمٰن خدا کے بندوں کی جو خصوصیات بیان فرمائی ہیں وہ ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان خصوصیات کو اپنے اندر پیدا کرنیکی کوشش کریں۔ تاہم رحمٰن خدا کے حقیقی بندے بن سکیں۔

☆ عِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ هَوْنًا

خدائے رحمٰن کے (سچے) بندے وہ ہوتے ہیں جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں۔

☆ وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا۝

اور جب جاہل لوگ ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ (لڑتے نہیں بلکہ) کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

☆ وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا۝

اور وہ لوگ بھی جو اپنے رب کے لئے راتیں سجدوں میں اور کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔

☆ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا۝

اور وہ (رحمٰن کے بندے) کہتے ہیں۔ اے ہمارے رب! ہم سے جہنم کا عذاب ٹلا دے۔ اس کا عذاب ایک بہت بڑی تباہی ہے۔

☆ وَالَّذِیْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا۝

اور وہ (اللہ کے بندے) ایسے ہوتے ہیں کہ جب خرچ کرتے ہیں تو فضول خرچی سے کام نہیں لیتے اور نہ بخل کرتے ہیں اور انکا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان درمیان ہوتا ہے۔

☆ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ

اور وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے۔

☆ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ

اور نہ کسی جان کو جسے اللہ نے حفاظت بخشی ہو قتل کرتے ہیں سوائے (شرعی) حق کے۔

☆ وَلَا يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًاo

اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کام کریگا وہ اپنے گناہ کی جزا کو دیکھ لے گا۔

☆ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ

اور وہ لوگ بھی (اللہ کے بندے ہیں) جو جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔

☆ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًاo

اور جب لغو باتوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو بزرگانہ طور پر (بغیر ان میں شامل ہونے کے) گزر جاتے ہیں۔

☆ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًاo

اور وہ لوگ بھی کہ ان کے رب کی آیات جب انہیں یاد دلائی جائیں تو ان سے بہروں اور اندھوں کا معاملہ نہیں کرتے۔

☆ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًاo

اور وہ لوگ بھی (رحمٰن کے بندے ہیں) جو یہ کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب!

ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔

☆ خدائے رحمٰن نے عباد الرحمان بننے والوں سے اس عظیم الشان انعام کا وعدہ فرمایا ہے۔

أُولٰئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّسَلٰمًا○ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا○

یہ وہ لوگ ہیں جن کو انکے نیکی پر قائم رہنے کی وجہ سے (بہشت میں) بالا خانے دیئے جائیں گے اور ان کو اس میں دعائیں دی جائیں گی اور سلامتی کے پیغام پہنچائے جائیں گے۔ وہ ان میں رہتے چلے جائیں گے وہ (جنت) عارضی قرار گاہ کے طور پر بھی بہت اچھی ہے اور مستقل قرار گاہ کے طور پر بھی۔

(لاہور قیام کے دوران شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کی طرف سے استفادۂ عام کے لئے ہارڈ پیپر پر طبع کروایا گیا)

قومِ احمد جاگ تُو بھی جاگ اُس کے واسطے
ان گنت راتیں جو تیرے درد سے سویا نہیں

﴿۴۶﴾

خوب یادرکھو کہ اطاعت، اطاعت، اطاعت خلاصہ ہے دین کا

قومی اور جماعتی ترقی کے راستوں میں سے ایک راستہ پر جماعتی خادم کے اندر اطاعت اور فرمانبرداری کے جذبہ کا پایا جانا ہے۔ جب تک اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ افراد کے اندر پوری طرح نہ پایا جائے اس وقت تک جماعتی کام کبھی ترقی نہیں کر سکتے۔ پس جماعتی ترقی کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ افراد کے اندر پیدا کرنا ضروری ہے۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے۔

''جو شخص میرے مقرر کردہ امیر (افسر) کی اطاعت کرتا ہے وہ گویا میری اطاعت کرتا ہے اور جو میرے مقرر کردہ امیر (افسر) کی نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے''۔

اطاعت اور فرمانبرداری کا اسلامی معیار کیا ہونا چاہئے۔ اس کے لئے زمانہ نبوی ﷺ کا ایک نہایت ہی حسین واقعہ خدام کے گوش گزار کرایا جاتا ہے۔ ''ایک دفعہ جب آنحضور ﷺ نے دوران تقریر مسجد میں کھڑے دوستوں سے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ تو ایک صحابیؓ جو ابھی مسجد کی طرف بڑھ رہے تھے۔ آنحضور ﷺ کے یہ الفاظ سنتے ہی باہر گلی میں بیٹھ گئے اور پرندے کی طرح پھُدک پھُدک کر مسجد کی طرف بڑھنے لگے۔ ساتھ کھڑے دوست نے اس پر جب حیرانگی کا اظہار کیا تو یہ جواب دیا کہ اگر میں آنحضور ﷺ کے اس حکم پر فوراً عمل نہ کرتا اور اس اثناء میں میری موت واقع ہو جاتی ہے تو میں نافرمانوں میں شامل' خدا کے حضور حاضر ہوتا''۔

اللہ اللہ کیا اطاعت اور فرمانبرداری کا عالم تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا۔ جب منادی کرنے والے نے مدینہ کی گلیوں میں شراب کے حرمت کا اعلان کیا تو بعض اس وقت شراب کے نشہ میں دُھت تھے۔ حکم سنتے ہی مٹکوں کو توڑنے کے لئے بڑھے۔ ایک دوست نے کہا کہ

وضاحت تو کرالو مگر تمام نے یک زبان ہو کر اس خیال کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ نہیں پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب حُرمت کا حکم سن لیا ہے تو مٹکوں کو توڑ ڈالو۔ سو اطاعت کا یہ عالم تھا کہ اس دن مدینہ کی گلیوں میں شراب بہتی نظر آرہی تھی۔

پس صحابہؓ نے تھوڑے سے عرصہ میں فدائیت اور اطاعت کا وہ اعلیٰ مقام حاصل کرلیا تھا کہ اگر آنحضرت ﷺ ان کو سمندر میں کُود جانے کا حکم دے دیتے تو وہ بلا تامل سمندر میں کود جاتے۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ہم جو امام آخر الزمان کی جماعت سے ہیں نے حاصل کرنا ہے اور اطاعت اور فدائیت کی ایسی ہی مثالیں دنیا کے سامنے پیش کرنی ہیں اور ایک حقیقی مومن کی علامت "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" (کہ اِدھر آواز آئی اُدھر اُسے عملی سانچے میں ڈالنے کے لئے کمر کس لی) کو حرز جان بنانا ہے۔ یہ درست ہے کہ اطاعت کچھ سہل امر نہیں ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:

"اطاعت کوئی چھوٹی سی بات نہیں اور سہل امر نہیں۔ یہ بھی ایک موت ہوتی ہے جیسے ایک زندہ آدمی کی کھال اُتار دی جائے۔ ویسے ہی اطاعت ہے"۔

بانی مجلس خدام الاحمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی (خدا آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں:

"جو شخص افسر کی اطاعت نہیں کرتا وہ سمجھ لے کہ اس کی نمازیں اور اس کے روزے اور اسکا ایمان اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکے گا۔ وہ کفر کی سرحد پر کھڑا ہے اور ایک دھکے پر کافروں میں جا گرے گا اور اسکی نمازیں اور اس کے روزے اور اسکی زکوۃ اور اسکے صدقات اس کے کسی کام نہ آسکیں گے۔ جو شخص نمازیں پڑھتا، چندے دیتا، زکوۃ صدقات ادا کرتا ہے اور دوسری نیکیاں کرتا ہے لیکن اطاعت اور فرمانبرداری نہیں کرتا وہ ایسے مقام پر کھڑا ہے جہاں ابلیس..... (ایسا شخص) اس خطرہ میں ہے کہ ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بے دینوں اور کافروں کی موت مرے"۔ پھر فرماتے ہیں:

"پس تم اپنے اندر سلسلہ کی صحیح اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرو۔ اگر تم چاہتے

ہو کہ خدا تعالیٰ کا فضل تم پر نازل ہو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ بے دینوں کی موت نہ مرو اور ایسے مقام پر کھڑے نہ ہو کہ پہلے اللہ تعالیٰ تم کو مرتدین میں داخل کرے تو اپنے اندر صحیح اطاعت اور فرمانبرداری کا مادہ پیدا کرو"۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے اندر سچی اطاعت اور فرمانبرداری کا جذبہ پیدا فرمائے تا ہم سچے احمدی اور مثالی خادم بن جائیں اور ہم ایسے کام کریں کہ ہمارا خدا ہم سے راضی ہو۔ آمین

(اوّلاً مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کے تعاون سے شائع ہوا۔ بعدازاں
پشاور اور اسلام آباد قیام کے دوران بھی منظر عام پر آیا)

یہ کشکول ہے سامنے تیرے رکھا ——— اسے اپنے فضلوں سے بھر دے خدایا
نہ میں تجھ سے مانگوں تو پھر کس سے مانگوں ——— تُو سب کو ہے دیتا تُو سب کا ہے داتا
تُو سب کا ہے ماویٰ، تُو سب کا ہے ملجیٰ ——— تُو سب کا ہے والی، تُو سب کا ہے مولیٰ
تُو سب کا ہے ساقی ذرا جام بھر بھر کے ——— لطف وکرم کے ہمیں تُو پلا دے
شفا دے شفا دے شفاؤں کے مالک
میرے سارے پیاروں کو کامل شفا دے

﴿۴۷﴾

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایّدہُ اللہ

۲۸مئی ۱۹۹۳ء بمقام جرمنی

آج میں ذیلی تنظیموں سے ان کے طریق کار کے بارہ میں کچھ باتیں کروں گا۔ جوش ولولہ محبت محض ایندھن ہیں اس ایندھن کو استعمال کیسے کرنا ہے؟ کیونکہ طاقت کا نہ تو صحیح استعمال ہو رہا ہے اور نہ اس سے استفادہ۔ جو باتیں خدام الاحمدیہ سے کروں گا وہ بالخصوص تمام ذیلی تنظیموں کے طریق کار اور بالعموم جماعت احمدیہ کے انتظامی امور سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہر عہدہ دار سب سے پہلے اپنے عہدہ کو پہچانے۔قرآن نے حکمت سے کام کرنے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ حکمت کا ایک تقاضا منصوبہ بندی ہے۔ ہر خدمت کرنے والے کو نصیحت یہ ہے کہ وہ اپنا ''زیرو پوائنٹ'' مقرر کرے سب سے پہلے اپنا جائزہ لے مثلاً سیکرٹری تربیت کو جب تک یہ علم نہ ہو کہ اس کی جماعت کے کتنے بچے کتنی عورتیں اور مرد نماز باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ کتنے ہیں جن کو الفاظ یاد ہیں۔نماز کے بارہ میں کیا کیا غفلتیں پائی جاتی ہیں۔ کتنے ہیں جن کو مراکز نماز تک رسائی ہے اور وہ کون کون سی نماز مراکز نماز میں پہنچ کر ادا کرتے ہیں۔ کتنے ہیں جن کے پاس کوئی نماز باجماعت پڑھنے کا انتظام نہیں وغیرہ۔

ان تمام امور کو سمجھے بغیر کوئی سیکرٹری (ذیلی تنظیموں کا یا جماعتی سطح پر) اپنے فرائض سرانجام نہیں دے سکتا۔آپ نمازوں کے بارہ میں سرکلر بھجواتے ہیں اسے وصول کرنے والا یا تو کسی جگہ رکھ دیتا ہے یا پھر کسی جگہ اعلان کر دے گا کہ نمازیں پڑھا کرو۔یہ اعلان تو آج سے ۱۴۰۰ سال پہلے ہو چکا اس اعلان کو نظر انداز کرنیوالے کی کمزوریوں کو پہچانا جائے۔ان بیماریوں کی تشخیص کی جائے جن کی وجہ سے لوگ اس الٰہی اعلان کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے۔سیکرٹری

تربیت اگر اس نہ ختم ہونیوالے کام کو پہچان کر کرے تو پھر برکت بھی بہت ہوگی اور کام بہت بڑھے گا اور اسے چاہئے کہ وہ جنابِ الٰہی سے سلطان نصیر مانگے اور ہر وقت رَبِّ اَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ کی دعا پڑھتا رہے۔

اندھے سرکلر بھجوانے کی بجائے جماعت کی ضروریات پر نگاہ کریں اور بنیاد کو پکڑ کر تربیت کریں جب سیکرٹری تربیت یا نگران تربیت یہ جائزہ لے گا تو محسوس کرے گا کہ اتنے بڑے کام کے لئے وہ کافی نہیں تو وہ ایک ٹیم تیار کرے گا۔ مددگار بنائے گا جو حلقہ بندی کر کے کام کو سنبھالیں گے اور اپنا تفصیلی جائزہ تیار کریں گے اور چارٹوں کی شکل میں ان کے دفتر میں آویزاں رہے گا اور ساتھ کے ساتھ وہ یہ بھی جائزہ لیتے رہیں گے کہ ہمارے چارج لینے کے بعد جماعت نے کیا ترقی کی ہے۔ کتنے نمازی مزید بنائے ہیں۔

جائزہ لینے کے بعد مرکزی سیکرٹری تربیت کی طرف سے سارے سال کا منصوبہ سُودمند نہ ہو کیونکہ اتنے بڑے کام کو دیکھ کر وہ گھبرا جائیں گے۔ جب مرکزی سیکرٹری معین تعداد میں مجالس والوں کو بتائیں گے کہ اِتنوں میں یہ کمزوری ہے اِتنوں میں یہ۔ تو یہ ایک معین پیغام ہو گا۔ پھر معین وقت دینا ہے کہ ممبرات لجنہ خدام و انصار نے اتنوں کو لازماً نمازی بنانا ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ یہ رپورٹ بھجواؤ اور بتاؤ کہ کس بیمار کو کس صحت مند انصار خادم یا لجنہ کے سپرد کیا گیا ہے اور پھر بے نمازیوں کو صرف نمازی نہیں بنانا بلکہ نمازی بنانے کا سلیقہ بھی سکھانا ہے۔ سیکرٹری تربیت کو یہ بھی چاہئے کہ جس طرح فوج کو جہاد پر بھیجتے وقت اسلحہ سے لیس کیا جاتا ہے۔ اسی طرح لمبے مضمون اور تقریریں بھیجنے کی بجائے احادیث اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ میں سے چند ایک باتیں شائع کر کے مجالس میں بھجوائے۔

نماز کے علاوہ دوسری بیماریوں کو مدنظر رکھ کر تربیت کی خاطر لوگوں کے سپرد کریں اور ماہ بماہ رپورٹ لیں۔ سیکرٹریان کے سپرد کام کر کے نگرانی رکھیں اور اگلا کام اس وقت تک نہ دیں جب تک پچھلا کام مکمل نہ ہو۔ کہتے چلے جائیں اور کہتے چلے جائیں اور نہ تھکیں اور پوچھتے رہیں

کہ فلاں معاملہ میں کیا پیش رفت ہوئی ہے۔ اگر کسی کی طرف سے مسلسل یاددہانی کے باوجود کوئی جواب نہیں آرہا تو ان بیماروں کو اس کے کھاتے میں نکال کر کسی اور کے سپرد کر دیں۔ اور مرکزی سیکرٹری کو اطلاع دیں کہ ہم ان سے اپنا ہاتھ کھینچ رہے ہیں۔ آپ ان سے خود ڈیل کریں۔ مقامی سیکرٹریان جن سے ہاتھ کھینچ کر ان کو مرکزی سیکرٹری، امیر یا صدر کے سپرد کر رہے ہیں۔ امیر صاحب اور صدر صاحب یا مرکزی سیکرٹری یہ نہ سمجھے کہ یہ آدمی ہمارے ہاتھ سے گیا بلکہ ان پر اثر ورسوخ رکھنے کا جائزہ لیں۔ ان کے والدین بزرگان یا عزیز واقارب کا جائزہ لیں شاید ان میں سے کسی کے زیر اثر ہو یا اگر خلیفہ وقت اور اس کے نمائندہ کی طرف سے چٹھی جانیکا اثر ہو سکتا ہے تو اسکو بھی استعمال کیا جائے۔ اس تمام جائزہ کے بعد انکے متعلق نیا لائحہ عمل تجویز ہوگا۔

یہ کام اتنا وسیع ہے کہ سیکرٹری اگر وہ دعا پر، ایمان اور نصرت الٰہی پر توکل نہ رکھتا ہو تو وہ سمجھے گا کہ میں اس کام کو سرانجام دینے کے لائق نہیں وہ استعفٰی دینے کی سوچے گا مگر یاد رکھیں کام آپ کے بس سے باہر نہیں۔ قرآنی اصول لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یہ ہمیں پیغام دے رہا ہے کہ اے جماعت احمدیہ تمام دنیا کے انسانوں کو تو نے محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لا ڈالنا ہے۔ تم آخرین کی وہ جماعت ہو جس سے دنیا کی تمام امیدیں وابستہ کر دی گئی ہیں۔ دعاؤں کے ساتھ اور اس یقین کے ساتھ کہ تمہارے اندر کام کرنے کی یہ صلاحیتیں ہیں اپنے قدم کو آگے بڑھانا ہے۔ اپنے لئے بھی اور نائبین کیلئے بھی دعا کرنی ہے اس کے بغیر کامیابی ممکن نہیں۔

دعوت الی اللہ اور سیکرٹریان اصلاح وارشاد کی ذمہ داریاں بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ جو مجھے دکھائی دے رہا ہے وہ یہ ہے کہ اب بہت عظیم عظیم انقلابات جماعت کے حق میں رونما ہونے والے ہیں۔ بہت جلد عظیم تبدیلیاں پیدا ہونے والی ہیں۔ قومیں فوج در فوج نظام جماعتِ احمدیہ میں اور اس نظام کے رستہ سے اسلام میں داخل ہوں گی اور حضرت اقدس محمد ﷺ کے قدموں میں سر رکھنے کے لئے والہانہ طور پر آگے بڑھیں گی۔ اس کے مقابل پر جو تیاریاں ہم نے کی ہیں انہیں دیکھ کر میں لرز جاتا ہوں۔ عنقریب لاکھوں کی تعداد میں ہر سال جب لوگ جماعت میں داخل

ہوں گے ان کو سنبھالنا کیسے ہے۔ ان کی تربیت کی ضرورتوں کو پورا کیسے کرنا ہے۔ انہیں باخدا کیسے بنانا ہے۔ یہ وہ کام ہے جو جماعت کے لئے چیلنج بنا ہوا ہے جب تک ہم ہر فرد کی تربیت نہ کریں ہم اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر سکتے۔ ہماری تعداد اتنی تھوڑی ہے کہ اگر آنے والوں میں سے سو، سو ایک ایک کے سپرد بھی کئے جائیں تو شاید یہ نسبت کم ہو اس سے زیادہ بھی ہو سکتی ہے ۔پس آنیوالوں کی تربیت کے لئے اپنے نفوس کو تیار کریں۔اپنے گھر صاف کریں۔اپنے گھروں کو ذکر الٰہی اور صفات حسنہ سے سجائیں۔اس عظیم کام کا تصور کر کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ وہ کام ہیں جن میں مجالس نے ''سلطان نصیر'' بن کر میری مدد کرنی ہے۔ساری مجالس دراصل جماعت ہی ہے۔اگر جماعت مِنْ حَیْثُ الْجَمَاعَتْ ان ذمہ داریوں کو پورا کرے جن کی میں نے نشاندہی کی ہے اور سلیقے سے کام لے تو مشکل سے مشکل کام بھی آسان سے آسان تر ہوتے چلے جائیں گے۔اگر آپ سلیقے سے کام کریں گے تو آپ کے درخت وجود کو بے شمار برکتوں والے پھل لگیں گے۔ ہر سال آپ ہی آپ خدا نما۔اللہ کا تقویٰ رکھنے والے اولیاء اللہ پیدا ہونے لگیں گے۔پس متقی، اللہ سے تعلق رکھنے والے انسان پیدا کریں۔یہ بہت محنت چاہتا ہے سلیقہ چاہتا ہے ۔دعا چاہتا ہے اگر ایک مہینہ میں آپ ایک بہتر انسان بنا لیتے ہیں اس کے حق میں دعائیں کرتے اور اس کے اندر کمزوری کی جگہ خوبی کو سجا دیتے ہیں تو سمجھیں کہ آپ نے نجات پالی۔آپ نے ایک دو کو نہیں بلکہ لاکھوں پھر کروڑوں اور اربوں میں یہ پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔یہ وہ بڑا کام ہے جسے ہم نے اس صدی کے آغاز پر سلیقہ سے کرنا ہے کہ آئندہ آنیوالی صدی ہمیں نمونے کے طور پر دیکھے اور ہمارے بتائے ہوئے راستوں، ہماری چال اور ہماری اداؤں کے ساتھ چلے اور ہر چلنے والا عملاً آپ کو دعائیں دے رہا ہوگا۔حضرت مسیحؑ نے اپنے حواریوں سے کہا تھا کہ اگر رائی کے برابر بھی ایمان ہے تو پہاڑ تمہاری طرف چلے آئیں گے مگر مسیحؑ کی قوم ان پہاڑوں کو اپنی طرف بلانے میں ناکام رہی۔مگر اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں !تم پیشگوئی کے مطابق آنیوالے مسیح کی غلامی کا دعویٰ کرتے ہوئے۔خدا کی قسم دعائیں کرتے ہوئے خدا پر توکل رکھتے

ہوئے اگر پہاڑوں کو اپنی طرف بلاؤ گے تو ضرور تمہاری طرف آئیں گے۔تُم دنیا میں عظیم انقلاب برپا کر سکتے ہو مگر اپنی صلاحیتوں کو پہچانو، سلیقے سے کام کرنا سیکھو، دعا اور حکمت کے ساتھ قدم آگے بڑھاؤ تو مشکل کام بھی آسان ہو جائیں گے۔

جن جن مجالس اور جماعتوں تک میرا پیغام پہنچ رہا ہے ان کو خدا اور محمد ﷺ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ ان باتوں کو ضائع نہ کریں اپنے پلے باندھیں اور ان پر عمل شروع کریں اور دعا کرتے ہوئے اپنے قدم آگے بڑھائیں۔ بہت سے پھل آپکا انتظار کر رہے ہیں۔خدا کی رحمت نے اس کو پکا دیا ہے اپنی جھولیاں آگے کرنی ہیں وہ ٹوٹ ٹوٹ کر آپکی جھولیوں میں گریں گے۔ جھولیاں تو آگے کریں۔خدا تعالیٰ آپکے ساتھ ہو اور اسکی توفیق عطا کرے۔(آمین)

(شعبہ تربیت مجلس خدام الاحمدیہ لاہور کے لیے اس خطبہ کا خلاصہ تیار کیا گیا)

وہ ''محبوب'' تیرا، ہمارا ''خلیفہ'' بہت دن سے بیمار ہے، اب شفا دے
گھِرے ہیں جو بادل یہ پھٹ جائیں سارے ہوائیں تُو رحمت کی اپنی چلا دے
کرم سے اُنھیں تندرستی عطا کر بلائیں ٹلیں اور خوشیاں دکھا دے

﴿۴۸﴾

حضرت مسیح موعودؑ بحیثیت داعی الیٰ اللہ

''کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں؟ کس دف سے میں بازاروں میں مُنادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں؟ اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں؟'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۲۱-۲۲)

تمام خدام و اطفال اپنے دلوں میں اس تڑپ کو محسوس کریں اور دعوت الیٰ اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تاکہ ہم بھی خدا تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

(اسلام آباد میں مجلس خدام الاحمدیہ قیادت ناصر کے تعاون سے تقسیم ہوا)

﴿۴۹﴾

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت المصلح الموعود

''بسلسلہ دعوت الیٰ اللہ''

(فرمودہ ۱۸۔اگست ۱۹۵۸ء)

دعوت الیٰ اللہ کرو اور یاد رکھو کہ یہ تم میں سے صرف چند افراد کا فرض نہیں بلکہ ساری جماعت کا فرض ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے۔ کافۃ کے یہی معنی ہیں کہ کوئی شخص بھی اس حکم کی تعمیل سے باہر نہ رہے۔ اگر دس لاکھ احمدی ہوں اور ان میں سے نو لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے آدمی اس فرض کو ادا کرتے ہیں اور صرف ایک شخص دعوت الیٰ اللہ نہیں کرتا تب بھی جماعت کے لوگ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ سارے کے سارے دعوت الیٰ اللہ کر رہے ہیں۔ وہ اسی وقت اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں جب وہ اس ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں۔

میں نے آج سے پچیس سال پہلے ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ساری جماعت سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دعوت الیٰ اللہ کریں گے اور ان کو احمدی بنانے کی کوشش کریں گے مگر افسوس کہ ابھی تک ہماری جماعت نے اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ لوگ جنہوں نے اس پر عمل کیا تھا انہوں نے تو فائدہ اٹھالیا اور وہ کامیاب ہو گئے مگر جنہوں نے عمل نہیں کیا ان کے رشتہ دار اب تک غیر احمدی چلے آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب ہماری جماعت اس وقت سے بہت بڑھ چکی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اس ہدایت پر عمل کیا جاتا اور ہر احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں میں دعوت الیٰ اللہ پر زور دیتا تو اب تک ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آتے۔

قرآن کریم نے دعوت الیٰ اللہ کرنا ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے اور قرآن کریم سے معلوم

ہوتا ہے کہ دعوت الیٰ اللہ دو طرح ہوتی ہے ایک تو اس طرح کہ بعض خاص خاص لوگ اپنے آپ کو دعوت الیٰ اللہ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جن کے لئے قرآن کریم میں عاکفین اور مہاجرین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور ایک دعوت الیٰ اللہ اس رنگ میں ہوتی ہے کہ ساری جماعت جب بھی اسے موقع ملے دعوت الیٰ اللہ میں حصہ لینے کے لئے تیار رہتی ہے۔ گویا ایک خاص لوگوں کی جماعت ہوتی ہے اور ایک عام لوگوں کی۔ مگر عام لوگوں کی جماعت کے افراد کو بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ تم صرف واقفین پر انحصار نہ رکھو بلکہ ساری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ دعوت الیٰ اللہ کرے اور بغیر استثناء کے ان کا ہر فرد اس میں حصہ لے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی دعوت الیٰ اللہ کریں اور ایک ایک شخص کے بیس بیس رشتہ دار بھی سمجھے جائیں تب بھی تھوڑے عرصہ میں ہماری جماعت کی تعداد دو کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ بے شک لوگ تمہیں غیروں کو دعوت الیٰ اللہ کرنے سے روک سکتے ہیں لیکن کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو یا اپنے خسر کو یا اپنے سالے کو دعوت الیٰ اللہ نہ کرو۔

اگر تم کسی غیر کو دعوت الیٰ اللہ کرو تو ممکن ہے وہ تمہیں مارنے پیٹنے لگ جائے لیکن تمہارا باپ اپنا تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا بیٹا تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا خسر تمہیں نہیں مارے گا اور اگر تم میں سے ایک ایک شخص کے پچاس پچاس رشتہ دار ہوں اور ہماری جماعت دس لاکھ ہو تو پھر تو تھوڑے عرصہ کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہماری جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ اگر ہم پانچ کروڑ ہو جائیں تو پھر مخالفت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ خود بخود ہماری طاقت کو تسلیم کرنے لگ جائیں گے اور پھر دوسرے ملکوں پر اثر ڈال کر پانچ کروڑ سے دس کروڑ تک تعداد پہنچ سکتی ہے۔ دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی منظم جماعت کا تناسب کسی ملک کی آبادی میں ایک فیصدی تک پہنچ جائے تو وہ ملک پر غالب آجاتی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دعوت الیٰ اللہ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان کی زبانوں میں اثر کرے۔ اسی طرح مربیان کے لئے بھی دعائیں کرو

کیونکہ وہ ساری جماعت کا کام کر رہے ہیں اور ان کے کارناموں کو ہماری جماعت کا ہر فرد اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ بسا اوقات غیروں کے سامنے بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم غیر ممالک میں دعوت الیٰ اللہ کر رہے ہیں۔

ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہئے کہ وہ دین مصطفیٰ ﷺ کی ترقی کے لئے اپنا پورا زور لگا دیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا وقت آ گیا ہے جیسے ڈال پر آم پک جاتے ہیں اور ہر آم آپ ہی آپ ٹوٹ کر نیچے گرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اب عیسائی دنیا دین محمد ﷺ قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے صرف درختوں کی ٹہنیاں ہلانے کی ضرورت ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مریم سے کہا کہ کھجور کے تنا کو ہلا تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی اسی طرح ہمیں بھی اب صرف تنا ہلانے کی ضرورت ہے ورنہ پھل پک چکا ہے اور اب وہ گرنے ہی والا ہے۔ اسی طرح یورپ بھی اب ٹپکنے کو تیار بیٹھا ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ جماعت قربانی کرے۔ کچھ چندوں میں زیادتی کرے اور کچھ نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا کہ ''میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا'' چنانچہ اب خدا کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے مگر ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہئے۔ ہماری خواہش یہ ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن بھی دکھاوے جب ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آ جائے بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری یہ دعا ہونی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو غلبہ بھی عطا فرمائے اور دوستوں کو اپنے ایمانوں پر بھی قائم رکھے۔

(بشکریہ ''مہارت'' لاہور اور پشاور قیام کے دوران شائع کروایا)

﴿۵۰﴾

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ

بابت دعوت الیٰ اللہ

☆ ''اگر آپ خلیفہ وقت کی ہدایات (میں یا کوئی بھی ہو جو بھی اس منصب پر فائز ہوتا ہے خواہ میرے جیسا کمزور ہی کیوں نہ ہو) کو نظر انداز کریں گے یا تخفیف کی نظر سے دیکھیں گے تو آپ سے برکتیں اُٹھ جائیں گی''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶۔نومبر ۱۹۸۷ء)

☆ ''آج جماعت کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے''۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸۔اگست ۱۹۸۷ء)

☆ ''سب سے اہم ذریعہ دعوت الیٰ اللہ ہے جس کی طرف جماعت کو جس سنجیدگی سے توجہ کرنی چاہئے اس سنجیدگی سے توجہ نہیں کر رہی۔ میں اس لئے یہ بات یقین سے کہہ رہا ہوں کہ اگر اِس سنجیدگی سے توجہ کی جاتی تو وہ نتیجہ ضرور نکلتا جو پہلے نکلتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قوانین تبدیل نہیں ہوا کرتے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸۔نومبر ۱۹۹۱ء)

☆ ''جہاں جہاں بھی خدا کے فضل سے جماعت نے دعوت الیٰ اللہ کے کام کئے ہیں انکے مُردے بھی جی اُٹھے ہیں۔ وہ لوگ جن کے متعلق جماعت کو وہم وگمان بھی نہیں تھا کہ ان میں روحانی زندگی کے آثار ہیں...... جہاں جہاں بھی کوئی داعی الیٰ اللہ بن گیا اس کی کایا پلٹ گئی ہے (خطبہ جمعہ ۱۶۔اکتوبر ۱۹۹۵ء کینیڈا)

☆ ''ہم اپنے دُکھوں کو دعوت الیٰ اللہ کے ذریعے ہی دور کر سکتے ہیں۔ یہ طوعی چندے کی

طرح نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کیا تو خیر ہے بلکہ یہ ایک فریضہ ہے اور اسکی ادائیگی لازم ہے.............
پس جو کمزور اور بُزدل ہیں وہ ایک طرف ہٹ جائیں جماعت تو لازماً آگے بڑھے گی"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹۔ جولائی ۱۹۸۵ء)

☆ "ہر احمدی جس تک میری آواز پہنچتی ہے وہ خود اپنا نگران بن جائے اور خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرے کہ میں نے سال کے اندر اندر ایک احمدی ضرور بنانا ہے"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰۔ جنوری ۱۹۸۷ء)

☆ "ہر احمدی بہر حال اس بات سے اپنی دعوت الیٰ اللہ کا آغاز کردے کہ فوری طور پر سنجیدگی سے دعا کرے اور روزانہ پانچوں وقت اس کو اپنے اوپر لازم کرے"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۴۔ مارچ ۱۹۸۳ء)

☆ "دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ روحانی اولاد کے حاصل کرنے کے نقطہ نگاہ سے ادا کریں۔ اپنے اندر وہ رُجحان اور تڑپ پیدا کریں جو ایک ماں کو بچے کی خواہش کے لئے ہوتی ہے"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

☆ "داعی الیٰ اللہ تو وہ ہوتا ہے کہ جب ایک دفعہ عہد کرتا ہے تو پھر عمر بھر اس عہد کو کامل وفا کے ساتھ نباہتا بھی ہے اور آخری سانس تک داعی الیٰ اللہ بنا رہتا ہے"۔
(خطبہ جمعہ ۱۱۔ مارچ ۱۹۸۳ء)

☆ "ہر فرد کا بھی کام ہے کہ جب خدا تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے تو اس کے لئے کوشش تو کرے۔ جس نے سو کا وعدہ کیا ہے اس کو کم از کم ہزار پر کام کرنا چاہئے اور ہزار پر بیک وقت کام تو کر نہیں سکتا۔ اسے ہر روز دعوت الیٰ اللہ کرنی ہوگی اور دن رات کرنی ہوگی"۔
(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳۔ مارچ ۱۹۹۲ء)

☆ "یہ بات بھی میں احباب کے سامنے کھول کر رکھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ دعاؤں کے خط لکھتے ہیں وہ اگر اپنے خطوں میں اس بات کا ذکر بھی کر دیا کریں کہ وہ اللہ کے فضل سے

داعی الیٰ اللہ بن چکے ہیں اور انہوں نے دعوت الیٰ اللہ کا کام شروع کر دیا ہے تو ان کے اس خط کے ساتھ میرے لئے یہ بہترین نذرانہ ہوگا''۔ (خطبہ جمعہ ۲۸ ۔جنوری ۱۹۸۳ء)

☆ ''اگر ہماری محنت مخلصانہ ہوگی تو خدا تعالیٰ حالات میں تبدیلی پیدا کر دے گا۔ اگر کسی احمدی کی محنت کو پھل نہیں لگ رہا تو اسے پریشان ہونا چاہئے کہ کیا خامی باقی رہ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پھل سے محروم ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰۔جنوری ۱۹۸۷ء)

☆ ''ہم میں سے ہر شخص دعوت الیٰ اللہ کرے اور موثر دعوت الیٰ اللہ کرے اور اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھے جب تک خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کی دعوت الیٰ اللہ کو پھل نہ لگ جائے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۸۔اگست ۱۹۸۷ء)

☆ ''(دعوت الیٰ اللہ) کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا سینوں میں یہ لو جل رہی ہے اس کو بجھنے نہیں دینا' اس کو بجھنے نہیں دینا۔ تمہیں خدائے واحد ویگانہ کی قسم اس کو بجھنے نہیں دینا''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲۔اگست ۱۹۸۳ء)

(اسلام آباد میں تقسیم ہوا)

﴿۵۱﴾

دعوت الیٰ اللہ کا کم سے کم ٹارگٹ

دعوت الیٰ اللہ کا نیا سال امید کی نئی کرنیں لئے طلوع ہو چکا ہے۔احباب جماعت کی سہولت اور رہنمائی کے لئے یہاں ذیل میں دعوت الیٰ اللہ کا کم سے کم ٹارگٹ درج کیا جارہا ہے احباب و خواتین سے یہ اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اس ٹارگٹ کے حصول کے لئے لحہ بہ لحہ سعی فرمائیں گے اور اپنی رپورٹ سے متعلقہ عہدیداران کو بروقت مُطلع کریں گے۔ یاد رکھیں یہ ٹارگٹ حلقہ کے اعتبار سے یا فرد جماعت کے اعتبار سے کم سے کم ہے۔احباب سے اس سے زیادہ کی سعی کی اُمید کی جاتی ہے۔احباب جماعت ذہن نشین کرلیں کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بہترین نذرانہ نیا پھل ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کی سعی میں برکت ڈالے اور پھلوں سے آپ کی جھولیاں بھر دے (آمین)۔

کم سے کم ٹارگٹ:

۱۔ ہر دوست سال میں کم سے کم ایک پھل حاصل کرے اور اس کے لئے دس افراد سے رابطہ کرے۔ان کا آغاز اپنے عزیز و اقارب اور دوست احباب سے کرے۔

۲۔ ہر دوست ماہانہ کم سے کم ایک مہمان دوست کو ایم ٹی اے (MTA) پر لائے۔

۳۔ کسی ایک مہمان دوست کو ہر ماہ کم سے کم ایک لٹریچر دیا جائے۔

۴۔ ہر دوست ماہانہ کم سے کم ایک خط حضرت صاحب کو لکھے اور اپنے مقاصد دینیہ کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کرے۔

۵۔ ہر دوست روزانہ (کم سے کم) دو نوافل ضرور ادا کرے جس میں ٹارگٹ کے حصول کے لئے دعا کی جائے۔اگر نماز تہجد کے دو نوافل ادا کرے تو بہت بہتر ہے۔

۶۔ ہر دوست ہر ماہ مقاصد دینیہ کی کامیابی کے لئے حسب استطاعت مالی صدقہ ادا کرے۔

۷۔ ہر جماعت/حلقہ/تنظیم (خدام الاحمدیہ، انصار اللہ، لجنہ اماء اللہ) کم سے کم ایک جلسہ سیرت النبیؐ ہر ماہ منعقد کرے۔ جس میں متعلقہ حلقہ کے ہر دوست/خاتون کم سے کم ایک مہمان ضرور لائیں۔

۸۔ ہر جماعت، حلقہ، تنظیم ایک نئے گاؤں سے رابطہ کرے، اس کے لئے Pockets کی تلاش جاری رہنی چاہئے۔ اسلام آباد کا نقشہ سامنے رکھ کر ایسی آبادیاں تلاش کی جاسکتی ہیں جو ابھی خالی پڑی ہیں۔

۹۔ ایسی آبادیوں میں احمدی خواتین قرآن کریم سادہ پڑھانے سے کام کا آغاز کریں۔ خدمت خلق کے ممکنہ ذرائع کو بھی استعمال کیا جاسکتا ہے۔ جیسے غریب طلباء کی تعلیمی مدد کتب وکاپیوں کی صورت میں نیز تعلیم یافتہ بہنیں Free Coaching Classes کے ذریعہ بھی خدمت خلق بجالاسکتی ہیں۔ میڈیکل کیمپس خصوصاً ہومیو میڈیکل کیمپس مفید ثابت ہوسکتے ہیں۔

۱۰۔ ہر جماعت/حلقہ/تنظیم کم سے کم ہر ماہ ایک یوم دعوت الی اللہ منائے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک کے مطابق ایک دن ایسا ہو جب حلقہ کے تمام چھوٹے بڑے دعوت الی اللہ کے لئے نکلیں۔

۱۱۔ حلقہ/تنظیم کی تجنید کا کم سے کم پچاس فیصد ماہانہ وقف یوم کرے، اس کے لئے ہر شعبہ زندگی کے الگ الگ وفد تیار کئے جاسکتے ہیں جیسے ڈاکٹرز حضرات کا الگ وفد، انجینئرز حضرات کا الگ، تاجر حضرات کا الگ اور طلباء کا الگ وفد وغیرہ وغیرہ۔

۱۲۔ حلقہ/تنظیم کی تجنید کا کم سے کم پچاس فیصد ماہانہ کلاس دعوت الی اللہ میں شامل ہو۔ جس میں مسائل سکھلائے جائیں۔

۱۳۔ ہر ماہ حلقہ کی سطح پر نو مبائعین اور باثمر داعیان کا Get-to-gather ہو۔

۱۴۔ باثمر داعیان اپنے پھلوں کو نماز جمعہ پر ضرور لائیں، ذیلی تنظیموں کا ممبر بنائیں اور چندہ عام (خواہ ایک روپیہ ہی ہو) کی ماہانہ عادت ڈالیں۔

۱۵۔ باثمر داعیان اپنے اپنے نومبائعین کے ذریعہ ان کے رشتہ داروں سے روابط بڑھائیں اور پھل حاصل کریں۔

۱۶۔ ہر عہدیدار (جماعتی یا کسی بھی ذیلی تنظیم کا) کم سے کم سال میں ۵ پھل حاصل کرے اور اسکے لئے پچاس افراد سے رابطہ کرنا ہوگا۔

۱۷۔ باثمر داعیان گزشتہ سال کی نسبت اپنے پھلوں کی تعداد کو دوگناہ کریں۔ نیز ہر باثمر داعی نیز ایک مزید باثمر داعی الی اللہ پیدا کرے۔

۱۸۔ ہر حلقہ/تنظیم کم سے کم ایک پھل حاصل کر کے باثمر حلقوں یا تنظیموں میں شامل ہو۔

۱۹۔ بے ثمر جماعتوں/حلقوں کو باثمر بنایا جائے۔ جس کے لئے صدر حلقہ/جماعت کوشش کرے تا امسال ضلع کی کوئی جماعت بے ثمر نہ رہے۔

۲۰۔ ہر دوست تین ماہ بعد اپنے ٹارگٹ کا جائزہ لے اور محاسبہ کرے۔ اگر کمی محسوس کرے تو سہ ماہی کے آخر میں ہونیوالے عشرہ دعوت الی اللہ میں اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے۔

(اسلام آباد میں تقسیم ہوا)

﴿۵۲﴾

داعی الیٰ اللہ اور بعض اہم دعائیں

ذیل میں حضرت مسیح پاک بانی جماعت احمدیہ کی بعض دعائیں نقل کی جاتی ہیں جن کے بار بار پڑھنے سے داعی الیٰ اللہ میں ایک تبدیلی آسکتی ہے اور کامیابی ممکن ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آرزو:

حضرت مسیح موعودؑ ایک داعی الیٰ اللہ کے بارے میں اپنی آرزو کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص چاہئے کہ ہم اس سے پیار کریں اور ہماری دعائیں نیازمندی اور سوز سے اس کے حق میں آسان ہو جائیں۔ وہ ہمیں اس بات کا یقین دلا دے کہ وہ خادم دین ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے''۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۱۱ نیا ایڈیشن)

۱۔ ''اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کیلئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اس عاجز کے ہاتھ سے محبت دین مصطفیٰ مخالفین پر اور ان سب پر جواب تک دین مصطفیٰ کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۹۷)

۲۔ ''اے قادر خدا! اے بندوں کے رہنما! اب اس زمانہ کو اپنی طرف اور اپنی کتاب کی طرف اور اپنی توحید کی طرف کھینچ لے۔ کفر اور شرک بہت بڑھ گیا ہے اور اسلام کم ہو گیا۔ اب اے کریم! مشرق اور مغرب میں توحید کی ہوا چلا اور آسمان پر جذب کا ایک نشان ظاہر کر''۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۱۳۔۲۱۴، حاشیہ در حاشیہ)

۳۔ ''اے قادر ذوالجلال خدا! ہمارے ہادی اور رہنما! ان لوگوں کی آنکھیں کھول اور آپ

ان کو بصیرت بخش اور آپ ان دلوں کو سچائی اور راستی کا الہام بخش۔

(مکتوب احمدیہ جلد ۶ حصہ اوّل صفحہ ۹۸)

۴۔ ''اے ہمارے خدا! ان کو مخلوق پرستی کے زہر سے رہائی بخش اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لئے تیرے نبیوں نے کئے ہیں۔ ان کانٹوں سے ان زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے ان کو سیراب کر''۔ (الحکم جلد ۸ صفحہ ۱۴)

۵۔ ''میں تیری جناب میں عجز و تضرع سے عرض کرتا ہوں کہ ان لوگوں (حکیموں۔ فلاسفروں) میں سے بھی ایک جماعت ہماری طرف کھینچ لا جیسے تو نے بعض کو کھینچا بھی ہے اور ان کو بھی آنکھیں بخش اور کان عطا کر اور دل عنایت فرما۔ تا وہ دیکھیں اور سنیں اور سمجھیں اور تیری اس نعمت کو جو تو نے اپنے وقت پر نازل کی ہے قدر پہچان کر اس کے حاصل کرنے کے لئے متوجہ ہو جائیں''۔ (ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۲۰)

۶۔ روحانی اولاد کے حصول کی دعا:

''اے میرے خدا! میری فریاد سن کہ میں اکیلا ہوں۔ اے میری پناہ، اے میری سپر! میری طرف متوجہ ہو کہ میں چھوڑا گیا ہوں۔ اے میرے پیارے، اے میرے سب سے پیارے! مجھے اکیلا مت چھوڑ''۔ (سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت یعقوب علی عرفانی جلد ۵ صفحہ ۵۷۳)

۷۔ رَبِّ اَصْلِحْ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ۔ (تذکرہ)

اے میرے رب امت محمدیہ کی اصلاح فرما۔

۸۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ اَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا (تذکرہ صفحہ ۴۳۰)

اے اللہ! اگر تو نے اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو پھر اس زمین پر تیری پرستش کبھی نہ ہو گی۔

۹۔ چند دعائیہ اشعار:

اک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضُعفِ دین مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطان کامیاب وکامگار
مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار
اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا خدا
مجھ کو دکھلا دے بہار دین کہ میں ہوں اشکبار
اے میرے پیارے ضلالت میں پڑی ہے میری قوم
تیری قدرت سے نہیں کچھ دور گر پائیں سدھار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقان کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ وبچار
پھر بہار دین کو دکھلا اے میرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کو بہکانے کے دن
وہ ہوں میری طرح دین کے منادی
فسبحا ن الذ ی اخز ی الا عا د ی

۱۰۔ سنجیدگی سے روزانہ دعا کریں:

آخر میں حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک اقتباس اس سلسلہ میں پیش کیا جاتا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

''ہر احمدی بہر حال اس بات سے اپنی دعوت الیٰ اللہ کا آغاز کر دے کہ فوری طور پر نہایت سنجیدگی سے دعا کرے اور روزانہ پانچوں وقت اس کو اپنے اوپر لازم کرے۔ وہ خدا سے یہ التجاء کرے کہ اے خدا! ہمیں توفیق فرما کہ ہم اپنی ذمہ داریوں کو ادا کر سکیں اور تیری نظر میں داعی الیٰ اللہ بننے کا جو حق ہے اس کو ادا کرنے لگ جائیں''۔

(لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں تقسیم ہوا)

دعا کرو کہ سروں پر رہے وہ ابر کرم — دلوں میں نور کی جو کھیتیاں اگاتا ہے
دعا کرو کہ نہ گہنائے تا ابد وہ چاند — جو ظلمتوں میں دیئے پیار کے جگاتا ہے
دعا کرو وہ شجر عمر بھر رہے قائم — وہ جس کے سائے میں ہر شخص چین پاتا ہے
دعا کرو کہ نہ آنچ آئے اُس کے سر پہ کبھی — جو سب کو پیار سے اپنے گلے لگاتا ہے
دعا کرو وہ خزانہ کبھی نہ ہو خالی — جو غم نصیب غریبوں کے کام آتا ہے
دعا کرو کہ وہ پرچم سدا بلند رہے — خدا کے دیں کی طرف جو ہمیں بلاتا ہے

﴿۵۳﴾

ایم ٹی اے سے بھرپور استفادہ کریں

احمدی والدین اور بزرگ حضرات سے ایک اپیل:

حضرت امام مہدی کے زمانہ کی علامات میں سے ایک علامت جدید قسم کی ایجادات ہیں۔ جن میں سے ایک سیٹلائٹ کے ذریعہ آواز اور تصویر کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا اور امام مہدی یا اس کے کسی نائب کے ذریعہ اس ایجاد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پیغام کو دنیا میں پھیلانا ہے۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے ایک لمبی حدیث میں فرمایا.......

پھر ایک ایسی ندا آئیگی جو دور سے اُسی طرح انسان سنے گا جیسے وہ نزدیک کی آواز سنتا ہے۔ یہ مومنین کے لئے رحمت ہوگی اور منافقین کے لئے عذاب۔'' (منتخب الاثر صفحہ ۴۲۲)

حضرت امام حسینؑ نے فرمایا ''منادی آسمان سے مہدیؑ کے نام کی ندا کرے گا جو مشرق و مغرب میں سنی جائے گی۔۔۔۔۔۔اس پر خدا کی رحمت ہو۔ جو اس آواز کو سن کر لبیک کہے۔ (کشف الاثار صفحہ ۱۳۶)

حضرت امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں۔ جب ہمارے قائم (مہدی) قیام کریں گے۔ خداوند عالم ہمارے شیعوں کی آنکھوں اور کانوں کو اس قدر قدرت عطا کردے گا کہ ان کے اور قائم (ان کے رہبر اور امام) کے درمیان کوئی قاصد نہ ہوگا۔ قائم یعنی ان کا امام ان سے باتیں کریں گے اور شیعہ ان کی باتوں کو سنیں گے اور ان کو دیکھیں گے حالانکہ وہ اپنے مکان میں ہوں گے''۔

(منتخب الاثر صفحہ ۴۸۳)

مولف کتاب انقلاب مہدی صفحہ ۲۷۴ میں اس پیشگوئی کو درج کرکے تشریح میں لکھتے ہیں: ''یعنی آواز اور تصویر کو منتقل کرنے کے آلات اس قدر عام ہو جائیں گے اور آپ یعنی مہدی

کے پیروکاران وسائل کو اتنی آسانی کے ساتھ حاصل کر سکیں گے کہ اس حکومت کے دور میں ڈاکخانہ کی ضرورت محسوس نہ ہوگی''۔اور آگے چل کر امام جعفر صادقؒ کی ایک اور حدیث نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''امام قائم کے زمانے میں مومن مشرق میں بیٹھے بیٹھے اپنے بھائی کو مغرب میں اور مغرب کا باشندہ مشرق میں رہنے والے اپنے بھائی کو دیکھے گا''

(منتخب الاثر صفحہ ۴۸۳)

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ یہ علامت بھی حضرت مرزا غلام احمد مہدی و مسیح موعود اور آپ کے پیروکاروں کے حق میں پوری ہوئی اور ہم بہت ہی خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں موعود مہدی کا پیروکار ہونے اور ان پیشگوئیوں پر مہر صداقت ثبت کر کے گواہ بننے کی سعادت عطا فرمائی۔اور ہمارے وقت میں امام مہدی کے نام کی منادی اس کے ایک نائب حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے ذریعہ تصویر اور آواز کی صورت میں کروا رہا ہے۔اور دنیا بھر میں اسکی نشریات اپنی حقیقت منوا رہی ہیں۔ایسی غیر معمولی ترقی اور کامیابی سے جل کر ایک دشمنِ احمدیت ''دینی جماعتوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ'' کے تحت پاکستانی دینی جماعتوں اور سربراہوں کو ان نشریات کو روکنے کے لئے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی دعوت دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آج اگر قادیانیت جو باطل ہونے کے باوجود بہت (تیزی سے) بڑھ رہی ہے کو نہ روکا گیا تو

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے پاکستانی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

ایم ٹی اے کی اس اہمیت، فضیلت اور برکت کے پیش نظر تمام والدین اور بزرگ حضرات و خواتین سے اپیل کی جاتی ہے کہ اس نعمت سے خود بھی اور اپنی نسلوں کو بھی احسن رنگ میں مستفیض کرانے کے لئے پہلے سے بہت بڑھ کر مستعدی اور انہماک سے مہدی کی ندا کو سننے کا پروگرام بنائیں اور امام وقت کے خطبات، اردو کلاسز، مجالس سوال و جواب اور لقاء مع العرب جیسے اہم پروگراموں سے اپنے اہل خانہ سمیت استفادہ کریں اور جن ذی ثروت احباب کے

گھروں میں ڈش انٹینا نہیں وہ فوری طور پر مہدی کی ندا کا اپنے گھر میں انتظام کر کے مذکورہ پیشگوئیوں کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وارث ٹھہریں۔

آپ سب جانتے ہیں کہ جماعت ایک خطیر رقم اس نعمت کو عام کرنے کیلئے خرچ کر رہی ہے جو آپ مخلصین کے خون پسینے سے کمائی ہوئی رقم ہے۔لہٰذا اسکا فیض عام کرنے کے لئے اوران برکات کو دائمی اور مزید پر لطف و پر کشش بنانے کے لئے اپنے اہل خانہ سمیت انفرادی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی ایسے احباب سے رابطہ کریں جو ابھی تک اس برکت سے محروم ہیں اور ان کو ان مبارک اور پاکیزہ محافل میں لانے پر مجبور کریں جن میں درج ذیل حدیث کے مطابق کسی کو دیکھ کر خدا یاد آئے۔ ''حضرت عبداللہ بن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کس کے پاس بیٹھنا (دینی لحاظ سے) بہتر ہے۔آپؐ نے فرمایا۔ایسے شخص کے پاس بیٹھنا مفید ہے جس کو دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آوے۔جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تمہیں آخرت کا خیال آئے'' (اور اپنے انجام کو بہتر بنانے کے لئے تم کوشش کرنے لگو)۔

پیارے امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک خطبہ میں ''اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں'' کے تحت فرمایا:

''آپ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ آپ اپنی نئی نسلوں کو خطبات باقاعدہ سنوایا کریں یا پڑھایا کریں یا سمجھایا کریں کیونکہ (خلیفۃ المسیح کے) یہ خطبات جو اس دور میں دیئے جا رہے ہیں یہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والی نئی ایجادات کے سہارے بیک وقت ساری دنیا کی جماعتیں ان کو براہ راست سنتی اور ان سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور ایک قوم بن رہی ہیں۔اس طرح انہیں اُمت واحدہ بنانے کے سامان پیدا ہو رہے ہیں۔اس لئے خواہ وہ فجی کے احمدی ہوں یا سرینام کے احمدی ہوں، ماریشس کے ہوں یا چین، جاپان کے، روس کے ہوں یا امریکہ کے۔ سب اگر (خلیفۃ المسیح کی) نصیحتوں کو براہ راست سنیں گے تو سب کی تربیت ایک رنگ میں ہو

گی۔ وہ سارے ایک قوم بن جائیں گے خواہ ظاہری طور پر ان کی قوموں کا فرق ہی کیوں نہ ہو۔ ان کے رنگ چہروں کے لحاظ سے الگ الگ ہوں گے لیکن روح کا حلیہ ایک ہی ہوگا۔ وہ ایسے روحانی وجود بنیں گے جو خدا کی نگاہ میں مقبول ٹھہریں گے کیونکہ وہ قرآن کریم کی روشنی میں تربیت پا رہے ہوں گے اور قرآن کریم کے نور سے حصہ لے رہے ہوں گے۔ اپنی اولاد کو خطبات سنانے کا انتظام کریں اور انہی الفاظ میں سنائیں، خلاصوں پر راضی نہ ہوں۔۔۔۔۔۔ اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں۔ اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بہت احسان کریں گے۔ اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ کی جماعت کو بہت ترقی دے''۔

(خطبہ جمعہ ۳۱۔ مئی ۱۹۹۱ء)

آخر میں تمام والدین کو مزید Activate کرنے کے لئے حضور انور کے ایک اور خطبہ سے اقتباس پیش کیا جا رہا ہے اس اُمید کے ساتھ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر خود بھی اس کے لئے تیار رہیں گے اور اپنی اولادوں کو بھی تیار کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ (آمین)۔

حضور انور ایدہ اللہ خطبہ سننے کے سلسلے کو جاری وساری رکھنے کی نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں تمام دنیا کی جماعتوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ جن کمزوروں کے دل میں ایک اچنبھے کی خاطر ہی سہی، تعجب کی وجہ سے ہی سہی، ایک شوق تو پیدا ہوا ہے کہ وہ مجھے دیکھیں اور سنیں۔ ٹیلی ویژن کے ذریعے سے۔ اگر وہ ایک دو دفعہ سن کر واپس چلے جائیں تو ہمیں کچھ حاصل نہ ہوگا ہمیں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جو آئے وہ مستقل آجائے، جو ہمارا ہو وہ ہمارا ہو جائے۔ آ کر چلے جانے والوں سے ہمیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ دل میں بڑی تمنا یہ ہے کہ ساری جماعت ایک مرکز کے گرد اس طرح اکٹھی ہو جائے جس طرح شہد کی مکھیاں شہد کی ملکہ کے گرد اکٹھی ہوتی ہیں

اور اپنی الگ زندگی کا تصور ہی نہیں کرسکتیں اور الگ زندگی میں وہ Survive نہیں کرسکتیں۔ یعنی ان کی بقاء کی کوئی ضمانت نہیں۔ لازماً اکیلی اکیلی مکھی مر جایا کرتی ہے۔ تو یہی روحانی جماعتوں کا حال ہوا کرتا ہے۔ تبھی حضرت اقدس محمد ﷺ نے مرکزیت پر اتنا زور دیا ہے کہ دنیا کے کسی مذہب میں اس پر اتنا زور نہیں دیا گیا۔ پس جو بکھرے بکھرے احمدی ہیں جو کناروں پر چلے گئے ہیں، جن کا مرکز سے تعلق کمزور ہو گیا ہے اب بہت اچھا موقع ہے کہ ان کو جب وہ ایک دفعہ آجائیں تو انہیں اپنا لیا جائے' ان سے محبت اور پیار کا سلوک کیا جائے' آئندہ ان کو اگر وہ نہ آئیں تو اُن کو بُلانے کے لئے آدمی بھیجے جائیں اور کمزوروں کی تلاش کی جائے کہ جہاں جہاں کوئی کمزور ہے وہاں اس تک پہنچ کر اسے یہ تحریک کی جائے کہ ایک دفعہ آجاؤ دیکھ لو اور پھر رفتہ رفتہ امید رکھتا ہوں کہ جو آجائے تو وہ آہی جاتا ہے خدا کے فضل سے۔ جہاں تک غیر از جماعت کا تعلق ہے ان کے متعلق بھی ہر جگہ سے خبریں مل رہی ہیں کہ جو ایک دفعہ آجائے پھر وہ نہیں چھوڑتا۔ بار بار آتا ہے۔ بعض غیر احمدیوں کی اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریریں بھی مل رہی ہیں تو اس سلسلے کو اللہ کے فضل سے اور زیادہ عام کرنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔ اور ہوگا تو سہی کیونکہ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ اللہ کی تقدیر ہے جس نے جماعت کو اس نئے دور میں داخل کیا ہے اور اب یہ سلسلہ پھیلنا ہی پھیلنا ہے کوئی دنیا کی طاقت اسے روک نہیں سکتی۔ اس کو ہوا کے رخ پر چل کر اس کی مدد کریں تو مفت کا ثواب حاصل ہوگا''۔ (خطبہ جمعہ ۸۔جنوری ۱۹۹۳ء)

(لاہور میں یہ خط ''اک نصیحت ہے غریبانہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ بعد میں کچھ ترمیم کے ساتھ پشاور اور اسلام آباد میں استفادہ احباب کے لئے عام کیا گیا)

﴿۵۴﴾

’’اپریل فول‘‘ کی گندی رسم سے اجتناب

ہر سال ہم دیکھتے ہیں کہ یکم اپریل کو عیسائیوں میں ’’اپریل فول‘‘ کی رسم نہایت شان و شوکت سے منائی جاتی ہے۔ جس میں دھوکہ دہی، فریب، جھوٹ اور ناواجب ہنسی مذاق اور افعال وحرکات جو عام حالات میں عیسائیوں میں بھی غیر موزوں اور معیوب خیال کئے جاتے ہیں اس دن کے موقع پر روا رکھے جاتے ہیں اور ان کے بجالانے پر نہایت خوشی اور مسرّت کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کا نام تفریح طبع رکھا جاتا ہے۔ یہ بُری رسم عیسائیوں میں کیونکر پیدا ہوئی مؤرخین کا اس بارہ میں اختلاف ہے۔ مثلاً بعض کے نزدیک یہ رسم سولھویں صدی عیسوی میں رائج ہوئی اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس زمانہ میں سال کا پہلا مہینہ اپریل ہوا کرتا تھا اور بلاشبہ یہ امر تاریخی طور پر بھی ثابت ہے کہ سترھویں صدی عیسوی سے پیشتر فرانس میں شمسی سال ماہ اپریل ہی سے شروع ہوا کرتا تھا لیکن ۱۶۵۴ء میں شاہ فرانس چارلس نہم نے اپریل کی بجائے جنوری کو سال کا پہلا مہینہ قرار دیا۔ تو چونکہ ایک زمانہ میں ماہ اپریل سال کا پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اس لئے عیسائی لوگ نئے سال کی پہلی تاریخ یعنی یکم اپریل کو ایک قسم کی عید مناتے جس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف بھیجتے اور تفریح طبع کے طور پر مختلف قسم کے ذرائع عمل میں لاتے اور اس ہنسی مذاق اور تفریح طبع کے طور پر بجالائے جانے والی حرکات نے رفتہ رفتہ یہ صورت اختیار کر لی جو اب ہر سال ماہ اپریل کی یکم تاریخ کو ’’اپریل فول‘‘ کے طور پر ہمارے دیکھنے میں آتی ہے۔

علامہ فرید الواجدی نے دائرۃ المعارف صفحہ ۲۲ میں اس کے خلاف ایک اور تحقیق پیش کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری کو یہود نامسعود نے اپریل میں دھوکہ دہی سے گرفتار کیا اور آپ سے ہنسی مذاق اور استہزاء کرنے اور آپ کو تکالیف پہنچانے کے لئے مختلف محکموں کے سامنے

آپ کو پیش کیا اور اس کے بعد عیسائیوں میں اس واقعہ کی یادگار کے طور پر مزاح استہزاء اور مذاق جاری ہوا۔ یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے اب اس تاریخ میں جھوٹ بولنا، جھوٹ لکھنا، دھوکہ دینا، فریب سے ایک دوسرے کو مصائب میں مبتلاء کرنا ایک مذہبی رسم بن گیا ہے۔ ایسا ہی وہ اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ اہل رومانے ماہ اپریل کو اپنے ایک دیوتا حیفو نامی کی عبادت کے لئے مخصوص کر رکھا تھا وہ اس بُت کا جلوس نکالتے اور خوب گایا بجایا کرتے تھے۔ سو اس نظریہ کے مطابق بہت ممکن ہے کہ اہل روما جو اپنے دیوتا کی عبادت کے طور پر اس مہینہ میں خوب گایا بجایا کرتے تھے بعد میں عیسائیوں نے اس مہینہ کی یکم تاریخ کو ہی ان تفریح طبع امور کے لئے مخصوص کر لیا ہو اور آخر کار اس نے وہ صورت اختیار کر لی جو آجکل عیسائیوں میں نظر آتی ہے۔

بہر حال ''اپریل فول'' کی رسم خواہ کسی طرح آغاز پذیر ہوئی ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ یہ رسم کم از کم مسلمانوں کے نزدیک یقیناً ایک گندی اور گھناؤنی رسم ہے مگر نہایت افسوس ہے کہ عیسائیوں کے زیر اثر رہنے کی وجہ سے بعض مسلمانوں میں بھی یہ قبیح اور بری عادت پیدا ہو گئی ہے اور وہ بھی ''اپریل فول'' کے طور پر جھوٹ بولنے کو لازمہ تہذیب خیال کرنے لگ گئے ہیں حالانکہ نہ صرف قرآن کریم نے صاف طور پر وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ کہہ کر شدت کے ساتھ کذب بیانی کی ممانعت کر دی ہے بلکہ آنحضرت ﷺ نے دجال کی علامتوں میں اَعْوَرُ الْكَذَّابُ کے الفاظ کے ساتھ دجال کی بے دینی اور اس کا جھوٹا اور کذّاب ہونا خصوصیت سے ظاہر فرمادیا ہے اور ایک موقع پر ایک عورت نے جب آنحضورؐ سے عرض کی کہ میں نے بچے کو کچھ نئی چیز دینے کا دلاسہ دیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے کچھ دیا عرض کی حضور کھجور تھی وہ دی ہے آپ نے فرمایا اگر تم نہ دیتی تو جھوٹوں میں تمہارا شمار ہوتا۔

پھر اس کے بعد اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو مسیح موعود مہدی موعود امام اور حکم وعدل بنا کر بھیجا آپ نے بھی بعض معترضین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے انتہائی مجبوری اور معذوری کی حالت کے متعلق بھی فرمادیا کہ ''کسی حدیث میں جھوٹ بولنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ بلکہ حدیث میں تو یہ لفظ ہیں کہ اِنْ قُتِلْتَ وَاُحْرِقْتَ یعنی سچ کو مت چھوڑو اگرچہ تو

قتل کیا جائے اور جلایا جائے۔ پھر جس حالت میں قرآن کہتا ہے کہ تم انصاف اور سچ مت چھوڑو اگر چہ تمہاری جانیں بھی اس سے ضائع ہوں اور حدیث کہتی ہے کہ اگر چہ تم جلائے جاؤ اور قتل کئے جاؤ مگر سچ ہی بولو۔ تو پھر اگر فرض کے طور پر کوئی حدیث، قرآن اور احادیث صحیحہ کی مخالف ہو تو وہ قابل سماعت نہیں ہوگی"۔ (نور القرآن حصہ دوئم صفحہ ۱۸)

اب تو یہ انتہائی مجبوری و معذوری کے وقت کذب کے بارہ میں ارشاد ہے تو "اپریل فول"، جو اضطراری صورت تو کجا صرف تفریح طبع کے لئے استعمال ہوتا ہے اگر کوئی مسلمان اس کے مطابق کذب وغیرہ سے کام لے تو وہ اپنی نافرمانی کا خود ہی اندازہ کر سکتا ہے۔ "اپریل فول" کی نسبت بھی اس زمانہ کے حکم و عدل کے ذریعہ فیصلہ کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "قرآن نے جھوٹوں پر لعنت کی ہے اور نیز فرمایا کہ جھوٹے شیطان کے مصاحب ہوتے ہیں اور جھوٹے بے ایمان ہوتے ہیں۔ اور جھوٹوں پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور صرف یہی نہیں فرمایا کہ تم جھوٹ مت بولو بلکہ یہ بھی فرمایا ہے کہ تم جھوٹوں کی صحبت بھی چھوڑ دو اور ان کو اپنا یار، دوست مت بناؤ اور خدا سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو اور ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب تو کوئی کام کرے تو تیرا کلام محض صدق ہو، ٹھٹھے کے طور پر بھی اس میں جھوٹ نہ ہو۔ اب بتلاؤ یہ تعلیمات انجیل میں کہاں ہیں۔ اگر ایسی تعلیمات ہوتیں تو عیسائیوں میں اپریل فول کی گندی رسمیں اب تک کیوں جاری رہتیں۔ دیکھو اپریل فول کیسی بُری رسم ہے کہ ناحق جھوٹ بولنا اس میں تہذیب کی بات سمجھی جاتی ہے۔ یہ عیسائی تہذیب اور انجیلی تعلیم ہے"۔ (نور القرآن حصہ دوئم صفحہ ۲۱-۲۲)

خلاصہ یہ ہے کہ اپریل فول کی رسم جسے عام حالات میں خود عیسائی بھی ناجائز اور غیر موزوں جانتے ہیں یہ ایک گندی رسم ہے جسے عیسائیوں کو ترک کر دینا چاہئے اور ہمارا بھی فرض ہے کہ ہم اس بُری عادت سے کلیتًا احتراز اور اجتناب سے کام لیں کیونکہ بانی اسلامؐ نے ایسی باتوں سے سختی کے ساتھ ممانعت فرمائی ہے۔ آئیں عہد کریں ایسی رسومات کو ترک کرنے کا، جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

(لاہور۔ پشاور۔ اسلام آباد میں شائع ہوا)

﴿۵۵﴾

تحریک وقف نو کا مستقبل

جماعت احمدیہ کے مستقبل کی تمام بشارتیں اور خوشخبریاں واقفین نو یا تحریک وقف نو کے متعلق بھی ہیں کیونکہ عمارت کے بارہ میں بشارتیں اس کے مکینوں کے متعلق بھی ہوتی ہیں پھر مکین بھی وہ خوش نصیب جوخود معمار بھی ہوں جنہوں نے عمارت کے اردگرد حسین اور دلکش Annexy اور بنگلے بنانے ہیں۔ مکین بھی وہ جو گو آج امانت کے طور پر اس میں رکھے گئے ہیں مگر کل کے امین ہیں۔ مکین بھی وہ جو آج ان بیرکوں کے گو مہمان ہیں مگر کل کے مستقل مکین اور میزبان۔ مکین بھی وہ جوان بیرکوں کی فوج ہے جن کے سپرد ان کی حفاظت سونپی جانے والی ہے اور مکین بھی وہ جو اس عمارت کے مالک حقیقی کے منیڈ ھے ہیں جن کے خون اور قربانی نے کھاد کا کام کر کے اس عمارت کے پھولوں کو مزید خوبصورت بنانا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی بشارات:

۱۔ ''تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے فائدہ کے لئے نکالے گئے اور تم مومنوں کا فخر ہو اور خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اس کی رحمت تجھ سے قریب ہے اس کی مدد تجھ سے قریب ہے۔ اسکی مدد ہر ایک دور کی راہ سے تجھے پہنچے گی دور کی راہ سے مدد کرنے والے آئیں گے۔ خدا اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ وہ لوگ تیری مدد کریں گے جن کے دلوں میں میں الہام ڈالوں گا''۔ (اربعین نمبر۲ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۳۶۲)

۲۔ ''میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

۳۔ ''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی

کے نُو راور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے''۔

(تجلیات الٰہیہ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹، ۴۱۰)

۴۔ ''تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اسکی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائیگا۔'' (الوصیت صفحہ ۹)

۵۔ ''وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کیلئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۶۲، ۵۶۳)

بانی تحریک وقف نو حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے نزدیک واقفینِ نو کا مستقبل:

۱۔ ''یا تو یہ بچے عظیم اولیاء بنیں گے یا پھر عام حال سے بھی جاتے رہیں گے''۔

۲۔ ''ان پر اس طرح پوری توجہ دیں جس طرح ایک بہت عزیز چیز کو ایک بہت عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جا رہا ہو''۔

۳۔ جماعت کی دوسری صدی کی عظیم لیڈر شپ۔

۴۔ جماعت کی زندگی کی دوسری صدی میں ابھرنے والی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی اہلیت رکھتے ہوں''۔

۵۔ ''اے خدا تو آئندہ نسلوں کی تربیت کے لئے ان کو عظیم الشان مجاہد بنا''۔

روحانی مستقبل:

جن ماؤں کی گودیں اس تحریک کی برکت سے ہری ہوئی ہیں وہ آئندہ نسلوں کو سبق دے رہی ہوں گی کہ گودیں ہری کرنیکا مثبت ذریعہ خلیفۃ المسیح کی آواز پر کان دھرنا ہے۔

آج حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق کی نسل سے ہونا، جائے فخر ہے آئندہ لوگ فخر سے کہا

کریں گے کہ ہم فلاں واقف نو کی اولاد سے ہیں اور اس واقف نو کے جس کا نمبر ابتدائی واقفین نو میں ہے۔

جماعت کی عمارت آئندہ ان پر کھڑی ہونے والی ہے۔ ہر واقف نو ایک ستون بن کر سہارا دے گا۔

علمی مستقبل:

ا۔ قرآن کے علوم کی اشاعت واقفین کے ساتھ منسلک۔ تراجم قرآن۔ جتنی زبانوں میں بائبل کا ترجمہ ہوا ہے یعنی ۲۰۰۰ تقریباً اتنی ہی زبانوں یا انہی زبانوں میں قرآن کا ترجمہ اور یہ کام واقفین نو کے ذریعہ مقدر ہے لہٰذا زبانوں کا سیکھنا ضروری ہے اور بچیوں کو بی ایڈ' یا ایم ایڈ کروائیں تا تصانیف لکھ سکیں۔

۲۔ تعلیم میں وسعت' معیشت' اقتصادیات' فلسفہ نفسیات کا علم

۳۔ کمپیوٹر کا کورس اور زیادہ سے زیادہ Vocabulary کا Feed کرنا

۴۔ اکاؤنٹس اور Banking کا نظام

۵۔ وصیت کے نظام کی کامیابی کا زیادہ انحصار واقفین نو سے وابستہ ہے۔

نوٹ: اس امر کے لئے ''تحریک وقف نو اور ہماری ذمہ داریاں'' کے دوسرے حصہ میں تعلیمی حصہ کا مطالعہ کریں۔

(واقفین نو لاہور کے لئے تیار کیا)

﴿۵٦﴾

یوم تحریک جدید اور ہماری ذمہ داریاں

تحریک جدید وہ عظیم انعام خداوندی ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ۱۹۳۴ء میں جماعت کے خلاف سازش کے صلہ میں جماعت احمدیہ کو دیا۔ یہ صرف مالی تحریک نہیں بلکہ اصلاحِ نفس اور پیغام حق پہنچانے کا مکمل اور جامع پروگرام ہے۔ یہ تحریک ۲۷ مطالبات پر مشتمل ہے۔ یہ الٰہی تحریک ہے جس کے بارہ میں سیّدنا حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) فرماتے ہیں ''گولفظ میرے ہیں لیکن حکم اُسی خدا کا ہے''۔

سیّدنا حضرت المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے ہر چھٹے ماہ اس کے مطالبات کو احباب جماعت کے سامنے پیش کرنے کی تلقین ۱۹۳۵ء میں فرمائی تا ان کی یاد دہانی ہوتی رہے۔ مجلس شوریٰ ۱۹۹۱ء نے اس فرمان کی تجدید کی اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے فیصلہ کی توثیق فرمائی کہ سال میں دو دفعہ مطالبات کے لئے ''یوم تحریک جدید'' منایا جائے۔ چنانچہ انکے لئے ۲۳؍اپریل کا دن مخصوص ہوا ہے۔ اسی مناسبت سے اس مبارک تحریک کے مطالبات کی اہمیت احباب جماعت کے سامنے رکھی جا رہی ہے تا ان پر عمل کر کے اور ان کو حرز جان بنا کر اخلاق کی، روحانیت کی، نیک اعمال کی اور سچے دلوں کی دائمی عمارت بنائی جائے اور آج دنیا میں جن اخلاق حسنہ پر موت وارد ہو رہی ہے ان کو دوبارہ زندگی ملے۔ نیز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم کو ہم اپنے اندر جاری کر سکیں اور نسلیں اور پھر نسلیں اس سے مستفیض ہوتی چلی جائیں۔ ادھر حضرت المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے جماعت کی ذیلی تنظیموں کو بار بار جلسے کرنے، تحریک جدید کے مطالبات اور اس کے اصولوں کو دُہرانے اور انہیں تازہ رکھنے کی تلقین فرمائی۔ ایک موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کو تحریک جدید کی فوج قرار دیتے ہوئے

اُمید ظاہر فرمائی کہ لوگ زیادہ سے زیادہ اس فوج میں داخل ہوں گے۔احباب جماعت کی ذمّہ داریاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''یہ باتیں (مطالباتِ تحریک جدید)۔۔۔ایسی ہیں ہر وقت اور ہر لحہ اپنی بیویوں اپنے بچوں اپنے دوستوں اوراپنے عزیزوں اوراپنے رشتہ داروں کے کانوں میں ڈالنی چاہئیں اورانہیں ان باتوں پر راسخ اور مضبوط کرنا چاہئے کہ ہماری جماعت خداتعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔پس ان باتوں کو دُہراؤ اور دُوہراتے چلے جاؤ یہاں تک یہ باتیں تمہارا اورداور وظیفہ بن جائیں''۔

تحریک جدید کے اس اصلاح نفس کے جامع پروگرام میں شامل ہونے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا ''گواس تحریک میں شامل ہونا اختیاری ہوگا مگر جوشخص شامل ہونے کی اہلیت رکھنے کے باوجود اس خیال کے ماتحت شامل نہیں ہوگا کہ خلیفہ نے شمولیت کواختیاری قرار دیا ہے وہ مرنے سے پہلے اس دنیا میں یا مرنے کے بعد اگلے جہاں میں پکڑا جائیگا۔میں سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایمان کا ایک ذرہ بھی رکھتا ہے میری اس تحریک پر آگے آئے اور وُہ شخص جو خداتعالیٰ کے نمائندہ کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کا ایمان کھویا جائے گا''۔

پھر فرماتے ہیں:''یادرکھو حضرت مسیح موعودؑ کی پیش گوئی کے مطابق احمدیت کے غلبے کی بنیاد روز ازل سے تحریک جدید کے ذریعہ وابستہ قرار دی گئی ہے۔

پھر فرمایا:''تم لوگوں تک پہنچنے کے لئے ہمیں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ہمیں روپے کی ضرورت ہے، ہمیں عزم و استقلال کی ضرورت ہے، ہمیں دعاؤں کی ضرورت ہے جو خدا تعالیٰ کے عرش کو ہلادیں اورانہی چیزوں کے مجموعے کا نام ''تحریک جدید'' ہے۔

ایک اور موقع پر فرمایا:''اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!ایک دفعہ پھراپنے دل کے خون سے اس قرنا۔۔۔کو بھر دواور پھر خداتعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔اس غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے۔پس میری سنواور میری بات کے پیچھے چلو میں جو کچھ کہہ رہا ہوں خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں ہے۔میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم

میری مانو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی''۔ (سیر روحانی جلد دوئم صفحہ ۲۸۶)

مطالبات کی اہمیت:

ویسے تو تمام کے تمام ۲۷ مطالبات اپنی جگہ اہمیت کے حامل ہیں مگر یہاں چند ایک احباب کے سامنے رکھے جا رہے ہیں۔

پہلا اور اہم مطالبہ جو ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے ساری زندگی اختیار کر کے صحابہؓ کی روش پر چلنا اور اخراجات کم کر کے قربانی کی آواز پر زیادہ سے زیادہ لبیک کہنا ہے۔ اسی عظیم مطالبہ پر دُنیا کے آئندہ امن کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اور جس کے متعلق حضرت مصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا ''میں یہ نہیں کہتا کہ جو شخص سادہ زندگی اختیار نہیں کرتا وہ احمدی نہیں مگر یہ ضرور کہوں گا کہ وہ ''علی شفا حفرۃ من النار'' ہے بالکل ممکن ہے اس کا ایمان ضائع ہو جائے'' اور پھر فرمایا ''سادہ زندگی کے بغیر ہم آنے والی جنگ کے لئے تیار نہیں ہو سکتے ہمارے ایمان کی اس میں آزمائش ہے''۔

سادہ زندگی میں ایک سالن، لباس میں سادگی اور خصوصی طور پر مستورات کو لباس میں سادگی برتنے کی تلقین فرمائی۔ نیز زیور میں میانہ روی اختیار کرنے، ڈاکٹروں کو کم خرچ پر علاج کرنے، سینما اور تماشے سے دُور رہنے اور شادی بیاہ کے اخراجات میں کمی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

دوسرا بڑا مطالبہ زندگی وقف کرنیکا ہے۔ زندہ قوموں میں اس کی اہمیت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے احباب جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا ''جس دن سے تم یہ سمجھ لو گے کہ تمہاری زندگیاں تمہاری نہیں بلکہ (محمد ﷺ) کے لئے ہیں ...... اس دن تم کہہ سکو گے کہ تم زندہ جماعت ہو''۔

وقف زندگی کے تحت پنشنرز احباب کا وقف کرنا' طلبہ' اساتذہ اور سرکاری ملازمین کا رخصت کے ایام میں وقف کرنا اور سب سے بڑھ کر اپنی اولاد کا وقف کرنا شامل ہے۔ جس کو حضرت المصلح الموعود نے ایمان کی کم سے کم علامت قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر خاندان ایک لڑکا ضرور وقف کرے اور اپنی اولاد کے وقف کو اپنے کنبہ کی طرف سے زکوٰۃ قرار دیا۔

تیسرا اہم مطالبہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالنا ہے۔ اپنے ہاتھ سے کام نہ کرنا ایک بہت بڑی بیماری ہے جس کا تدارک ضروری ہے۔ آنحضرت ﷺ اور اس زمانہ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نمونہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے جنہوں نے گھر کا ہر کام اپنے ہاتھ سے کیا۔ یہاں تک کہ برتن تک مانجھے اور دھوئے۔ حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے مستقبل قریب میں پیدا ہونے والی اس بیماری کو نصف صدی پہلے بھانپ لیا اور جماعت کو متنبہ کر دیا تھا۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت کا ہر فرد وقارِ عمل کے ذریعہ اپنے گھروں کی' گلیوں کی' راستوں کی اور بیوت الذکر کی صفائی کرے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا واقعہ تاریخ میں ملتا ہے جو ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت آپ کے گھر کچھ مہمان تشریف لائے۔ جب لیمپ تیل کی کمی کی وجہ سے بجھنے لگا تو مہمانوں نے احتراماً عرض کی کہ ہم تیل ڈال لاتے ہیں مگر آپ اٹھے خود تیل ڈالا اور فرمایا کہ تیل ڈالنے سے قبل بھی میں عمر بن عبدالعزیزؒ تھا اور تیل ڈالنے کے بعد بھی میں عمر بن عبدالعزیزؒ ہوں اس کام سے میرے مقام اور مرتبہ میں فرق نہیں آیا۔

ایک اہم مطالبہ بیکار لوگوں کا بیکار نہ رہنا ہے انہیں چھوٹے سے چھوٹا کام بھی اگر ملے تو کرنے سے عار محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ اس مطالبہ کا مقصد احباب جماعت میں محنت کی عادت ڈالنا ہے۔

تحریک جدید کے مطالبات میں سے ایک اہم مطالبہ عورتوں کے حقوق کی حفاظت ہے۔ یہ ایسا اہم مطالبہ ہے جن کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے آج کے دور میں جہاد کی ضرورت

ہے کیونکہ کئی گھر جہنم کا نشان بنے ہوئے ہیں۔ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ اس بیماری کو جڑ سے اُکھیڑ پھینکنے کی بار بار تحریک فرما چکے ہیں تا ہمارے گھر جنت کا نشان بن جائیں۔

ایک اور اہم مطالبہ جس کی طرف احباب کی توجہ مبذول کروا کر مضمون کو ختم کیا جاتا ہے وہ تحریک جدید کی کامیابی کے لئے دعاؤں میں لگ جانا ہے۔ یہ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل مطالبہ ہے کیونکہ دعا کے بغیر تو ہم کچھ بھی نہیں اور نہ ہی دوسرے مطالبات کو لوگوں کے دلوں میں راسخ کیا جا سکتا ہے۔ اسی لئے سیّدنا المصلح الموعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے احباب جماعت کو دعاؤں میں لگ جانے کی تحریک فرمائی اور فرمایا کہ خدا کے عرش کو ہلا دیں تا کامیابی اور فتح مندی آئے۔ آج بھی ضرورت ہے کہ تحریک جدید کے ذریعہ جو کامیابیاں ہمیں مل رہی ہیں ان کو برقرار رکھنے اور مزید چاہنے کے لئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور جھکیں اور دعاؤں میں لگ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ (آمین)

(ایامِ تحریکِ جدید پر متعدد بار لاہور، پشاور اور اسلام آباد میں تقسیم ہو چکا ہے)

حمد و ثناء اُسی کو جو ذات جاودانی — ہمسر نہیں ہے اُس کا کوئی نہ کوئی ثانی

باقی وہی ہمیشہ غیر اُس کے سب ہیں فانی — غیروں سے دل لگانا جھوٹی ہے سب کہانی

سب غیر ہیں وہی ہے اک دل کا یار جانی

دل میں مرے یہی ہے سبحٰن من یرانی

﴿۵۷﴾

تحریک جدید اور ذیلی تنظیموں کی ذمہ داریاں

انصاراللہ:

دفتر اول اور دفتر چہارم کی ذمہ داری انصار کی ہے۔انصار اللہ کی تنظیم کے ہر رکن کو تحریک جدید میں شامل کرنا بھی اس میں شامل ہے۔نیز جماعت کے وہ مرد و زن جو ابھی تک تحریک جدید میں شامل نہیں انہیں دفتر چہارم میں شامل کرنا انصار کے ذمہ ہے۔علاوہ ازیں انصار کی عمر کے نومبائعین کو تحریک جدید میں شامل کرنا انصاراللہ کی ذمہ داری ہے۔

خدام الاحمدیہ:

دفتر دوم کی ذمہ داری خدام الاحمدیہ کی ہے۔تمام خدام اور اطفال کو شامل کرنا بھی ان کے ذمہ ہے۔علاوہ ازیں خدام کی عمر کے نومبائعین کو اور اطفال کی عمر کے بچے ان سب کو تحریک جدید میں شامل کرنا خدام کی ذمہ داری ہے۔

لجنہ اماءاللہ:

دفتر سوم کی ذمہ داری لجنہ اماءاللہ کے سپرد ہے۔تمام لجنات اور ناصرات کو تحریک جدید میں شامل کرنا لجنہ اماءاللہ کے ذمہ ہے۔علاوہ ازیں نومبائعین خواتین اور ناصرات کی عمر کی بچیوں کو شامل کرنے کی ذمہ داری لجنہ پر ہے۔نیز حضور انور ایدہ اللہ کے خطبہ جمعہ ۱۲۔نومبر ۱۹۹۳ء کے مطابق ناصرات اور اطفال سے کم عمر کے لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی اس تحریک میں شامل کرانے کی لجنہ ذمہ دار ہے۔

(اسلام آباد میں تقسیم ہُوا)

﴿۵۸﴾

مطالباتِ تحریکِ جدید

(فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

۱۔ سادہ زندگی بسر کریں۔

۲۔ امانت فنڈ تحریک جدید میں روپیہ جمع کروائیں۔

۳۔ دشمن کے گندے لٹریچر کا جواب تیار کریں۔

۴۔ تبلیغ ممالک بیرون میں حصہ لیں۔

۵۔ سکیم خاص تبلیغی میں مالی لحاظ سے حصہ لیں۔

۶۔ وقف رخصت موسمی میں حصہ لیں۔

۷۔ تبلیغی سروے میں حصہ لیں۔

۸۔ نوجوان خدمت دین کے لئے زندگیاں وقف کریں۔

۹۔ رخصت کے ایام خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

۱۰۔ صاحب پوزیشن مختلف جلسوں میں لیکچر دیں۔

۱۱۔ کم از کم پچیس لاکھ کا ایک مستقل ریزرو فنڈ قائم کریں۔

۱۲۔ پنشنرز احباب اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کریں۔

۱۳۔ طلباء کو تعلیم وتربیت کے لئے مرکز سلسلہ میں بھیجیں۔

۱۴۔ صاحب حیثیت لوگ اپنے بچوں کے مستقبل کے بارہ میں مشورہ طلب کریں۔

۱۵۔ بیکار دنیا میں نکل جائیں، خود کمائیں، کھائیں اور تبلیغ احمدیت بھی کرتے پھریں۔

۱۶۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔

۱۷۔ جولوگ بیکار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کرلیں۔

۱۸۔ مرکز سلسلہ میں مکان بنوائیں، یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہے۔

۱۹۔ مقاصد تحریک جدید کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعائیں کریں۔

۲۰۔ تمدن اسلامی کا قیام کریں۔

۲۱۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔

۲۲۔ عورتوں کے حقوق کی حفاظت کریں۔

۲۳۔ راستوں کی صفائی کا خیال رکھیں۔

۲۴۔ احمدیہ دارالقضاء کا قیام کریں اور اس کے فیصلوں کی پابندی کریں۔

۲۵۔ اپنی اولاد کو دین کے لئے وقف کریں۔

۲۶۔ وقف جائیداد و آمد میں حصہ لیں۔

۲۷۔ حِلف الفضول کی قسم کا معاہدہ کریں کہ ہم امانت، عدل اور انصاف کو قائم کریں گے۔

امید ہے جملہ احباب جماعت احمدیہ ان مطالبات تحریک جدید کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

(ایام تحریک جدید پر متعدد بار تقسیم ہو چکا ہے)

اے قادر و توانا! آفات سے بچانا — ہم تیرے در پہ آئے ہم نے ہے تجھ کو مانا
غیروں سے دل غنی ہے جب سے ہے تجھ کو جانا — یہ روز کر مبارک سُبحٰن من یرانی

کیونکر ہو شکر تیرا تیرا ہے جو ہے میرا — تُو نے ہر اک کرم سے گھر بھر دیا ہے میرا
جب تیرا نُور آیا جاتا رہا اندھیرا — یہ روز کر مبارک سُبحٰن من یرانی

﴿۵۹﴾

خدام بھائیوں کے نام ایک خط

اُمید ہے آپ مع الخیر ہوں گے اور خدمت دین کی احسن طور پر توفیق پا رہے ہوں گے خدا کرے ایسا ہی ہو۔

روحانی جماعتوں میں بعض دن بعض مہینے یا بعض واقعات تاریخی اعتبار سے بہت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔مجلس خدام الاحمدیہ کی تاریخ میں ماہ اکتوبر سالانہ اجتماع کے حوالہ سے ایک جانا پہچانا مہینہ ہے جب تمام خدام گاڑیوں، ویگنوں اور سائیکلوں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے اور سیّدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے عازم ربوہ ہوا کرتے تھے تا اپنے سالانہ اجتماع میں شمولیت کر کے اپنے لئے روحانی تسکین کا سامان پیدا کریں۔اپنی روح کو جلا بخشیں۔مقدس اور روحانی ماحول میں خدام آپس میں مل بیٹھ کر اپنے دلوں کو صیقل کریں جس طرح ایک قصائی تھوڑی تھوڑی دیر بعد چھریوں کو آپس میں رگڑ کر صیقل کرتا ہے اور اس حقیقت میں ذرا بھر بھی شک نہیں کہ ہم نئی روح، نیا ولولہ، نیا جذبہ اور نئی امنگ لے کر واپس لوٹا کرتے تھے۔

کچھ عرصہ ہوا کہ ہم بعض پابندیوں کی وجہ سے یہ اجتماع مرکز ربوہ میں منعقد نہیں کر پا رہے۔آپ خدام بھائیوں کے لئے ربوہ جیسا روحانی ماحول میسر کرنے کا ایک بہترین موقعہ مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے ۱۲۔اکتوبر بروز اتوار بمقام جاہمن پیدا کیا ہے۔

اجتماع کے تقاضوں میں سے ایک تقاضا یہ ہے کہ تمام خدام اور اطفال اس میں شرکت کریں اور اپنی روحانی پیاس بجھائیں۔بانی مجلس خدام الاحمدیہ حضرت مصلح موعود نے خدام کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ اپنے اوقات کو صحیح طور پر گزارو۔اوقات کو صحیح طور پر گزارنے کا بہترین

موقعہ اجتماع ہے اور یہی وہ موقعہ ہے جہاں آپ کو صحیح طور پر اپنے اوقات صرف کرنے کی تلقین کی جائے گی۔

خاکسار ذاتی طور پر آنمکرم سے درخواست کرتا ہے کہ آپ خود بھی اس میں شمولیت کے لئے کمر کس لیں اور اپنے اردگرد خدام واطفال کو شامل ہونے کی تلقین کریں اور کوشش کریں کہ اجتماعی طور پر تسبیح وتحمید اور درود پڑھتے ہوئے روانہ ہوں کیونکہ اجتماعی طور پر ہی جانے میں برکت ہے اور وہ ماحول گھروں سے ہی پیدا ہوسکتا ہے جس کی خواہش کا اظہار سیّدنا حضرت مصلح موعود نے فرمایا تھا۔

آپ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کر کے کلمہ شریف کا ورد کرتے اور پیارے رسول حضرت محمدؐ پر درود بھیجتے ہوئے اجتماع میں شامل ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اجتماع کی کامیابی کے لئے دعا کی بھی درخواست ہے۔

ہر گام پر فرشتوں کا لشکر ہو ساتھ ساتھ
ہر ملک میں تمہاری حفاظت خدا کرے

(محترم چوہدری منور علی صاحب قائد ضلع کی درخواست پر مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کے سالانہ اجتماع بمقام رکھ شیخ کوٹ ۱۹۹۵ء کے لئے اپنے خدام بھائیوں سے مخاطب ہُوا)

شیطاں سے دُور رکھیو اپنے حضور رکھیو — جاں پُر ز نُور رکھیو دِل پُر سرور رکھیو
ان پر مَیں تیرے قرباں! رحمت ضرور رکھیو — یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

میری دعائیں ساری، کریو قبول باری — میں جاؤں تیرے واری کر تُو مدد ہماری
ہم تیرے در پہ آئے لے کر اُمید بھاری — یہ روز کر مبارک سبحٰن من یرانی

﴿٦٠﴾

نکاح کی ضرورت اوراہمیت

نکاح جو مرد اور عورت کے درمیان ایک معاہدہ کا نام ہے پر سیر حاصل بحث کرنے سے قبل اسلام اوراس سے قبل مختلف تہذیبوں' معاشروں میں عورت کے مقام پر اختصار سے روشنی ڈالنا ضروری ہے۔تاریخ عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام سے قبل فرانس میں عورت کے بارہ میں یہ تصور تھا کہ وہ آدھا انسان ہے اور یہی معاشرے کی تمام برائیوں کا ذریعہ بنتی ہے۔ جاپان میں یہ تصور پایا جاتا تھا کہ یہ ناپاک پیدا کی گئی ہے اس لئے اسے عبادت گاہوں میں آنے کا کوئی حق نہیں۔چین میں اسے شیطانی روح سمجھا جاتا تھا۔ ہندوستان میں ہندوازم میں ستی کی رسم پائی جاتی تھی جس کے مطابق جس عورت کا خاوند مرجاتا اسے اِس دُنیا میں زندہ رہنے کا کوئی حق نہ رہتا تھا۔وہ خاوند کی نعش کے ساتھ ہی اپنے آپ کو زندہ جلا کر ختم کر لیتی۔عیسائی دنیا میں عورت کو معرفت الٰہی کے راستے میں رکاوٹ سمجھا جاتا تھا اور عورتوں کو تعلیم دی جاتی کہ وہ کنواری (Nuns) رہ کر زندگی گزاریں۔اور سب سے بڑھ کر جزیرہ عرب میں بیٹی کا پیدا ہونا عار سمجھا جاتا تھا اور ماں باپ بچی کے پیدا ہوتے ہی اُسے زندہ درگور کردیتے۔عورت کے حقوق اس قدر پامال کئے جا چکے تھے کہ خاوند کے مرنے کے بعد وراثت سے حصہ نہ پاتی بلکہ شہر (مکّہ مکّرمہ) سے باہر ایک کال کوٹھڑی میں دو تین سال کے لئے بھجوادیا جاتا جہاں سہولیات زندگی سے اسے محروم رکھا جاتا۔ان کٹھن حالات میں اگر وہ Survive کر جاتی تو منہ کالا کر کے شہر میں چکر لگا کر گھر میں داخل ہونے کی اجازت دیدی جاتی۔

یہ تھی وہ تکلیف دہ کیفیت۔اسلام سے قبل مختلف معاشروں' مذاہب اور تہذیبوں میں۔اللہ تعالیٰ نے رحمۃ اللعالمین سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ عورت کو اس کا بلند مقام

دلایا۔ معاشرے میں جینا سکھلایا اور سکھ کے سانس لینے سکھلائے اور بتلایا کہ تمہاری بیٹی تمہاری عزت ہے۔ تمہاری بہن تمہاری ناموس ہے۔ تمہاری بیوی تمہاری جیون ساتھی ہے اور تمہاری ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ ایک موقعہ پر رحمتہ اللعالمین فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی دو انگلیوں کا اشارہ کر کے فرمایا کہ جس آدمی کے گھر دو بیٹیاں ہوں اور وہ انکی اچھی پرورش کرے حتیٰ کہ ان کا نکاح کردے تو وہ آدمی جنت میں میرے ساتھ ایسے ہوگا جیسے ہاتھ کی یہ دُو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔

جس مخلوق کو اس شان، شرف اور اہتمام کے ساتھ کُرّہ ارض پر بسایا جارہا ہو۔ ضروری تھا کہ اسکے لئے ایک بہترین ضابطہ حیات بھی مقرر کیا جاتا تا کہ وہ اپنے اعزاز کو برقرار رکھ سکے۔ آنخضور ﷺ نے لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ کا درس دیکر رھبانیت کی حوصلہ شکنی فرمائی اور مرد کو عورت کے ساتھ احسن رنگ میں ازدواجی زندگی گزارنے کی تلقین فرمائی اور اسے ہی معرفت الٰہی کا ذریعہ قرار دیا کیونکہ معرفت الٰہی تک پہنچنے کے لئے حقوق العباد کی تعلیم پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ گویا کہ آنخضور ﷺ نے معاشرتی زندگی کی تعلیم دی اور فرمایا اَلنِّكَاحُ مِنْ سُنَّتِيْ. فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (بخاری اور ابن ماجہ) کہ نکاح میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت نے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔

تفصیل اس حدیث کی یوں ہے کہ ایک محفل میں تین اشخاص نے آنخضرتؐ کی حُسنِ عبادت کے بارہ میں جان کر یوں باری باری گفتگو کی کہ میں ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرا کہنے لگا کہ میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے الگ رہوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا اتنے میں آنخضور ﷺ تشریف لے آئے اور آپؐ کو ان افراد کی گفتگو کا علم ہوا تو فرمایا دیکھو! تم میں سب سے زیادہ مَیں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے بڑھ کر پرہیز گار بھی ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ نکاح میری سنت

ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا میرے سے کوئی تعلق نہیں۔ (بخاری)

نکاح سنت انبیاء ہے:

ترمذی کی ایک روایت میں انبیاء کی جن سُنن کا ذکر ہوا ہے ان میں سے چوتھی اور آخری سنت النکاح ہے یعنی انبیاءؑ ازدواجی زندگی بسر کیا کرتے تھے۔

نکاح کے لغوی معنی:

نکاح 'نکح' سے ہے جس کے معنی ضم یعنی ملنے کے ہیں۔ نکاح کی وجہ سے نہ صرف دو اشخاص یعنی مرد و عورت (خاوند بیوی) مل کر زندگی گزارتے ہیں بلکہ اس کی برکت سے دو خاندان بسا اوقات دو ملک، دو براعظم آپس میں مل جاتے ہیں۔

نکاح ایک بہترین عبادت:

نکاح کو بہترین عبادت کا درجہ حاصل ہے اس میں نسل انسانی کی بقاء ہے۔ اسکے تقدس اور عظمت کو اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے آنخضرتؐ نے فرمایا ہے:

تَزَوَّجُوْاالْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

کہ محبت کرنے والی، زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو کیونکہ میں تمہاری کثرت کی وجہ سے قیامت کے دن دوسری امتوں پر خوشی کروں گا۔

نکاح نصف دین ہے:

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جب بندہ (مومن) نکاح کر لیتا ہے تو وہ اپنا نصف دین مکمل کر لیتا ہے اس لئے باقی نصف کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث کے مطابق نکاح آدمی کے لئے حفاظتی قلعہ ہے شادی شدہ لوگ اکثر پاک دامن اور نیک ہوتے ہیں۔ ان کا دل برائی کی طرف مائل نہیں ہوتا اور چونکہ دونوں میاں بیوی

ازدواجی زندگی میں داخل ہو کر حقوق و فرائض ادا کرتے ہیں جو شریعت نے مقرر کئے ہیں اور اس طرح انکا نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے جن کا تعلق انسانیت سے ہے۔

قابل رحم شخص:

ایسا شخص جو عمر کے اس حصے میں بھی ازدواجی زندگی گزارنے سے محروم ہے وہ قابل رحم اور مسکین ہے۔ آنحضرت ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے۔ یہ عصمتوں کا محافظ ہے اور جو نکاح کی طاقت نہ رکھے وہ اپنے آپ پر روزے لازم کرے یہ روزے اس کی حفاظت کریں گے۔ (بخاری)

آج جن مہذب معاشروں میں نکاح سے فرار (Avoid) اختیار کیا گیا ہے انہوں نے گناہوں کے دروازے اپنے اوپر کھول رکھے ہیں اور گناہوں بھری زندگی گزارنے کو ترجیح دی ہے۔ مرد کا عورت کی عزت سے کھیلنا روز کا معمول بن چکا ہے عورت اپنا مقام کھو چکی ہے جس کو اسلام نے ناپسند فرمایا ہے۔

نکاح چار وجوہ پر:

نکاح کا یہ اہم فریضہ چند مراحل سے گزر کر پایہ تکمیل کو پہنچتا ہے جن میں سے سب سے اہم اور بنیادی مسئلہ شریک حیات کے انتخاب اور پیغام نکاح کا ہے۔ ان امور میں خصوصاً اسلامی تعلیمات ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے کیونکہ اس انتہائی اہم اور نازک مرحلہ میں ایک ادنیٰ سی چوک ازدواجی زندگی کے لئے بے حد خطرناک ہو سکتی ہے اور زوجین کی پوری زندگی عذاب بن سکتی ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں جلد بازی اور بے احتیاطی نہیں کرنی چاہئے اور شریک حیات کے انتخاب میں اسلام کے پسندیدہ معیار تقویٰ، دینداری، خوش اخلاقی اور اسلام پسندی کو مدنظر رکھنا چاہئے۔ عام طور پر لوگ عورت کے مال، خاندان اور اس کے ظاہری حسن و جمال پر نظر رکھ کر اور ان چیزوں کو دیکھ کر نکاح کرتے ہیں بہت کم لوگ ہیں جو رشتہ دیکھتے وقت یہ پوچھتے ہیں کہ لڑکی یا لڑکا نماز بھی

پڑھتے ہیں یا نہیں۔ دیندار بھی ہیں یا نہیں، شعائرِ اسلام کا احترام بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ دیندار ماں ہمیشہ دیندار بچے کو جنم دے گی۔ علامہ اقبال نے اس مضمون کو یوں بیان کیا ہے۔

بے ادب ماں بادب اولاد جن سکتی نہیں

اور نپولین بوناپاڈ نے اچھی قوم کی بنیاد اچھی ماؤں کو قرار دیتے ہوئے کہا:

Give me good mothers and I will give you a good nation

یہی فلسفہ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے سب سے پہلے دنیا کے سامنے پیش فرمایا اور مسلمانوں کو نیک، دیندار عورت سے شادی کی نصیحت فرمائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے چار وَجوہ سے نکاح کیا جاتا ہے اول اس کے مال کے سبب سے، دوئم اس کے حسب ونسب کی وجہ سے، سوئم اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اور چہارم اس کے دین کی وجہ سے۔ آپؐ نے مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم ''دیندار عورت کو اختیار کرو''۔ (بخاری کتاب النکاح)

گویا کہ نکاح کے وقت خاندان کی عمارت کی اینٹ رکھی جانی مقصود ہوتی ہے اور اس بنیادی اینٹ کے چناؤ اور اس کو عمدگی سے بنیاد میں رکھنے کے لئے اسلامی اصول کو اپنانا ضروری ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ معمار عمارت کی بنیاد کے وقت بنیادی اینٹ کو سیدھا رکھنے کے لئے سُوتر (رسی) وغیرہ کا استعمال کرتا ہے اور اسکی پوری کوشش ہوتی ہے کہ یہ بنیادی اینٹ سیدھی رہے کیونکہ اوپر ساری عمارت کا انحصار اُسی اینٹ پر ہوگا۔ اگر یہ اینٹ درست رہی تو ساری عمارت درست رہے گی حالانکہ معمار جانتا ہے اور بنیاد کے وقت موجود احباب بھی جان رہے ہوتے ہیں کہ یہ بنیادی اینٹ مٹی کے نیچے چھپ جائے گی جبکہ سطح زمین کے اوپر کی چنائی میں معمار اینٹ سیدھے رکھنے کی پرواہ بھی نہیں کرتا۔ یہی مضمون ہے جو نکاح کے وقت مدنظر رہنا چاہئے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خشت اول چوں نہد معمار کج ــــ تا ثریا می رودہ دِیوار کج

ایسی اعلیٰ تعلیم کو مدنظر نہ رکھنے والوں کو آنحضور ﷺ نے تنبیہ بھی فرمائی ہے۔فرماتے ہیں ''جب تمہیں دیندار اور با اخلاق شخص کی طرف سے نکاح کا پیغام آجائے تو فوراً نکاح کرلو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنے اور لمبے چوڑے فسادات پیدا ہوں گے''۔ (مشکوۃ)

شاید دنیا میں فسادات کی خاندانوں میں آپس کی دوریاں اور دراڑیں پڑنے کی یہی وجہ ہو جب بہتر سے بہتر اور مالدار رشتہ کے انتظار میں کئی لڑکیاں اور لڑکے بے شادی رہ جاتے ہوں گے یا عُمریں گزر جانے کے بعد رشتے ہوتے ہوں گے۔اسی دینداری کی بنیادی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے۔

''ایسی صورت میں تمدنی، معاشرتی اور تربیتی وجوہات کی بناء پر پیدا ہونے والے مسائل اور اُلجھنوں کے پیشِ نظر جماعتِ احمدیہ ایک احمدی عورت کو اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ کسی غیر احمدی مرد سے شادی کرے''۔ (فقہ احمدیہ، جلد۲، صفحہ ۲۴)

نیک بیوی بہترین نعمت:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مومن بندہ کے لئے اللہ تعالیٰ کے خوف کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی نعمت نہیں کہ اس بیوی کو حکم دے تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے اور اگر اسے دیکھے تو خوش ہو۔ (مشکوۃ)

دنیا کی بہترین متاع:

آنحضورؐ نے فرمایا: اَلدُّنیَا مَتَاعٌ وَ خَیرُ مَتَاعِهَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ (مشکوۃ)

کہ دنیا ایک متاع ہے اور دنیا کی بہترین اور قیمتی متاع نیک صالح عورت ہے۔

پیغام نکاح:

شریکِ حیات کے انتخاب کا مسئلہ طے ہو جانے کے بعد نکاح کا ایک اہم مسئلہ پیغامِ نکاح کا ہے۔اس مسئلہ میں اکثر لوگ بے اعتدالی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کو نظر

انداز کر جاتے ہیں۔ کئی ایسے بے خوف اور بے رحم لوگ بھی ہوتے ہیں جو بڑے بڑے مطالبے کر کے لڑکی والوں سے ساز و سامان اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں فانی ہیں۔ خوبصورتی، مال اور جاہ و جلال چند سالوں کی باتیں ہوتی ہیں۔ جوانی ہمیشہ تو نہیں رہتی جسکی بنیاد کمزور ہوگی اس پر بننے والا گھر بھی تو ویسا ہی ہوگا۔

جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

حقیقت میں نیکی، دین اور شرافت لازوال دولت ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ کم ہونے کی بجائے بڑھتی ہے۔

برکت والا نکاح:

اسکی تائید ایک اور حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ اُمُّ المومنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ نکاح بہت برکت والا نکاح ہے جس میں بوجھ کم ہوں۔ (مسند احمد، جلد ۶، صفحہ ۸۲)

منگیتر کو دیکھنا:

نکاح ایک ایسا ازدواجی رشتہ ہے کہ اسکے پایہ تکمیل تک پہنچنے کے بعد دو مختلف انسانوں کی مشترکہ زندگی کا آغاز ہو جاتا ہے اور دو اکائیاں مل کر زندگی کی شاہراہ پر چلنا شروع کر دیتی ہیں اس لئے اسلام نے اس بات کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ فریقین اپنے ہونے والے شریک حیات اور مستقبل کے اپنے رفیق سفر کو مختلف زاویوں سے جانچ لیں اور اچھی طرح اطمینان کر لیں کہ ہر میدان میں زندگی کی گاڑی آگے بڑھانے میں ان دونوں کی رفاقت سود مند ثابت ہوگی۔ ورنہ بغیر دیکھے بھالے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جانے سے اس بات کا اندیشہ ہے کہ دو پہیوں میں عدم توازن کی وجہ سے دیر سویر یہ گاڑی بیٹھ نہ جائے اور نکاح کا عظیم المقصد اور مقدس رشتہ ٹوٹ نہ جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے پردہ کی شدید تاکید کے باوجود حکم دیا ہے

کہ مختلف ذرائع سے مطمئن ہونے کے ساتھ ساتھ رشتہ نکاح میں منسلک ہونے والا یہ نیا جوڑا باہم ایک دوسرے کو دیکھ کر اپنی پسند یا عدم پسند کا اظہار کرے۔

اس سلسلہ میں حضرت مُغیرہ بن شعبہؓ کی روایت بڑی واضح ہے جب انہوں نے ایک خاتون کو شادی کا پیغام دیا جب اسکی خبر آنحضرت ﷺ کو ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کیا تم نے منگیتر کو دیکھ لیا ہے ایسی صورت میں تمہارے درمیان موافقت پیدا ہونے کے قوی امکان ہیں۔ آنحضور ﷺ کے ارشاد پر حضرت مُغیرہؓ نے جب لڑکی والوں سے رابطہ کیا اور انہیں ارشاد نبوی سے باخبر کیا۔ والدین کو یہ بات بھلی محسوس نہ ہوئی مگر لڑکی جس نے پردہ کے پیچھے یہ پیغام سن لیا تھا وہ اطاعت رسول میں ڈوبی ہوئی سامنے آ گئی اس طرح ان کی شادی ہوئی۔ اس شرعی رخصت سے فائدہ اٹھا کر منکوحہ یا منگیتر سے خلوت میں ملاقاتیں کرنا درست نہیں۔

مہر:

مہر کی تعریف میں فقہ احمدیہ میں لکھا ہے کہ

مہر اس مالی منفعت کا نام ہے جو نکاح کے نتیجہ میں خاوند کی طرف سے بیوی کو واجبُ الادا ہے اور جس پر بیوی کُلی تصرف کا حق رکھتی ہے وہ جس طرح چاہے اپنے مصرف میں لا سکتی ہے۔ اسکی ادائیگی ضروری ہے حتیٰ کہ خاوند کی وفات پر اگر مہر واجب الادا ہو تو دیگر قرضوں کی طرح حق مہر کی ادائیگی بھی خاوند کے ترکہ سے لازمی ہے۔

مہر کی مقدار اسلام میں مقرر نہیں۔ دراصل اس کا تعلق بھی زیادہ تر نیت اور تقویٰ سے ہے نہ کہ نمود و نمائش سے کہ اتنا باندھ دیا جائے کہ ادائیگی مشکل ہو جائے اور نہ ہی اتنا کم کہ اس سے عورت کا احترام مجروح ہو۔ جماعت احمدیہ میں خلافت ثانیہ کے دور میں سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے ایک ارشاد کی روشنی میں مہر کی انتہائی حد مقرر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی تو اس سلسلہ میں حضرت مصلح موعود (اللہ آپ سے راضی ہو) نے فرمایا:

''میں نے مہر کی تعیین چھ ماہ سے ایک سال تک کی آمد کی ہے یعنی مجھ سے کوئی مہر کے متعلق مشورہ کرے تو میں یہ مشورہ دیا کرتا ہوں کہ اپنی چھ ماہ کی آمد سے ایک سال کی آمد بطور مہر مقرر کر دو اور یہ مشورہ میرا اس امر پر مبنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے الوصیت کے قوانین میں دسویں حصہ کی شرائط رکھوائی ہے گویا اسے بڑی قربانی قرار دیا ہے اس بناء پر میرا خیال ہے کہ اپنی آمدنی کا دسواں حصہ باقی اخراجات کو پورا کرتے ہوئے مخصوص کر دینا معمولی قربانی نہیں بلکہ ایسی قربانی ہے کہ جن کے بدلے میں ایسے شخص کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے اس حساب سے ایک سال کی آمد جو گویا متواتر دس سال کی آمد کا دسواں حصہ ہوتا ہے بیوی کے مہر میں مقرر کر دینا مہر کی اغراض کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے بلکہ میرے نزدیک انتہائی حد ہے''۔

(الفضل ۱۲۔ دسمبر ۱۹۴۰ء)

نکاح کا مناسب اعلان ضروری ہے:

اسلام نے اعلانیہ نکاح کو پسند فرمایا ہے تا تمام لوگوں کو علم ہو جائے کہ آج کے بعد یہ لڑکا اور لڑکی اپنے لئے نئے گھر کی بنیاد رکھ رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

اِعْلَنُوْ النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدَّفِ (ترمذی کتاب النکاح)

کہ نکاح کا اعلان کرو، مسجد میں پڑھاؤ اور اس کے اعلان کے لئے دف بجاؤ اور اس کے بالمقابل خفیہ نکاح کو اگرچہ گواہان موجود ہوں ناپسند فرمایا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''گواہوں کے بغیر نکاح درست نہیں وہ عورتیں بدکردار ہیں جو شریعت کے بیان کردہ اصول کے مطابق بَیِّنہ قائم کئے بغیر اپنا نکاح خود کر لیتی ہیں''۔

قرآنی آیات کی تلاوت اور خطبہ نکاح:

قرآن کریم کی یہ چار آیات (النساء ۲۔ احزاب ۷۱، ۷۲ اور الحشر ۲۹) آنحضور ﷺ کے ہر خطبہ نکاح کا حصہ ہوا کرتی تھیں اس سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ رسمِ نکاح کو ایک

مذہبی تقدس بھی حاصل ہے اور نکاح کی تقریب جو کہ یقیناً ایک خوشی کا موقعہ ہوتا ہے یادالٰہی سے خالی نہیں رہنا چاہئے۔ ان آیات میں بار بار تقویٰ اختیار کرنے کی یاددہانی کروائی جارہی ہوتی ہے۔ بظاہر خوشی کے موقعہ پر ڈرانے کا مفہوم سمجھ سے بالا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ انسان خوشی کے موقع پر خدا کو عمومی طور پر بھول جاتا ہے اور بعض ایسے کام بھی کر جاتا ہے جو اسلام کی تعلیم کے منافی ہوتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے۔ اگر ہم اس ساری کارروائی کے دوران تقویٰ اور خوف خدا کو مدنظر رکھیں تو خدا کی ناراضگی مول لینے والے اُمور سے بچا جاسکتا ہے۔ اور نکاح کے جملہ مراسم کو من گھڑت، بے ہودہ اور غیر اخلاقی رسم ورواج سے محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں: ''یہ خوف تمہاری خوشیوں کی حفاظت کرے گا اور تمہیں کئی قسم کے عذابوں سے پناہ میں رکھے گا''۔

دولہا اور دلہن کو دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کرنا بھی تقریب کا ایک اہم حصہ ہے۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ آئندہ ازدواجی زندگی میں انہیں اسلامی تعلیمات کی پوری پوری رعایت رکھنا ہوگی۔

میاں بیوی کے حقوق وفرائض:

مضمون کے آخر میں میاں بیوی کے حقوق کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ نکاح کے ذریعہ میاں بیوی جو رشتہ زوجیت میں منسلک ہو رہے ہوتے ہیں کے اگر حقوق ہیں تو فرائض بھی ہیں اگر دونوں میں سے ایک کے لئے کوئی کام فرض ہے تو وہی کام دوسرے کے لئے حق ہو گا۔ حقوق کے لفظ میں کچھ ایسی کشش ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ہم فرائض کو بھول جاتے ہیں حالانکہ ان دونوں کا آپس میں بڑا گہرا تعلق ہے اور فرائض کو حقوق پر فوقیت حاصل ہے۔ انگریزی کے محاورہ Give and take میں Give کے لفظ کو پہلے لا کر اس طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

اگر مرد کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے جذبات واحساسات کا احترام کیا جائے تو ویسا

ہی عورت بھی چاہتی ہے کہ اس کے جذبات واحساسات کا احترام ہو۔اس مضمون کو انگریزی کے محاورہ میں یوں نظر بند کیا گیا ہے۔" If you wish to be loved, love "۔

اور ہر انسان پیار کا بھوکا ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ دوسرا اس سے پیار کرے۔محبت کے پھول کھلائے تا اپنے غم اس کے ساتھ بانٹ سکے۔اگر مرد چاہتا ہے کہ بیوی اس سے پیار کرے تو بیوی بھی پیار کی متمنی ہوگی۔مگر آجکل خاوند کی طرف سے رُعب ہی رُعب نظر آتا ہے جیسے ہر وقت تیوری چڑھی ہوئی ہو۔جبکہ آنحضرت ﷺ اپنی بیویوں کے لئے سب سے زیادہ نرم، سب سے زیادہ کریم اور سب سے زیادہ تبسم فرمانے والے تھے۔سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اس تعلیم کو اپنی جماعت میں رائج فرمایا ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے''۔ (کشتی نوح)

عورت خاوند کی ہر بات مان کر قربانی کرتی ہے تا گھر کا ماحول پرسکون رہے۔بسا اوقات اپنی طبیعت کے برعکس بات کو مان رہی ہوتی ہے اس طرح اسکے اس فعل سے خاندان بندھا رہتا ہے اور یہی خاندان کی جیت ہوا کرتی ہے۔مرد کو عورت کے اس جذبہ کی ہمیشہ قدر کرنی چاہئے۔اگر معمولی سی تکرار پر یہ مقدس بندھن ٹوٹ جائے تو پھر ہم اُمتِ محمدیہ کو بڑھانے والے نہیں توڑنے والے ہوں گے۔

خلاصہ تمام گفتگو کا تقویٰ ہے۔نکاح کی اہمیت وضرورت پر یہ حدیث اطلاق پاتی ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں جو لوگ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے ان میں ایک وہ ہوگا جس کا کنبہ بڑا ہوگا اور اس کے اعمال تقویٰ سے آراستہ ہوں گے''۔

ہر ایک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے اگر یہ جڑ رہی، سب کچھ رہا ہے

(شعبہ رشتہ ناطہ ربوہ کی درخواست پر روزنامہ الفضل کے لیے یہ مضمون
۷۔جون ۱۹۹۹ء کو تحریر کیا اور جنوری کے شمارہ میں شائع ہوا)

تربیتی نکتہ نگاہ سے اکیسویں صدی میں اُبھرنے والی عظیم ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہونے کے لئے لجنہ اماء اللہ اسلام آباد کی مطبوعات کا سلسلہ

ا۔	تیرے در کے فقیر ہیں مولا (منظوم کلام)	ارشاد عرشی ملک
۲۔	امن کا راستہ (پڑوسیوں کے حقوق)	عبدالسمیع خاں
۳۔	کُچھ کلیاں کُچھ پھول (مجموعہ تربیتی مضامین)	حنیف احمد محمود
۴۔	لوگ کیا کہیں گے (رسومات کے خلاف جہاد)	شگفتہ عزیز شاہ
۵۔	آنکھوں کی ٹھنڈک	حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابعؒ
۶۔	لباس (میاں بیوی کے حقوق و فرائض)	حنیف احمد محمود
۷۔	پُل صراط پر ایک قدم (مجموعہ منظوم کلام)	ارشاد عرشی ملک

﴿زیرِ کارروائی کتب﴾

۸۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے وصال اور خلافت خامسہ کے قیام پر احمدی شعراء کا منظوم کلام

۹۔ عورتوں کے مسائل بمطابق ارشاد حضرت مسیح موعودؑ

۱۰۔ 700 احکامات خداوندی بمطابق قرآن کریم